

ہم پیار سکھانے والے ہیں

مُحبت، روشن راستہ

مُحبت دل پہ دستک

راستے سنور گئے ہیں

سُرخ اور سبز چوڑیاں

تَشَنگی کا سفر

وقت اور زندگی

وہی مٹی ستارہ ہے

زندگی کی مُسکان

سمیٹا لے عزیز افریقہ

[illegible]

کتاب کیا پھر سے ہی رہو گے ہمسریہ لکھو تو سارا سہ
 سنت بچ رہے ہیں۔ نماز کے لیے بھی اٹھایا تھا مگر تم
 جیسے باخبر نہ بنے کہ اللہ ہی شکاری کی ہدایت دے گا۔
 اس نے جملگی لڑائی و طلاق اور شادی کو ایک بار پھر
 دیکھا تو نول کی دہائی کی شش دہائی تھی اور اسے صبح
 تیار ہو کر پڑا تھا حالانکہ پہلے وہ بھی وہی شش
 تھا لیکن پھر اچانک اس کا دل غم غراب ہو گیا اور اس نے
 ایسا کر دیا جو اس اسکول میں نہیں پڑے گا جہاں
 طلاق اور شادی پڑتے تھے بلکہ وہ اب اپنے لیے
 اسکول خود منتخب کرے گا۔ ایل بی پرائیویٹ اسکول سے
 ریکل کر کے اور شش اسکول میں آگیا۔ S8th اس میں تھا
 مگر وہ پانچویں کلاس کے بچے کی طرح تھا اور مرطون
 کسی ناراض نوجوان سے کم نہیں تھا۔ ایل اس کے
 خیر سے دیکھ کر ہمیشہ میں کہتیں۔

”چنانچہ میں ہمارا عجیب کس پر چلا گیا ہے مجھے تو سمجھ
ای نہیں آتا ہے مانو بس میں چاہتا ہے کہ کوئی روک
نوک نہ ہو من پانی کرتا رہے چنانچہ میں لیون کی مٹاپنی کی
مزا ہے۔۔۔“

وہ سنتا ہو کر نہیں کر اپنے کلام میں لگا رہتا ہے لڑکا
رو کر دیکھو بھی کشتی ہو نہ ہی ہے یہ صرف اس کلام و راز



Chlorophyll



ناویٹ

"یا والی بات درست ہے۔" رضا نے بازو پکڑ لیا۔
 "تمہیں پتا ہے کہ جو ہوم ورک مکمل کر کے
 نہیں لائے گا اسے ہفتہ وار پانچ پانچ اسٹک اور
 میٹھا رس دیا جائے گا۔ اگر اس نے اسے
 اس نے کدے سے اُٹھا کر دیا ہے تو اس کی بلات مرنا ہے
 کوئی بھی روٹی اختیار کریں اس سے اسے کوئی فرق
 نہیں پڑے گا۔"

"آخر تم نے ہوم ورک مکمل کیسے نہیں کیا؟"
 اگلا سوال تجسس کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ اس نے قسم کھائی
 رضا کو کھانا پھر اس کی طرف سے توجہ دینا کہ وہ
 "کوئی خاص بات نہیں تھی بس گھر کے بچوں نے
 میرے کام کرنے میں ہمت لگا کر دیا تھا۔ اس نے کہا تھا
 میرا نہیں تھا۔ ہوم ورک کر لیتا تو اس میں کیا خاص
 بات ہوتی۔"

"نہ کرنے میں کیا خاص بات ہے۔" رضا نے
 توجہ دینا کہ اس نے اسے لڑکھا۔

"سیدھی سی بات ہے نہ کرنے میں بھی کوئی خاص
 بات نہیں تھی بس میرا بچہ جس طرح لڑتا ہے کرتے ہیں
 اس سے کدے سے اُٹھا کر دیا ہے کوئی کدے سے کام کرنے
 برا سرا کرنا ہے تو میرا بچہ اس کام کو نہ کرنے کی قسم
 کھاتا ہے۔ کدے سے ہر کام اپنی مرضی سے کرنے کی بنا ہے۔
 ہے۔" رضا نے اچھے سے دیکھا اس طرح کی بات کی
 اس وقت توجہ کی جا سکتی تھی۔

اب اس نے سر ہٹا کر چٹنا شروع کر دیا تھا اور
 اس کی طرف سے غافل ہو کر راستہ ملے گئے تھے۔
 اسکول جانے آیا تو ایک دم رک گیا۔

"آج اسکا دل سے چٹنی نہ کریں۔" ایک نیا آواز آیا
 پیش ہوا اور یہ آواز عجبیل ہی سے نکلتا تھا۔ رضا کے
 اگلے قدم رک گئے تھے۔

"چوکیدار ہیں، کچھ چکا ہے۔ اب اگر ہم اسکول
 نہیں جائیں گے تو سیدھی شکایت کرے گا۔"

"اب بات میرا ساتھ دے رہے ہو یا نہیں۔"
 اس نے بیگ دیکھا اس کے کدے سے بائیں کدے پر
 منتقل کیا۔

پچھلے کے سیکشن میں ایک اور شخص تھا جو کہ کدے سے ہی آیا
 کے ہاتھوں سے اس کے کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 نے چوکیدار کو کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 منت بعد ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 چوکیدار نے اس کے کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 منت کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 سے ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں

"پتا ہے میں اس کے کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 سے ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 وہ چلے گیا ہے۔ وہ کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 اگلے کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں

"تھی وہ سب کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 چلے گیا ہے۔ وہ کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 سے ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 اس کے کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 چلے گیا ہے۔ وہ کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 وہ کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں

"یہاں میری توجہ تھی کہ چوکیدار کدے میں ایک کدے میں
 صبح بارش میں زان مت سہا کر۔" اس نے کہا
 بیگ ہاتھ میں لے کر ایک کدے میں ایک کدے میں
 سے ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 میری توجہ تھی کہ چوکیدار کدے میں ایک کدے میں
 اسکول میں چلے گئے تھے اس کے ساتھ ایک کدے میں

"میرا بچہ کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 چلے اس سے بات کر لینے کی حد تک بے لطف
 دست دینے والی کیا اور وہ کدے میں ایک کدے میں
 کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 رضا کی بات سنی ہی نہ وہ رضا کے آگے میں ایک کدے میں
 چوکیدار سے سوال کیا۔

"میرا بچہ کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں
 نے ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں ایک کدے میں

لیے وہ یسٹنہ پھا گیا۔ جس میں اس نے کہا ہے بھوت
بہت سی ہنگامہ ڈاکو کر رہے ہیں انہی سے
قاریغ تھا ان لیے اس کلاس فوٹو میں سے گھر کی طرف
دور کیا۔

شعلہ پاچی ان کے اپنی غلامی کی جی تھیں اور یہ ہیں
 یاد کر آئی تھیں یہ جانی کھردوالوں سے الگ ذرا بہت کم
 اس وقت کوئی تھیں اس لیے ان کا جب موہو رہا۔
 وہ ان کو لے کر خود کھن سے چھٹی گھر کے یہاں چلا آئے۔
 شعلہ بانی کے شر ہوئی میں ذرا ابھرتے ان کا ایک ہی
 بہا تھا جہاں تھیں وہاں تھا اس نے وہاں سے کی ہر خیر
 تھیں کھانی۔

انہوں نے کہا کہ حجاز کے کمراتی کو اوز کو نہیں ہے۔
شعبہ پانی کی کو اوز کو نہیں ہے۔ مشک کی کو اوز ہے
پرواز خطاب۔

اللہ تعالیٰ میں منجھتی ہوئی۔۔۔ مائیں نے غمگینہ بہہ رہی
اور وہ بوز رحمت خاتون ہونے کی رات اپنے کچھ بھائیوں کے پاس
ہوئی کرکٹ سے تھک چکے تھے اسے اسی کرکٹ ٹیم کی
نمائندہ پہننے کرکٹیں دے۔

”اے میں نے سچی باتیں کہیں گی، اور گیند وینڈ نہیں دینے کی
میں اگر گیند بھرت پر بھی اتنی ہے تو اس کو کھینچ دینے
کی بجائے چھری سے اس کے دو ٹکڑے کر دیوں گی۔
اے دادنہ! انا دھو نہ روت نہ ہوں، نہ کھو نہ یہاں رہی
بس دروازہ بجاتے جاؤ سارے چو کے سارے چٹکے
ہمارے دروازوں کی قسمت میں لکھے رہتے ہیں۔“
عجیبی اتر کر کھڑا ہوا، شیرازہ کی مسخیرہ رات عجیبی
بھائی عجیبی اور اچھا اس سے آکر لوٹ گیا۔
”کہوں عجیبی۔۔۔ مجھے منظر نے کس عجیبی کے
کے کچھ نہیں کرا تھا اے میرا جو کوئی اور اپنے کمرے کی راہ
لی۔۔۔“

”مشفوہائی گمیر نہیں ہیں کیا۔“
 ”مماں مارکیت گئی ہیں عجیبی بھائی۔“ بچے نے
 ”ملوالت دل اور دماغ تو ان سے غور نے آئیں۔“
 ”مسفر بچے ہر ایرے غیرے کو اپنی زندگی کے

”اوس نے ستر حلالہ بگڑا تو تم ہی نہیں مانو۔“
 ”یہ کوئی شہر نہیں ہے اور سنو دوستی شہر ملکوں پر
 میں ہوتی۔“ اس نے اسیے بار بار کہنے کی بجائے تیرہ
 بار کہنے سے انکار کیا۔

گر کیا۔ رضا کیلئے چاہئے کہ
 ہم نہیں کیا بات سے تپتی روزِ غرضِ شب
 دہائے کربال نہیں کرتا لوگ پہرِ طرح کے امانے کو
 روزِ میں خود دہوں کا اب جہاں کیسے امکیلی سے اہل
 ان نے سوال کیا اور وہ چلتے چلتے ہیست کچر کر
 کیا۔ رضا اس طرح اسے زمین پر سمیٹنے لگے
 کیا کیا دیا دیا تمہیں، انہی تھوڑی دیر پہلے تو
 نکستہ

انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ ان کی طرف سے ہے۔

کیا اور بات اس لئے کہ اس نے رشتہ سے
 دور رہنا چاہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے
 اپنا ایک پیٹ کے دریا کی وجہ سے بے حائل ہو گیا
 کیونکہ اس نے کچھ سوچا اور اصرار کیا کہ اس نے
 اپنا بیٹا دونوں تیزی سے اٹھے مگر عجلت سے
 چلتے ہیں۔ ایک پیٹ پکڑ رکھا تھا۔ وہ دونوں
 دونوں سے اپنے خیال کی تیز گائی کو سراہتے
 تھے۔ یہ کہ اس کو اپنے رشتہ سے
 دور رہنا چاہا۔

میں نے کہا کہ میں نے اتنی دیر تک۔
 میں نے کہا کہ میں نے اتنی دیر تک۔
 میں نے کہا کہ میں نے اتنی دیر تک۔
 میں نے کہا کہ میں نے اتنی دیر تک۔
 میں نے کہا کہ میں نے اتنی دیر تک۔

فلانی کے قسمیں دینے ہو رہے تھے اور
ایک اور نے کہا غرازیہ امر از بہت بھاری ہے بچہ
تو نامہ پہیل نے یوں دیکھا جسے اسے اس
فلانی نہیں پڑنے والا کہ اس کے کسی جملے کا
بہت زیادہ نیکاشی ہو کر وہ اپنی آتا ہے۔ وہ دونوں
لڑکے تھے رضا جو کہ گھر میں جا رہا تھا اس

ان کا بیچہ۔

اس نے عجیب انداز کو رکھا اور اس کی سرسری گری
پرتن۔ یہ نہیں پھر یہ ستانہ لے کر لے لیں۔

”تو جی تو میرا دل اس کی بات کو سنیں کر رہا تھا اور اپنا
نے زبردستی اس کو لے لیا تھا؟“ ”عجیب انداز سے یہ ایک
کر رہا تھا اور اس کی بات کو سنیں کر رہا تھا۔ اس کے دل
کی بات دہانتے لگیں۔ وہ یکدم گھٹوڑا دیا گیا اور اس
وہ کسی پر آشکار ہوئے کا مہذب نہیں رکھتا تھا۔ بظاہر تیار
میں کا کچھ کم سو نہیں تو بے دلی کی تھیں۔ یہی وجہ
تھی کہ اپنی عمر کے کھیل شہر میں اور باتیں اس سے
بغیر نہیں ہوتی تھیں اور اب کہتے وہ مدد دینے و شہر بچہ
ہے اور نامزدی نے اس کی شخصیت میں چار چاند لگا
دیے۔ اس پر اس کی نظراب بھی گئی ہوئی تھی۔ وہ
کتنی بڑی اس کو بختار باخبر ہونے سے بولا۔

”نہیں لگتا ہے میں آپ کیسے سے برا بیٹا ہوں۔“
اس نے لہجے میں عجیب احساس پایا تو کھینچ کر بیٹھنے سے
لگا لیا پھر سر پر لگی سی جیت کا کر بول لگتا۔

”چاہے ہو اسے میرا بیٹا یا کسی ہو سکتا ہے مجھے تو لگتا
ہے میرا یہ والا جیسا سب سے اچھا والا بیٹا ہے۔“ اس نے کچھ
جھگڑا ہے۔ اپنی سمجھ ہے مجھے نہ اس کے دل کی اور اپنے
آپ سے بھاگ کر آتا ہے اس کے سامنے پر اندر سے لگتا ہے
بہت برا ہو گیا ہے۔ ”اس نے ان پر زور دیا کہ اس کا
مالک نہیں لگتا۔ مجھ سے کیا تھا اسے حیرت ہوئی تھی اس کی بچہ
وہ کتنی تھیں ان کا تعلیم ہی انسان کو سب سے بڑی عقل دیتی
ہے شاید انہوں نے یہ نہیں بتایا تھا ان کا تعلیم انسان کو
سب سے بڑی عقل دیتی ہے مگر اس کو کس طرح استعمال
کرنا چاہیے یہ بزرگ عقل صرف ایک ماں جان سکتی
ہے یا اللہ دے لگتا۔ اس کی ماں ان پر زور دیتی تھی مگر
جانی نہیں تھی اور ان کا تعلیم پانے والے ہیں اس
ازدک لگتے کو نہیں سمجھ پاتے اور سامنے والے کو رو کر
دیتے ہیں۔ ”اس کا۔ انسان خود کو رو کر دیتا ہے تب
وہ سرے کو سمجھنے کی پہلی سیڑھی چاہتا ہے۔

”اے۔“ اس نے بڑے بڑے اس کو پکارا اس
جو اس کے سر میں لگیں چھائیں اس کا سر ہلکا رہا

”معاذ اللہ نہیں بڑا کر رہا۔“ اس نے بڑے بڑے گہرے پکڑے
پھر اس کو روک کر رکھنے سے روک لیں۔

”ہیں میں یہ سب تو گئی اب تم چلے چلے پڑتے نظر آؤ
۔“ اس نے سر ہلکا کر دیا اور پر لگتا تھا کہ بٹا رہا۔

”پوچھ میں کس قدر ضرورت ہے۔“ اس نے لہجہ تھا جو
اس کے اندر کی اس نے دلی مزن کی تھی کہ ایک سو
تھم سے وجود میں لے لیا۔ اس کے الٹ اور ہٹ کر
کئے پہلے دے مارے کام میں بچپن کی خواہش ہی
سے تو اس چیز کو دے دے۔

ابھی اس کا بڑا بڑا دلی ایک منہ بڑا وجہ بنا۔

۔۔۔۔۔

اس نے اس بن خٹو باقی کے کمرے سے قدم
سوزنے تو میرا کمرہ نہ کر لگا۔ اس اتنی چاندی آئے پر
ہر اس میں ہوئی تھیں۔

”الطبیعت تو نیک ہے تمہاری۔“ اس نے ایک
سہانہ لہجہ میں بولا اور صاف کمرہ دیکھ کر منہ ہی
تھم سے بہا کر بڑا آواز اور گڑبڑ مٹی بھری ہوئی دیکھ کر
اس کے اندر عجیب طرح کی مٹی نے دھنک دیا۔ مگر
اس کی یہ اس صبح کو شعلہ نہیں دے سکا تھا اس کی
نما ہوئی اسے مٹی لگتا تھا کہ بھٹا رہا اس کی اس میں
میں ڈال آئیں اسے مٹی لگتا تھا کہ بھٹا رہا اس کی اس
نے اس کا بڑا حیرت دہش کی نظر کر رہا ہے اس کی اس
میں اس کا بڑا حیرت دہش کی نظر کر رہا ہے اس کے قریب
پہنچتے آ رہے۔

”اے۔“ اس نے بڑے بڑے اس کو پکارا اس

اس نے مٹی لگا کر رکھنے پر دھڑکی بھری ہوئی سے
بولا۔

”اے۔“ اس نے بڑے بڑے اس کو پکارا اس
چشمی لگا کر سمجھ بول کر کمرہ آئی۔

وہ لہجہ لگا کر سمجھ بول کر کمرہ آئی۔
اس کی اس لہجہ کی سمجھ بول کر کمرہ آئی۔
اس سے زیادہ فرحانی کوئی نہ ہو سکتی اس سے زیادہ
بے حس کوئی اور نہ کھائی نہ رہا۔ بہت الگ تھا کہ تھا



فہم خورا" کہیں۔

"جی میرے بچے کیا کہنا ہے۔"

"آپ نے ایک بار کہا تھا آپ کو میری ذات سزا کی
ہی تھی ہے آپ نے ایسا کیوں کیا تھا۔"

ابن تو یہ سب کہہ کر بھول جاتی تھی۔ بچہ ہم
بڑا دیکھ کر سیدھی سی بات بھی کہہ سکتا تھا۔ میرا بچہ
اپنے کی تعلیم، انہماک اور اپنے پر جانے کی ذمہ داری
اپنی جان پر ہوتی تھی کبھی سب سے سخت بات نکال
لائی تھی انسان ایک نیتے حالات سے اور بکرا اپنے
دور کا غصہ کسی اور پر نکالنا پاتا ہے چھوٹے میں یاد
ہی رہتا ہے کون سا لفظ کسی طرح جڑا کسی لفظ کے
نہی کر مزید سخت ہو گیا اور اس وقت عجیب ایسے
نئی بات کی بات ہو چکا تھا انہیں کچھ سمجھ نہیں آ
تا تھیں کچھ کہنا تو ضروری تھا سو گدا گدا کہنا اور
کہنا کہنا۔

جیہ غصے میں نکلی گئی تھی بیٹا اس کا حقیقت
کہنا "جی نہیں تھا۔"

عجیب احمد نے اس کے سینے سے سر ہٹا کر اماں کو
دیکھا کہ اس کو کی کیفیت میں دیکھ کر دلا۔

مگر اماں میری بیٹی تو کہتی ہیں انسان صرف دو
دھڑکیں لاتی ہے بولتا ہے ایک مرتے وقت دو سہرا
کہا کرتی ہیں۔

ایکے ہاتھ ہاتھ اور اب معاملہ ان کی دسترس
ہی کا تھا مگر حال وہ بھی تنگ موالی بنا انہیں
کچھ نہیں کچھ اور کہنا ضروری تھا۔

عجیب بیٹا تھا اور سب سے الگ رویہ بچے
ان کی بہت ہولناکیاں بچے ہر لگتا ہے۔ تم ہرک
کچھ لے اس دن غصے میں وہ لڑا نکل گیا تھا مجھے
ان کا کہ تمہاری خراب تربیت کا سارا الزام
میرے ہاتھ ہے تم تو جانتے ہو میں اپنے تئیں
اور ان کی بات میں کوئی مجید ہمارا نہیں رکھتی وہ
اپنے ان کے لبا کے فرمانبردار ہیں مگر تو اپنی من
میں ان کو مار لگاتا ہے۔

اپنے ان کی کہنے سے آپ کو یہ کیسے لگا میں نا فرمان

طنز و مزاح سے

تجربہ پور کا لم

آپ سے

کیا پردہ

ابن انشاء

قیمت : 250/- روپے

ڈاک خرچ : 30/- روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے

280/- روپے روانہ کریں۔

مکتبہ عربیہ اسلامیہ

37 اردو بازار کراچی

کرتے ہیں جسے کاشمیری کہتے ہیں اس لیے ایک بار بانی چاندنی صاحب
 لب لباب کہہ کر لکھنؤ لک گیا تھا۔ وہ اس کی اتنی باتیں کہیں
 کا کہیں لکھیں جو ان کے اس سے نیچے پر اپنی
 علمیت کا ثبوت چاہتا رہے۔ وقت سے پہلے کی بات
 بھی انسان کو کند کر دیتی ہے جب اس کی باتوں کو سمجھنے
 والا کوئی نہ سمجھتا ہے تو انسان اپنی موت آپ مر
 جاتا ہے یا پھر اس کے اندھیرے میں گم ہو جاتا ہے کچھ
 تو کمزور لے کے لیے ضروری ہے ارد گرد آپ کی بات
 سننے والوں کی فہمیت ہو۔

ایں جتنے پڑھی لکھی نہیں تھیں تھیں وہی وہی بلا کی
شخصیں ہوں لیکن سرے دن ہی وہ اس کے بریک سے
پہلے اس کے اسکول پہنچ گئی تھیں پر پہلے اس کی
چوڑ کر لیں لینے کے بدلے انہوں نے کسی غنی فیچر کے
بارے میں بھی پوچھا خود بھی لچر زکوہ کھا کوئی نیا چرہ انظر
نہیں تھا۔

”یہ مبالغہ خیر مندرجہ ذیل نہیں لیکن کیا میں چاہوں سکتی ہوں آپ نے 88th کے لیے کوئی نئی پیمبر کوئی
 پہنچا دیا اسل میرا بیٹا اپنی پیمبر کی علمی قابلیت کے اتنے
 اتنے سنا کرتا ہے کہ میرا دل بے ساختہ اس کی نچھرت
 ملے کہ چاہئے گا اور میں کہہ کی مسروریت نہ ہو گا کہ اسکو
 آج ہی آپ کو جاننی ہیں ہم کہہ دیو خواہن کی ذمہ
 اور اس

موسکرا کر اس دیکھتے ہوئے مہموش رہا۔
قلعہ ٹھہر کر کھڑا، غور سے زیادہ کام کرتی ہیں یا باہر کام
کرتے والی خواتین زیادہ محنت کرتی ہیں ایک دم اصل
مہموش رہا۔ آئینوں دامن میں بچہ کی لسنٹ بہ ہرالی پھر
موسکرا کر بولیں۔

”میرے ختم میں ایسی کبھی ٹیچر نہیں ہے جو بقول آپ کے بے حد قابل ہو، قابل ہو تو آپ کو پتا ہے، ہمارے پاس تو ٹیچر تو انہی نہیں ہیں، جس کو کوئی نوکری نہیں ملتی۔“

یوہنگ الٹن میں آجایا ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بچہ بڑے کے محتاج نہیں کہہ رہی جو تعلیم کو خون جگر دے کر آج

وہاں باجیترہ اول لڑا جس نے بھی نہیں سے کسی بھی
 بات کے لیے جواب دیا۔ "کابل سے آئی میں سرزدیا۔
 "جیسے کہتا رہتا ہے تو نے بھی میری ساتھی لڑکی
 کسی سطح پر نہیں نہ ہوتے نہیں بلکہ اپنے اس کے لیے
 کسی بھی طرح کی سزا ہی کیوں نہ پائی ہو۔"
 "جی ہاں۔۔۔ میری سچے دوستی آپ کا ہے تو نے یہ بھی کہے کہ
 سزا نہیں دینا چاہیے ہے کہ یہ بھروسہ دہانہ کی بھروسہ
 یہ سزا دینا چاہیے۔
 اہل نے عجیب اہم کو نہایت فکر مندی سے
 دیکھا۔

”یہ جیوں تک ہی تھی مچھ ہے جو ایسی بری باتیں
 بنا کر انہیں سے قہر اوارا کر رہی ہے۔“
 عجب جی انہوں نے ابھی کوئی شہا جگر مرثیہ سے پوچھا۔
 ”نہیں ابھی باتیں کہنے والی ہیں کہو برا نہیں کہتا
 چاہیے ابھی یہ گھر میں اُمت پرانا ہے ہر انہیں بات
 انسان کے لیے اُنہی ہے آئینہ کیجئے فریہ“

[illegible]

”نئے ایسکول میں پڑھنا ہے، چھ مہینے تو صبح
 رخصتے والے کسی بھی جگہ سے پڑھیں جو ہمیں کمرہ
 ملے۔“ سوا اس کی ضد کے اُسے سب کو بار بار
 پانی پانی کہتے تھے۔ اُس نے ماں باپ سے ہٹ کر نئی لڑکی
 ضد پر قرار دیا تھا۔ جسے باپ کو بھیج دیا۔ لیکن اگر
 اس اسکول سے اچلا کر توبہ کسی اور کھاپ میں تو کس

PAKSOCIETY

"نمک کھتی ہو تم کسی مہنگے ٹیوٹس کا بیڑا بن کر رہو۔
 یہ معاملت پسند نہیں ہے لہذا کی طرف سے راضی کر سکتے
 تھے۔ آپ بھٹ نواز شریف کو بھی دے دی ہے کہ ہار ہار
 اصرار اور ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا عند غلامی ایسے ہی
 غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے
 سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے بندوں
 سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

اللہ نے ان کے خیال پر تصدیق کی سرشت کر دی
 اور ایک ہی گھر میں لے لے کر ان کے منہ جیل احمد
 سے معاملات شریف کی منہ جیل احمد میں ان کے
 بارے میں جان کر لیا تھا اسے وہ اللہ یا اللہ اس میں
 ایک جہتی چکر اس کا عند غلامی سے آپ کے جس نے
 اس درخت کو کھینچ کر آپ کے پاس میں کر کے
 دھکیلے گئے ہاتھ کاٹا۔

"بھائی! یہ۔۔۔ بہت دور تک روزات نہیں لگاتے
 اپنے جیلوں کے سرایتیہ ہاتھ کر تو درخت کے پاس چلا
 گیا اور مسٹر لکھنوی!۔۔۔
 درخت چل کر نہیں آسکتا اور وہ چل کر اس تک
 جا سکتے ہیں آپ تو جانتے ہیں ہماری فیملی میں غریب اور
 قحطی ہے۔"

اور میں اللہ کی ہر قرار تھی۔ منہ جیل احمد سے لیا کر
 ایک گھر میں ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا عند غلامی ایسے ہی
 غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے
 سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے بندوں
 سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

"لیکن احمد مسجد یہ بہت بھاری جن ہے اس
 ادارے کے لیے ہمیں یہاں مسلمان عاصی دینی
 پرست ہیں۔" ہاتھ لگاتے میں سر ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا
 عند غلامی ایسے ہی غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے
 رب کے سامنے سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے
 بندوں سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

"اللہ ہر گز اللہ کی منہ جیل احمد سے لیا کر
 ایک گھر میں ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا عند غلامی ایسے ہی
 غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے
 سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے بندوں
 سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

سب غلامت جن کی ذہنی برتری آپ میں ذرا بہت کر مینا
 چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں میں ایسا انسان ہوں کہ وہ
 اپنے بچوں پر لگتے ہیستے ذہنی ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا
 عند غلامی ایسے ہی غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے
 رب کے سامنے سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے
 بندوں سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

"لیکن کیسے ذہنی ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا
 عند غلامی ایسے ہی غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے
 رب کے سامنے سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے
 بندوں سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

"لیکن ان بھائیوں میں سے کچھ بھائی آپ جانی
 ہیں جو میرا دل ہمیشہ سب سے اچھا آیا ہے۔"
 مسجد کو جو بھائی کی چاروں طرف میں تھیں رک کر
 اس کے بھائی لکھیں بھائی!۔۔۔ "میں اور وہ بھائی ہیں اور وہ
 منہ جیل احمد سے لیا کر ایک گھر میں ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا
 عند غلامی ایسے ہی غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے
 رب کے سامنے سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے
 بندوں سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

"آپ اس طرح بھگتے دیکھ کر یہ تو نہیں کہنا چاہتیں
 کہ میں جس اسکول میں پڑھ رہا ہوں وہاں گریڈ آٹا
 آپ کرنا کہی۔ منہ جیل احمد سے لیا کر ایک گھر میں ہار ہار اڑاتے
 رہیں۔ ہار کا عند غلامی ایسے ہی غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے
 رب کے سامنے سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے
 بندوں سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

"اللہ کو نمک کھتی ہو تم کسی مہنگے ٹیوٹس کا بیڑا بن کر رہو۔
 یہ معاملت پسند نہیں ہے لہذا کی طرف سے راضی کر سکتے
 تھے۔ آپ بھٹ نواز شریف کو بھی دے دی ہے کہ ہار ہار
 اصرار اور ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا عند غلامی ایسے ہی
 غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے
 سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے بندوں
 سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

"لیکن احمد مسجد یہ بہت بھاری جن ہے اس
 ادارے کے لیے ہمیں یہاں مسلمان عاصی دینی
 پرست ہیں۔" ہاتھ لگاتے میں سر ہار ہار اڑاتے رہیں۔ ہار کا
 عند غلامی ایسے ہی غلاموں سے سخت انتظار رہتا ہے کہ وہ اپنے
 رب کے سامنے سزاوارتہ سے اپنے غلامی کی سختی کو بات اپنے
 بندوں سے بھگتے نہیں لگتا اس نے بھگتے آپ کی طرف سے کبھی
 غلطی سے نہ کیا ہو گا۔ تو ہمارے اس سے تو اللہ کو بھی اپنا
 دوست بننا چاہیے ہے۔ ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ کیوں نہ کیا
 یا ان کی اس سے کسی بھی سیاسی گروہ کو بھی ہرگز نہ ہوگا۔"

میں نے جو کچھ اُسے دیکھ لیا۔ مگر وہ تو کیا خاک
 تھا اور آج کل کے کیمپ میں شامل ہو جائیں۔
 میں نے اس کا اثر دیکھا ہے اور اس کے لئے ہے کہ وہ بھی
 اس کی باتیں کرنا اس کی عمر کے لئے نہیں آتیں۔
 میں نے اس کی باتیں کرنا اس کی عمر کے لئے نہیں آتیں۔
 میں نے اس کی باتیں کرنا اس کی عمر کے لئے نہیں آتیں۔
 میں نے اس کی باتیں کرنا اس کی عمر کے لئے نہیں آتیں۔
 میں نے اس کی باتیں کرنا اس کی عمر کے لئے نہیں آتیں۔
 میں نے اس کی باتیں کرنا اس کی عمر کے لئے نہیں آتیں۔

اسی سیکڑا میں رہنے والی اپنی دیہاتوں میں گود کے ٹکر
 اور مٹی سے بنے جھانسیں کچھ کر لی تو کیا بس دو جو
 تو بات اور اتر جاتا تھا اس نے اس پر بھی ہانسی

انگلیز میں انجیجہ چا نہیں کیسے کیسے بدست بنا رکھے
جو دولت سے پہلے ہی تمہیں ہزیم ہڈی پاؤں گہنا
نمار ہے جس لئے ہر وقت لگتا ہے تم نہیں جڑنا جاؤ

عاجل احمد کو یہ کتابیں ملنے کے اس خیال پر ہنسنے کے سوا
وہ اس کے پاس کوئی چار نہیں رو گیا ہاں یہ ضرور تھا کہ
وہ اس کے گھر کے اسٹور روم میں کتابوں کا ذخیرہ
بنا جا رہا تھا اماں ہر طرح کی غیر انصافی کتابوں کے
تخلات خلاف قیسوں کا خیال تھا لیکن اندر میں —
ہاں کو اپنے کورس کی کتابوں کے سوا کسی اور کتاب کو
نہ نہیں لگنا چاہتے ہیں اس بات کو ماننے کو تیار ہی
نہیں تھیں کہ کتاب کسی بھی طرح انسان کی زندگی میں
کتنی تبدیلی لاسکتی ہے ایسے ہر موقع پر وہ ابائی مثال
انے لگے کہ بہترین جوہری اسے پاس تھے مگر آج تک ایک
نزل اسٹور کی کتنی بندھی کتابیں سے زیادہ آگے تک کی
کسی اہمیت کی بنیادیں ماسٹری نہیں کر سکے تھے۔ نووا بابا
کی کتابوں میں صرف فکشن بلکہ کے ناوارہ کچھ پڑھنے
کے حق میں نہیں تھے ایسے میں اس کی گفتگو سب کے
لیے اہمیت سے کم نہیں تھی۔

ایک مسند پر بٹھ جائیں جو سیکڑا ایر میں تھیں ایک
 انجی اینڈ تھیں کہ اس ساری خیالی پوسٹر ان کی
 ایک ایسی دوست کے سر پر ہاتھ مارا کرتے الفاظ تو کہتی

تھی اولاً اس کی تہی جس کے پاس کسی نہیں تھی مگر یہ لئے
کا وقت آتا تو اس کا ملای خشک ہو جاتا تا ملیں کا پیسہ
کلکتہ اور سارے ہلاک ہونے بھک سے اڑ جاتے ہی وجہ
تھی نہ پس پرلا و کر مسجد پر سخت مہرب کرتی جب
مسجد کوئی ذبیحیت کرا سچے پر تالیوں کے شور میں
کھڑی ہوتی تو یہ سمجھتی اس لئے مھر کہ سر کیا اس کی
بات نہ رتک نہ تھی ہے اس کے خیالات کو سراہا لیا ہے یہ
اور بات سے مسجد بچ کی باتوں میں بھی ہستی بچو
کے لیے کوئی لڑائی نہ ہو تا جو ان میں سراہتا نمود انہیں
ورنہ پیش منشی تھیں کہ نہ اس پر ہی خوش تھیں انہیں
اپنی زندگی کی اس چال پر کہی اعتراف نہ ہو تا کلمہ کہو
اس چال کے ساتھ ساتھ زندگی کا سفر کسی حد تک
لے گا کہ پاری تھیں اور نہ ان کے گھر کا اہل نہیں سچا
جیسا بن تھا نہ تھا نہیں کیے ہوئے بھیا نے ان کے کالج
جائے کا مقدمہ لڑا تھا اس لیے وہ اسی ذرا سی آزادی
منشی بھر آئیں پر ہی خوش تھیں یہ پھر طاعت بھائی تھے
ابا کی طرح قناعت کی پر پا بلکہ کہنا چاہیے انہیں نے
کلام کو نے کی عادت ہی نہیں تھی یہ ساری زندگی لگے
بندھے انداز میں گزارنے کے حامی تھے ان کی اس
عادت کا اندازہ اس بات سے لگا لیتا تھا کہ کافی تھا کہ اگر ان
کے گھر کے سرانے بازار کا ایک باغیں جانب ہوتی
تو یہ ہفتوں باغیں جانب ہی رہتی ان کے اندر سمجھ گیا
سیکھنے کی انگلی ہی نہیں تھی پس پڑھ لکھ کر ابا کا جزل
اسلوب ہی تو سمجھنا ہے یہ ان کا ذاتی خیال تھا اور وہ
اس خیال میں اتنے راسخ التعمید تھے کہ پھر دنیا کی المریض
نئی المریض سے دیکھنے کی امت نہ تھی ہی نہیں کر پائے

لن کے بعد شادی بھائی تھے۔ وہ تھیں کے بہت
 دیوانے تھے۔ اسکول میں ہمیشہ غیر فضاہی سرگرمیوں
 میں اپنے فیر آتے تھے۔ اسکول میں ان کی شہرت
 بھی اسی وجہ سے تھی کہ ان کا نام بھرستے
 تھے۔ بلکہ جن دنوں اسپورٹس میزین کی وجہ سے وہ
 اسکول سے غیر حاضر ہو کر رہے اسکول کے ساتھ
 چہ کہیں لڑ رہے ہوتے لن ہی دنوں کا مارا اسٹینس بھی

اندر لکھنے کی طرح سمجھو: ہم نے اتنی بے پناہ محنت کی ہے کہ

ایک رات ایک ہونی انداز میں تھوڑی سی بات ہوئی
تھی بلکہ باتیں دو سو ہی تھیں وہ بھی اچھی تھیں
ایک جگہ جہنوں کے درمیان جگہ صاف کر کے بات کیا
کئے اور چارہ تھا اور اس کے کر ایک سا کیا پر سب رکھا
تھا یہ سب اسے صفیائی نے اس کے تحمل آئے پر دیا
تھا چنانچہ اس کے لیے سے تھا اس نور و دم میں کرم
کیموں اور کرم لانا ان کی بھی کھانا تھا اور بھی دو سو ہی
پھولی محل چیزیں پائی تھیں جن کا استعمال اور بھی رہتا
تھا اور جو بلکہ کی تھی اور اس سے نام نہالت میں اس نور
و دم میں ہی رہتی تھیں اس لیے بھی کیا انتظام بہتر ہی
رہتا تھا انسانی غلاموں و دم کو دیکھا کرتی تھی۔

[illegible]

"اچھا تو اب تم بھی میں اس پرورام کے سارے کلام
 بنے اپنے وقت کیوں نگاہ ہے تجھے میں بھی ہونا
 اس پرورام کی جواز نکلتی ہوئی سے جوئی کی طرح حاضر
 ہو جاتا ہے جس کی زبانوں میں بھی کہہ دے لڑکا ہو
 برکات میں اپنی مرضی کہنے لگتا ہے یہ وہ سرہاں کی
 مرضی کیوں کہنے لگا ہے "عجیل" انہوں نے سر جھٹکا
 کیا وہ نے ہاتھوں پر کراہ کر تھا پھر شام کہ اب اسے تھکتا ہوں
 کی کہتے تھے جی ٹی منٹو کیا تھا یہ اس شفق انہوں نے
 چہرہ پر اور بھی بہت دھڑکی ابالی تھی میں بھی کی چھٹی رہ

”تو تمہیں کچھ کہنا ہے۔“

تجربہ کارانہ

منہج پر مبنی کتاب کی طرف توجہ دینا چاہیے۔

”میں نے یہ سنا ہے کہ تم نے ایک عورت کو قتل کیا۔“

[illegible][illegible]

”یہ بھی تسلیم کرنا ہے کہ یہ تصور جتنا سب سے
سے ختم ہونے والی اصلاحات پر مبنی ہے

سکھنے والوں کی تحفہ اور سکھنے والوں کی تحفہ

”اے مہاراجہ! تیری یہی بات ہے جس میں میں نے اس سے
 سچے سچے لائق پڑائی کی تھی۔“ اے اس کی
 طرف، جسے بغیر طاقتی مسجد کے اس نے کہا، ”اے مہاراجہ!
 اس کے نام پر جو ایک اور عمارت کی جگہ پر بنائی
 گئی تھی، اس کے سر میں آواز کے زون پر، انیسویں
 صدی۔“

”میں نے اتنی باتیں بلا جبرئے مجرکی نمبر شپ کیسے لے
رکھی ہے اس نے سر جھکا لیا۔“

ابا ثاب جو بی بی کو روک رہا تھا وہ بے بسی جیسا کہ پہلے دیکھتے تھے اس سے کہی یہ خبر سہیل کی تھی اور اصل میں وہ بی بی کے لئے ایک وقت میں صبر کی تھی کہ بی بی اب شادی ہو گئی تھیں اور میری کتابیں پڑھنے کی رفتار بہت تیز ہے۔ ابا نے پھر بھوکھٹیں کھا کھا کر بھائی کے ساتھ نہرواتی گھنٹیں لاہور میں کر لی تھیں اس نوٹس کے ساتھ کہ آئندہ اس بچے کو اس ملک کی آہستہ پڑھنے کے لئے دیا جائے گا۔ انہوں نے کار مالہ یا کمروں میں بی بی کے لئے کچھ نہ دیا تھا۔ لیکن آج وہ بہت بد حال تھا۔ ان کی بھی نظم کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ صبر دہری ہے اسے اب بھی ملے سمجھا کر ان کی دے کہ خواہ وہ بی بی میں یہ بات کہنے میں چاہیے کہ جو بات کہی گئی ہو اسے نہ مانیں۔ پھر ان کے لئے ایک وقت سے بی بی کو اگر کسی بات کی کلام سے روکنے کے لئے اٹھ کر انہوں نے اپنا کر ایک نظم سب بی بی سے کہتے تھے کہ اب اسے تو ایسی بات ہے کہ بی بی انسان کے اندر بہت سے امور سے مملات انہوں نے کہے اور بی بی اور امور سے مملات کہیں کہیں بی بی جواب دینے کی راہ جو بی بی نکلی لیتے ہیں اور کہیں کہیں بی بی سچ جانتے کی خواہش بھی بھی بدعت کی روپ کی اختیار کرتے ہیں اور یہ بدعت بھی کہیں کہیں اس کے لئے کہیں کہیں کی جاسکتی۔

یہی بات ہے، عجیب! امر کی تھی 'وہ ظاہر نہیں ہوا'۔

یہ کہانی ہم سب کو ملتی ہے۔ اس میں بھی قریح کی بات ہے۔ پھر
 قریح کی بات ہے۔ قریح سے زبان سب سے کسی نے
 نہیں کہا اور انسان کی زبان میں کیا بات
 ہے انسان کے جذبات پر انگریزوں کو قریح کی بات
 اپنے منہ پر رکھ کر ان سے بھیج دیا گیا
 یہ کہ ایک دم نیک آواز ہو گیا تھا پھر گرا رہی تھی
 ان کے ہاتھوں میں

میرے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ یہ ایک گھڑی ہے۔

اسی قسم جو میں بھرتا ہوں تمہارے لئے
 جس کے لیے بھرتا ہوں کہ آگے جا کر کچھ کر لو تم
 کے ہاتھ کو نہ دیکھتی رہو اپنے پیروں پر کھڑی ہو
 کے معاشرے کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر تم یہ
 کے طرزِ تحریر میں جا کر انکے نہیں مانتو پھر تعلیم تو
 کیس پر ہی رہ جائے گی اور تم خود نہیں ایرو مانگی
 کہ کوئی دیکھتے منہ جیسے سچ بہت برے فلتے ہیں
 چیزیں جو غلاب میں رہیں تو انہیں فلتی ہیں سرعام
 دیکھ دینی جائیں تو کیا ضروری ہے ہر پرستہ والا اس کا
 بعد سمجھ کر اس شخص کو نہ کرنے کا حقد کرے لیوں
 نہ ہو سکتا ہے کہ وہ اور ساری باتیں کچھ نہیں سمجھیں
 یا کریں اگر نہ دوسرے کے لیے انسابت بھروسہ اور
 اپنے میں ایسی کسی فکری کا مشعل نہیں ہو سکتا ہیں
 ہو گیا آج کے بعد تمہاری فرزند آسے تمہاری
 مٹی کی ٹسٹ سے فارغ۔ "مہیو جو نے اُنہ جسے
 پکڑے انہیں کون سا بیٹہ مرنے تھیں وہ تو کاش فتن تھا
 تو خبر و خطاب بر آری گی وہ تک ہو سکی گی انہ نہیں
 ہو یہ معاملہ۔ احسن و خوبی ملی ہو گیا تو پھر سے معاملہ
 جیسا کہ پہلے تھا۔

جیل اندر کی عریضی
مساواری کے لئے انعام و مالک انہی اور اسی وقت شرف
کی محنت پر سہ سے ساتھ چلو یہ ساری خیالات ابھی میں
تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔ "جیل اندر کی "تجربہ ایسے ہیں جن
شکل سے انہی پاکٹ میں کئے جاتے یہ

شرابی نے اپنی تانکوں بھرتے ہوئے برائی کو اپنا ٹکس
 سبب قرار دیا۔ لیکن کتنی بھی بھولے نمونے محبت
 سے رشتہ ڈھکاؤ لیکن اس نے محسوس کیا تو جیسے سہیو
 بھونے لگی کی طرح یہاں بھی تانکوں بھرتے ہوئے کیا
 تھا۔ وہیں ان کے لنگھوں سے جس طرح وہ اپنے پر
 کھینچا اور دست مسکرا کر تعریفیں سمیٹتی رہتی تھیں
 یہی بھی انہوں نے ان کے لنگھوں سے اظہار بھائی کا
 دل بیتا تھا۔ اسے بس اپنا ٹکس یہ راز معلوم ہوا تھا وہ ان کی
 شرابی کے بعد سیکنڈ ایئر کی کہیں نہ ہونے ان کی کتابوں
 کی داری میں کتابیں ٹھیل رہا تھا تو ایک لٹاٹے میں
 بہت سارے خطیہ اس کی انگلیوں سے چھو کے لکھی
 ساری تمنایں تھیں جو اس کی انگلیوں کے کمرے میں
 ٹھیلے ہوئے ہر کمرے میں لکھی تھیں محبت کا ایک
 شاخیں اور تانکوں رتھا اور یہ سب طلاق بھائی کے نام
 لکھتے تھے۔

تانشین بھرتے ناموش رہنے والی لڑکی تھیں ان
 سے اس قسم کے ایک طرفہ طور پر اظہار کی توقع نہیں
 تھی ان جیسی ذریعہ کسی لڑکی سے یہ توقع ہی غیث تھی
 کہ وہ اتنے واضح لنگھوں میں کچھ کہیں لی۔ وہ چپکے سے
 لٹاٹے کمرے میں لے گیا تھا۔

طلاق بھائی کی نوکرتی اور جرنل اسٹور سے کافی بچت
 ہو گئی تھی کمرے کے اوپر بھی جن کمرے بن گئے تھے یہ
 اور بات کہ اس کے کمرے میں جو کچھ لیا تھا۔ اس میں
 فریبنڈ کمرے والی کوئی بات نہیں تھی نہ پلستر تھانہ
 ہی کوئی اور خوب صورتی ایک سائی اس کا گدا اور تکیہ
 تھا کمرے میں ایک بے لائٹ تھی ایک ٹیبل اور
 کرسی تھی جو سیکنڈ ہینڈ انہوں نے لٹاٹے میں کم پیسوں میں
 مل گئی تھی۔ طلاق بھائی اپنے دوست کے گدا کے تو موٹ
 سے اپنی ٹیبل اور اکر رہی تھی نوکرتی کرتے تھے تھے سالی
 میں صرف دیکھنے کے لیے آتے تھے۔

اس نے خطوط پڑھتے شروع کیے یہ خطوط انہی
 آدمیوں میں لکھے گئے تھے اور خطوط کی عبارت سے
 لگتا تھا۔ ملا۔ یہاں طرف سے جیل رہا تھا سو والوں کے
 جواب دہ رہے گئے تھے بہت پیار سے بہت ہی کوس بھرا

تھے اس کے اندر اندر بھرتے ہوئے تانکوں بھرتے ہوئے تھی
 سہیو میں اسے اس پر بھی لکھی تھی کہ اب اور اس نے
 اس پر دیر نہ دینی کہ وہ سہیو میں لکھا تھا کہ ایک
 ہوا پچھ رہے ہیں لیکن خیال اس کے اندر ہم کیونکر رہا ہے
 جب اس کی جگہ سے بعد اسے زندگی بھر اسٹور پر بھونکا
 شہر اس کے اندر اس کے اندر کا قصہ یہ بتا دیا۔
 اب اسے صرف جنہی اسٹور پر نہیں رہنا ہے کہ
 تھے ہنگ رہا ہے تھیں اس پر کوئی فکر نہ تھی تھے یہ
 آج کے دن کو اپنی لکھی کو دیکھتے تھے۔

"میں ہر کچھ نہیں ہوں میں بہت سے ملے رہے
 لکھ رہا ہوں۔" اس نے اندر کو کسی وقت۔ خطوط اپنی سے ملنا
 ہے ساتھ رہنے کی اپنی ساری بچہ کہ سالی غیو اپنی
 نے اور اس میں ہاتھ کر رہی ہوں اس کی شخصیت کا میں
 رکھا اور اس کی جگہ سے لکھی ہوئی ہوا ہر کچھ ہے جو آپ
 کے نام میں لکھا ہے یہی سی نام کو روکے ہیں انہیں
 کے انہیں آپ کے سہیو تھے ہوں اور اس کے میں
 جب ساری دنیا بے اختیار ہو کر آپ کو دیکھتے اور کوئی
 اپنا ایک اگر آپ کے کمرے پر ہوتے دیکھ کر کے اسے
 آپ کی حالت پر ہلکا دیکھ رہے۔" اس احساس سے تو
 زندگی پیاری تھی ہے سہیو احساس اسے غیو
 اپنی سے لگتا تھا اس لیے لب وہ لکھی تھی کہ وہیں پلا لٹا
 تو غیو اپنی بھی کتابیں پڑھنے کی رسیا تھیں سو رہا ہے
 پڑھنے کی تھیں یہی لڑکی کرنا کر کمرے اس کی
 بارہ پہلے کے مقابل میں پڑھتی تھی بارہ تھی کسی
 کچھ غیو اپنی اس کے کمرے سے دوری پر اسے
 سمجھانے بھی لگتی تھیں کہ میں کمرے میں ایک ہنگ لٹا۔

"کیا میں یہ نہیں نہ تو لکھا۔" یہی پھر غیو اپنی
 کہہ بھی نہ کہہ پائی لٹا اور اپنی مشکوک نظر اس
 پر لکھتے اسے لگتا تھا کہ میں لکھا گیا ہے کوئی
 آج بھی تو اس کی بات سمجھنے والا نہیں تھا۔ وہ بظاہر
 مشکوک باتیں نہیں کرتا تھا مگر سمجھنے والے ہوں باتوں
 کو بھی مشکل سمجھ کر اور کر دینے کے دہلی تھے۔

دوست ایئر کے پیرے رہا تھا جب سہیو بھرتے

کر بیٹھ گئے تھے اس نے اہل کا دیا کیا بات پات بھڑکی
طرف بڑھایا تو مسجد بھڑکی فوراً ہاتھ کے اشارت
سے چپن کی طرف اشارہ کیا۔

”جا کر تاشی کو دے آؤ اس وقت کہیں میں رہے ہو؟“
کھانا تیار کر رہی ہے ”ی خاصوش سے اٹھ کر چپن کی
سمت چلا آیا، بائبلین بھڑکیسے میں شرابور روئیاں بننے
میں مسخرف تھیں منجیلی کو دے دیا تو مسکرا کر اس کا
استقبال کرتے ہوئے بولیں۔

”ارے بھی تم بہت اچھا کیا تم یہاں آگے میں تم
سے مل کر دیکھنا چاہتی تھی کیا واقعی تم بھی میری
کینکرونی کے مویا نہیں۔“

”کینکرونی۔“ اس نے طنز سے ہنس کر سوالیہ
دیکھا اور غیب سے ہنس سے مسکرا میں۔

”ہاں ہماری کینکرونی ہمیشہ دنیا میں سب سے الگ
ہی ہوتی ہے بلکہ دوتی نہیں سے بتا دی جاتی ہے جیسے
کھمسا کے دور میں ایک وقت میں کوڑیوں کو بالکل الگ
تھلگ پیازوں میں قید کر دیا جاتا تھا ہم سوچنے والے
لوگ بھی ایسے ہی ہیں بہت کم سراہے جاتے ہیں زیادہ
تر حد تک تشدید بنائی ہماری سمت ہے۔“ لحد بھر کو
رکیں پھر مکرر بولیں۔

”مسجد بھڑکی نے ہمیشہ تمہیں جس طرح باسکس
کیا تھا میرا دل چاہتا تھا میں ایک بار تو اس سے کہہ دوں کہیں
جو میری طرح کی اذیت اٹھیز زندگی میں رہا ہے کیا واقعی یہ
یہ زندگی بھڑکی کرنا ہے۔“

”پھر کیا پایا آپ نے؟“ اس نے سنجیدگی سے
سوال کیا اور وہ مسکراتے لگیں۔ پھر ہر سانس لے کر
بولیں۔

”میرے خیال میں ہم البتہ ہی زندگی کے مستحق
ہیں ہم جو پاپا سی نہیں کرتے کسی اور کے دلہن کی
سوچتی ہوئی بات کو ایک لقمہ اپنا اظہر نہیں بنالیتے کسی
بھی نئی بات کو ماننے کے لیے دلیل چاہیے ہم جو کتنا
باتوں کو عملاً زندگی میں گزارنا چاہتے ہیں ان باتوں کو
دوتے ہوئے دیکھنے کے خواب دیکھتے ہیں اور خواب
دیکھنا آسان کام تو نہیں خوابوں کا راستہ ہمیشہ خارزار اور

آؤ کوئی غمناک بات نکلی ہی نہیں تھی اس نے
”اٹھو“ کیا ستر ایک لہجہ میں ایسا یاد نہیں آگے دیا
میں غارتگی بھڑکی کی نظر اٹھاتے بائبلین بھڑکی پر اور
سے خاص روی ہو پھر یہ سب کیا تھا۔ اس نے
بھڑکی کے کمر جانے کا اچانک پر گرام بنالیا تھا اہل
”اٹھو“ کہیں بھاڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔
اپنے تمہیں اچانک گھرت دیکھی کیوں پیدا ہو

”کیا ہے اہل“ ہر وقت ایک جیسی سب خبری کی
”اچھی لگے یہ ضرور نہیں۔“ اہل نے پھر بھڑکی
”اٹھو“ میں بس مسجد بھڑکی کے لیے خاص طور پر انہوں
سب کے ملبے کی ٹکڑیاں اور پتے کی دال کا حلوہ
ت کو ابا کی فرمائش پر بتایا تھا ایک بائبلین میں رکھ
دار اس کے حوالے کر دیا تھا وہ منہ نہایت تھی تھا۔ مگر
نے آگے ایک منجیلی تھی اس لیے وہ خاصوش سے
برہا ہر آگیا تھا پھر آوے کھٹے بعد وہ مسجد بھڑکی کے کمر
نیزان نہ گیا۔

اور ازہ اظہر بھڑکی نے کھولا تھا وہ کمر میں آیا تو مسجد
اور اہل سے باہر تخت پر اپنی سانس کے پاس بیٹھے
”کمر میں بھی یہ بہت کم ہی کام کو باہر لگائی تھیں تو
نہی کن روئی تھی۔“

”سب سنا کر مسجد بھڑکی کی سانس کی آنکھوں میں
دیکھ کر اچانک شکایت آگئی تھی ”مگر وہ غمناک
ہوں کی طرح کی ایک بیٹے کے کمر بھڑکی کے
”میرے بیٹے کے ہاتھوں بھڑکی کے سوا کوئی تاثر
نہی تھی۔ سارے کمر کا بوجھ ایک طرف
”اٹھو“ بھڑکی کی اچھی جالب نے ہی سنبھلا ہوا تھا اس
”بہت سی ناپسندیدہ باتوں پر بھی مسجد بھڑکی کے ساتھ
ہو رہا کرنا ان کی مجبوری تھی۔“

”تم کھانا تو نہیں کھا کر آئے ہو؟“ بہت
ات سے کیا جانے والا سوال انسانی بے ڈھنگے انداز
”مسجد بھڑکی نے کھانا“ اظہر بھڑکی کے اندر کھانا بہت
”میرے بھڑکی کے ساتھ انتہائی تالار دار قسم کے شہر
”اٹھو“ بہت بڑے پھر سے انصاف بھڑکی پھوڑ

سجور لیتے ہیں بدست تمہارے تلیں دوتے ہیں ایک
فرسہ شمشاد بدست کی بدست مبارک آگاہیوں
سے ہٹ کر بیش "ایک" سے شمشاد ہوتی ہے اور یہ
اور گریب بھی اس وقت تک پاپہ کیل کو نہیں
پہنچا کے جا سکتے جب تک سفر کے بعد ایک کا بندہ نہ
شیں کیا جائے۔

بیش دوسرا آیا تھا لیکن آج سچو کر کے کی ایک
اس کے دل میں غنائیں مارنے لگی تھی غلامی بھائی
چند دن بعد اپنے والے تھے اور اس نے ان کے
آنے سے پہلے کسی کے لیے ہوم کر ایئر تیار کرنا تھا۔
اب وہ ایک دن پھوڑا کر تاملین بھو سے ملنے کے
مہانے سمیو بھو کے کمر چلا جاتا تھا مگر ابھی تک وہ
نہیں مانتا تھا کہ وہ کوئی دستک کی بات کر رہا تھا پھر ایک
ایک دن اسے یہ واقعہ مل ہی گیا ناشرہ فانیہ چہرے
وہار کے ساتھ لاہور ایک شادی میں تھی ادنیٰ نہیں
بھانپتا نہیں کہ وہ ایک لڑکچہ ہوتے اور کیا تھا غلامی بھائی
اور سمیو بھو کو ایک برس پارلی میں جانے کے لیے ان
کے کمری پارلی تھی غلامی بھائی تاملین بھو کو پھوڑا کر
پارلی میں شرکت کے لیے رخصت ہو گئے تھے انہوں
نے کھانا کھا لیا تھا پھر شام کی چائے کے لیے دوکانوں پر
پرچے آئے تھے۔

تاملین غلامی بھو کی رہتی تھی کمران کے چہرے پر
دل کی آواز تھی یا اس کے کہ زندگی کی باتیں خود بخود
ہوتے اور تھی نہیں دانیس کچھ دیر دیکھا پھر آگے
نہ ہوا۔

"آپ کی سسٹم بہت اعلیٰ ہے جیسے کہ لیا ہے نا
بھو۔" تاملین کی آنکھوں میں ایک لمحہ آنکھ بھر گیا
تھا مگر وہ اب بھی پچھلے دنوں کی باتیں کرتے۔

"اوسے یہ دن دار اور بہت سے چہرا لوگ۔" اس
نے تھی سے انہیں دیکھا کہ بہت سے سر بہت بڑے۔

"سمیو بھو نے آپ کے ساتھ ہمیشہ کی شرم میں کیا
تھا نا انہوں نے پتہ چلے کہ اسے ایسے اہل کے جنوں کے
جواب آپ نے اپنے رنگ میں ملے اور انہوں نے
آپ کے لٹھروں سے اپنے اکا اکا دھت آپ کو

مٹانے سے روک کر پھر آپ کو ہم اسی کے مستحق ہیں جو
بہتریت رہے۔"

ان کے پارلی آپ سے انہیں دیکھا کہ اندر
بیش ایک ایک لٹھروں سے بھرتے تھے اور ان کو خدمت
کے بلوئے میں سے ہندو کر لے کر لے لے لے
بیش دوسرا آیا تھا۔

وہ ان کی ایک تھی تھی انہیں دیکھا کہ وہ اپنے والے
بیش دوسرا آیا تھا۔

اور ان کے پارلی میں ہر جیسے لوگ جن کے اہل
رہن میں رہتے ہوئے تھے اور ان کے پارلی میں
ہیں ان کے پارلی میں اور ایک دم دھنپے کی دھنپے
قوت دیتے ہیں۔

اور ان کے پارلی میں ہر جیسے لوگ جن کے اہل
ہیں وہ پارلی میں رہتے ہوئے ہیں انہیں دیکھا کہ
تاملین بھو کی ایک لٹھروں سے ہندو کر لے لے لے
ایک لٹھروں سے ہندو کر لے لے لے۔

وہ اپنے والے پارلی میں رہتے ہوئے ہیں انہیں دیکھا کہ
مگر یہ پارلی میں کئی پارلی میں کئی پارلی میں
ان سے اور انہیں دیکھا کہ۔

اس کے پارلی میں رہتے ہوئے ہیں انہیں دیکھا کہ
وہ اپنے پارلی میں رہتے ہوئے ہیں انہیں دیکھا کہ
سمیو بھو کے پارلی میں رہتے ہوئے ہیں انہیں دیکھا کہ
تھی انہیں دیکھا کہ پارلی میں رہتے ہوئے ہیں انہیں دیکھا کہ
بیش دوسرا آیا تھا۔

بیش دوسرا آیا تھا۔

تپ جب بہت بڑے ہیں تو بہت بڑے ہیں اور جو
کم منہ سے وہ بہت بڑے ہیں یا بہت بڑے ہیں
اور ان کے پارلی میں رہتے ہوئے ہیں انہیں دیکھا کہ

چیک کی جاتی مددشن انشٹی ٹیوٹ میں ان کے میل
اسٹوڈنٹ جس پر دست تھے اس لیے کسی مددشن خیالی ہو
کا کام آسان کر دیا۔ کیا آپ کو معلوم ہے وہ خطبہ
جو آپ کے اظہر بھائی دیکھ کر تھکتے تھے وہی خطبہ جو انہیں
کر کے آپ کو ملتا رہا تھا ان کی بیوی نے نصیحت کی، استغفر
کے ساتھ ارسائی کر رہی ہیں لفظ آپ کے تھے اور
اظہر بھائی الگ مزاج کے بندے ان لفظوں کی خوب
صورتی کے اسیر ہو گئے تھے کئی طرح انہوں نے آپ
کی ہمت کو استہمال کیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟
کاشفین کتنی دیر عہد جیل احمد کو دیکھتی رہیں ان
جیسے سادہ مزاج لڑکی۔ سوچتی تھیں کتنی عرصے میں کہ
محض ان کی بدستی کا دم بھرنے والی لڑکی ان کے خیر میں
اس طرح چور و دروازہ چھوڑنا کتنے کی قسم میں جاتی ہوگی
تیسری سیدھی کیا اس کا تو بھائی تک ان سے نکلتا نہیں تھا
وگرنہ یہ فہر لوں نہ چھپاتا اتنی پیار بھری بات جس پر
بہنوں کے دل خوشی سے جھوم جاتے ہیں کیا وہ خبریں
نہیں بدلتی شاید صبیحہ نے اظہر سے کہا وہ کلمہ ناشی
اس کے اور اظہر کے تعلق کو ابھی اظہر سے نہیں
دیکھتی وہ ان دونوں کو ملائے کی بجائے انہیں الگ
کر کے کا گئی بھی کھیل سکتی ہے اور اس کا بھائی
خاموشی سے یہ کہتا ان کیا ہو گا۔

ان دنوں بد کھرا لیل کی پریشانیوں پر بھی بھائی کی
ریشہ دارانہ اور اظہر بھائی کی بھراؤ خاموشی سے یوں
ہی چلی رہی تھیں ایک آدھارا انہیں یہ آئے نکاح
اظہر نے صبیحہ کے متعلق بات شریعت کی بھی تھی اور
انہوں نے اس کی بات روک دی تھی مگر وہ بات بھی وہ
اپنے فرائض والے خیر میں مزید کوئی شکار ڈالنے کی
کے بامی بھرتی تھیں ان دنوں انہیں ہر لڑکی جو بھائی
بنائے جانے کے خیال سے انہیں میں آتی ایک دم سے
اپنے گھر کی دشمن بننے لگتی تھی ان کے دست سے ہاتھ
جو ایک کے بعد ایک انہیں یاد آ کر رہ گئے تھے وہ کہتے
ہوں۔ سے بے وقوف بھائی بھاری تھیں اور ان کی سمجھ

ان کی آنکھوں میں دھیر سا راپاں بھرتا پہلے ایک

انہیں نہیں چاہو گا کہ ان کی قیامت کی چال چلی گیا
سب کا چلا ہو گا تو بھائی آپ کے ہاتھ سے نکلتا

کاشفین پانچویں بولیں۔ بھائی میں کہیں ان کا
نہیں کیا تھا اس نے ایک لمحے کو اظہر اور احمد کی
تاریخیں دیکھ کر کہہ دیا۔

پھر پھر کہتے یہ آپ نے ممبر بھائی والے لوگ
تو انہیں نہیں لگتے کوئی بھی جذبہ ہو تو ان میں
بہاؤ اللہات ممبر کی انتہا سامنے والے کو ظالم بنادیتی
اور یہ اس شخص سے بھائی کا پر تو نہیں آواز اٹھا
جو بھائی آواز اٹھاتا ہے۔

بھاری آواز میں ہارے نکالیں میں مرجائے کے
میں ہیں مگر بھی۔ تمہیں نہیں پتا ایک دفعہ آپ
نے کسی حق سے دستبردار ہو جائیں تو سب کو لگتا
یہ بدستوری رہتا ان کا حق ہے اگر بھی تو کسی بات پر
راج کر کے کی عزت بھی کر نہیں تو یوں معذب
ہو جاتے ہیں جیسے کوئی بوڑھا انسان ہونے کا رنج
ہو جاتا ہے اور بھائی بھی ہو تے کہ ایسے افراد کو ملانے
کوئی ایک ملک کسی کے بل میں نہیں آتا ہوں جیسے ہر
ان کے لیے سبغات مہیا ہیں انہیں ہر چیز
اور راحت کرنی ہے یہی ان کے ہونے کی مزاحمت۔
عجیب احمد کاشفین کو دیکھنے لگا تو اور ناشی ہو
ایک ہی کشتی کے سوار تھے مگر کسی ایک کو تھکان
ہی چاہیے تھا۔

اس نے چارٹنگ کا کپ ہمت کی منہ پر رکھا پھر
کہی سے بولا۔

آپ کی کہیں دست ہے؟ کاشفین نے
کرات لے لیا پھر آگے سے پھریں۔

آپ میری انہیں صبح بھائی کی دوست تھی وہ
نیک ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔

عجیب احمد بھراوا۔

کیا آپ کو معلوم ہے آپ کے گھر صبیحہ
نے اظہر بھائی کے خط لکھا تھا کہ تھے ان کا
وقت دست لگے وہاں ایک دوسرے کی ڈانک نہیں

”خیر مجھے بھوک میں آبی نیت قبول نہیں میں
موت نہیں یہ گوارا نہیں کرتے گی۔“
عہد احمدی کھٹن کو سراجے والی انگلیوں سے
کھینچنے پر مجبور آسکی تے پرانا۔

”طوائف بھائی بھائی کو روئے کھٹنے کی طرح ہے بھر
پسندیدگی تو شاہد ان کی زندگی میں بہت سی لڑکیوں نے
راہِ اصل کی بڑی گھڑن تک محبت کا دم انہوں نے کسی کا
نہیں بھرا پھر۔ بھگت میں علم محبت کیوں ہو گئی آپ بھائی
میاں مست ہوئیں اور آپ بھائی پر انداز گزریں بھائی چٹنا
نہیں بھگت بھگت“

یہ کہ جس نے اس کی فاضلہت و عظمت کی
شخص چھوٹی سی جیل اور کچھ کونستہ پھونکا تھا
تو اس نے جیل میں بھی وہی بے اہم کی بات
کرانی اور اس نے اس کے خیال کا بڑا بڑا
جیسا کہ اس نے اس کے خیال کا بڑا بڑا
یہ کہ اس نے اس کے خیال کا بڑا بڑا

جبریں، باہر کی باتیں، آپ انہیں دیکھیں۔

میرا کیا فائدہ ہے کسی بات میں۔" مسیحیہ کی
ممانعت نہ ہو اور وہ چاروی بنگہ واد اور ہونچا کر لے کر
غازی بنگہ میں اس لیے لے کر آتا ہے کہ انداز میں مٹا دے
مگر وہ بالیہ انداز میں لے کر آتا ہے کہ اس کے لیے
ممانعت نہ ہو اور وہ چاروی بنگہ واد اور ہونچا کر لے کر
مٹا دے۔

نسیب حمی کی بہت بے خبر ابھی شہنشاہ کے سامنے
اظہارِ محبت کی آپ کی ہر بات کا جتنا اثر ہوتا ہے کیا مریزوں
کے لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کبھی وہ آپ سے کہنا
مزا نہ ملے گی۔"

خدا عبادت کرے۔ تجھے کہیں بد نفس نکلی رہا ہے
عجب ہے۔ "اے قرب کر آئیں اور دعا کرو۔" تجھ کو کہنا کہ اللہ
تو بد نفس نہیں ایک خیال ہے جو "عباد" کا نعرہ ہے
نفسِ حاروں میں اچاکی اور غائب۔ پھر انھیں اسے میں لڑکی
ہے دست دیا اور لڑکی چوری زار جانی ہے لیکن اگر تاشی
جی جی شادی عمارت بھائی سے او جائے نماز الفرج بھائی بس

[illegible]

انہوں نے اپنے دل کی بات کہی ہے۔
اس لیے کہ ان کی بات میں ایک مہربانی
ہے۔ ان کی بات میں ایک
چتر چتر ہوا ہے۔

[illegible]

جست مرا بے انتقامی نظم کا جتنا قفا ہے اس کے اندر
نظم کا جتنا قفا ہے

انہیں اس دور کے جو کہیں میں تم جتے ہو۔
انہوں نے اس نظر پر چڑھ کر کہانی اور اپنے سے نظریں
دیوالی خاص اس لئے کہ ان دنوں سبھی کے دل کوئی اور
جگہ پر تھے۔ رہتا تھا اپنا دل اپنے دل میں جو کہیں کہیں
ان کی تھی باتوں سے یہ کہتے کہ تمہارا دل ہے نہیں
جنت سے کہ اب ان کے پاس کیا تھا ان دنوں سے غلامی
ہوئے ان کے دل میں۔

[illegible]

”محبت و اخلاقی نظام ہے تجھے فراخ دل و نڈا۔“
 میر نے پہلی بار، رنجیدہ آواز سے اسٹیفن کا ایسے تمام

”اچھ چیلے بھیت تھوہنہ کچھ نہ کہے نہ ملے گا۔“
 (اور اس نے غصے میں سر ہلا دیا۔)

لوگوں کے خوف سے آپ کے سامنے آؤں گی۔
میں نے کہا: "نہیں، بول سکتے اور بنا کشف خالہ وہ بھی آپ کی
بہن ہیں۔ رچیا کھڑی آپ دن نہیں کی تو ان کو نہیں کے
سب تب رات میں کی تو سب رات اور نہ کر س

میں نے کہا: "نہیں، بول سکتے اور بنا کشف خالہ وہ بھی آپ کی
بہن ہیں۔ رچیا کھڑی آپ دن نہیں کی تو ان کو نہیں کے
سب تب رات میں کی تو سب رات اور نہ کر س

دلی انتہی کو لڑائی سے سارے عیبت چھپانے سے زیادہ
آج ابھی تک اس طرح کی گوریاتھا اکیس میں اب تھا
ابا کو پھر بھی اگلا تھا ان کی اولاد میں سب سے نکلنا اور کوئی
بے توجہ صرف منجھلی احمد سے اسے نہ دینا کوئی آتی
تھی نہ وہیں کے بارے میں پتہ چلتا تھا جس مرتب
ہوئے "مسکروں" کی اہل قول پانچ گریسکھ کر اپنی
زندگی کے گولڈن پیریل کو برباد کر رہا تھا بات یہاں تک
رہتی تو کہیں قبول تھی لیکن جب اس نے اس
کیسویکیشن میں انہماک کے ساتھ ساتھ ایک این بی
او آئی جو اس کی آئی کو پکارتی تھیں یہ کیا کہ ان کا یہ مینا اتھ
سے انہماک کیا ہے اس وقت میں وہ اپنے ایک دوست
کی ایڈورٹائزنگ کمپنی کو بھی دہشت پسند کے تقابلاً کر
تھیں اس کی آمد بہت غیر متوقع رہتی تھی۔

وہ جب گھر سے نکلتا تھا تو ایک دلچسپ فرکوش کے
مرتب لوٹ رہے ہوتے اور جب گھر میں داخل ہو جاتا
مغربی تاشفین کے نکلاؤ کوئی چاک خیر رہا نہ وہ اس
نے کتنی مرتبہ منع لیا تھا وہ اس کے لیے خیر مست
خراب کیا کہیں انہماک بہت ہوئے کی سرخوشی منہ نہ
جائی رہتی تھیں اور وہ تمام ایک پوچھنے کی خواہش میں
مارا مارا پھر نا اعلیٰ پسے تو بہداشت گرتی رہیں پھر ایک
دن بات اچانک جا گیا۔

"الک سوچتے تھے مطلب یہ تو نہیں انسان سب سے
الک ہی ہو جائے۔" عجیب احمد جیسی کہ یہ پیشا احمد
لاد رہا تھا جو تک کر وہ اذیت کو دیکھنے لگا سامنے
تلفیق کو دیکھ کر اس کے ہوتوں پر مسکراہٹ آتی۔
"آپ آئے بھائی، نیچے غائب" اس نے فلوور
کمرش کی طرف اشارہ کیا۔ اب اس کا کمرہ کچھ کمزور لگنے
لگا تھا۔ سننے پر وہ نے کمر خیر خیر ایک نوم کا خدا جو
پیدا نو ذمہ داری رہنا کمر جس کی بیڈ شیٹ تاشفین ہر
چوتھے روز لازمی بدلتی کیونکہ وہ بہت کم صفائی کا خیال
رکھتا کبھی گندے پیرلے کر پڑھ جاتا کبھی طارقی بھائی
کے بچے خواہ اس کی بیڈ شیٹ پر نقش لگا رہا تھیں اس کی
الاداری میں کپڑے بھی ہر وقت اسے سنبھلے سے ملنے
لگے تھے ہر روز ایک بہت بڑے کمر میں اسری شدہ ٹیبلٹ

کئی ایسی آئی انہوں نے دو بار دہرائے۔
 "ابن ابی اسد نے کہا: میں ابھی تک زندہ نہیں ہوں۔
 بہت پہلے جب ایک سیڑھی آتا ہے، محبت نہیں سکھائی
 ہے۔ زندگی کو بے حس میں اور اسی اور پھر میں خوشی کرتا
 محبت میں سکھائی ہے۔ عمر بہت بڑا اسم "میں جاننے
 والے کہیں اس محبت کے مذاق کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔"
 اس نے تنبیہ کی ہے تاشیق کو کہ کچھ پھر آزمائشی
 سے بڑا۔

"یہ بات میں نے سن چکی تھی کسی سے شہر نہیں کی
 لیکن میں میری سوچ ہے کہ نکتہ اللہ سکھایا ہے ہوشوں
 کے عوض ہذا اپنا "میں اللہ میں نہیں چاہتا میں اللہ کی
 عزت ہے کہ اس آئی تاکہ اس کی بات کے تحت کریں
 نکتہ اللہ سے صرف یہ نرض محبت کو چاہتا تھا
 ہے۔"

"یہ تو ایسی ہی دیکھ ہے میں روزے میں بیٹھوں
 قریب کچھ کھجور سے غیبت سے نہیں بچ سکتا اس لیے
 روزہ بھی نہیں رکھتا۔"

"حقیقت میں تو یہ بات کچھ بڑا ہی نہیں ہے
 غیبت کے تاویز کو کچھ آواز غلطی سے اسے دیکھنے
 آئی تھی۔"

"میں تم ہر چیز کو لایک سے تحت سمجھنے کی آواز میں
 اللہ کو بھی اسی طرح کی دیکھ کے تحت تو نہیں چاہتا
 تھا۔"

"وہ تو میں اب اللہ کی محبت سے بڑا۔"
 "لوگ کہتے ہیں اللہ سے محبت ہے لیکن میں
 پہچانتا ہوں اللہ محبت کو محبت کہتا ہے یہ باتوں۔"

"انہوں نے کہا: اللہ کو ذات کے اندر اترنا
 بہت آسان ہے اور اتر کر اسے اللہ کہنا۔"

"اللہ کی قربت میں کی۔ میں میرا خیال ہے یہ
 کلمہ شخصی فیض کے ساتھ یہ دم ہو جاتا ہے اور
 آپ آج بھی ہیں ہم غلطی اللہ اپنی باتوں کے لیے اپنی
 صوفی پر اپنی صوفی کو اللہ سے ملنے کے لیے آتی ہیں۔"

"اللہ سے ملنے کے لیے کچھ نہیں ملتا۔
 اس نے مجھ سے اسے اللہ میں لکھ گیا تھا میں کیا اور ہا

قادر ہے سب اللہ کے مرادوں است تو اس کو متاثر کر
 دیتا ہے اس کا حق ہر حق اللہ کے حق ہر حق است
 نہیں ہے۔ ہر حق اللہ کے حق ہر حق است پھر
 اللہ۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

"میں نے کہا: میں مسوختات ہیں تمہاری کہ تمہاری
 اللہ سے اسے اللہ کے حق ہر حق میں لکھ گیا تھا میں کیا
 اور ہا۔"

بڑھا گیا اس وقت اسے بھول گیا تھا اس نے اسے بڑھاپے کے
بچہ یا لے گئے تھے تو نہیں اس لیے کہ وہ چاہتا تھا اس کے
میں باپ یا اس کی بھانجی نہ ہو سکتے کہ کبیر فرسٹ کلاس
سے پڑھنے کے لیے وہ ہر آسائش سے خود کو پالنے کے
باوجود اس کی ساری اداوں میں سب سے زیادہ فریب
تھا۔

اسے اپنی بچپن میں اس غریب تھیں کہ پھر اس نے
زندگی میں کیا کچھ نہ کی ہے تک کہ وہ اپنی اپنے اندر
نہیں اپنے روزانہ جگہ متی ملکوں میں رہا تھا رعبہ نشین
رکھتا تھا بہت دلی سے خواہم میں پڑھا جاتا لوگوں کی نام
لوگوں کی آواز اپنے اداوں میں پڑھتا ہے کہ پڑھتا رہتا
تھا اس کے اور کہ اس کی شخصیت کے لیے اس کی یاد
تھی کہ اسے کچھ نہ کرتے تھے صوبہ اپنی ذات و گہائی
اپنی تھی اور کچھ نہ تھے یہ بھی اپنے سر اپنے نظر غریبی
کی وہ اپنے روزانہ کے اور کہ وہی کچھ نہ رہا تھا اور کچھ نہ
تھا اس نے دیرانہ کثرت سے فستہ خصوصاً ہر ایک اس
کے ساتھ اس کی پڑھنے والے اسے سہولت تھے تو
اسے بالکل خصوصاً ہر ایک کہ وہ اپنے کے سینے میں ہم
دھڑکتے ہیں۔ کہ آج اسے جب سنا جاتا تھا اس کے
ہاتھ میں سب سے زیادہ کثرت نہیں تھی بلکہ نہیں تھا وہ
جو برسوں پہلے کا ایک عجیبہ و غریب تھا آج اپنے گھر
میں اس پر یہ تھا۔

کل اس نے چلنے پلنے جس طرح شائق ہونے کی
بات کہی ہونے کی ہر قسم سے بارے میں سنا تھا کہ ایک
نئے گھر میں بڑا بڑا گھر تھا۔

کیا واقعی وہ ان کی زندگی میں کہیں نہیں رہے تھے؟
اسے کسی نے نہ بتایا تھا اس سے کہنی راستے کی تھی
کہ وہ بڑے والی بھائی کے لیے لکھی تمنا نہ تھی یہ یا
نہیں وہ سب انہیں میں بڑے سے مصروف تھے اور نہ
شائے اور بچے ایک دوسرے کے لیے تھے اور نہ خود؟

والدین اور بھائی نظریں ابھی تک کوئی مقام نہیں تھا
پایا تھا ان کی نظریں وہ انہیں تک ہر ایک کی تھی
بڑے والا بچیلے اندر تھا انہیں سے شہر کی آج انہیں
ہرگز نہیں تھی۔ اس نے پتہ پتہ کچھ نہ کیا پھر اپنے

بچے کہا نہیں اس نے وہ بچے نہ پڑھا تھا اپنی اپنی
ادارہ اخبار کی مصروفیت کے تحت وہ بچے پڑھا رہا تھا
نہیں کہ ایک دن وہ تھک کے رہا تھا اس کے اندر وہ
اپنی بات لڑائی پھر تھی۔

”انسان تیرے لیے آہستہ واپس ملے توں میں انکار
ہو آہستہ“ آج وہ گھر سے میں اپنے بستر پر لیٹے دوست
بڑا کو بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا۔

جس انسان سے اللہ محبت کرتا ہے اسے دل و جان
محسوس بخشتا ہے پھر چاہتا ہے ایک انسان کے اس
دعا میں سے زندگی کشید کریں انہیں اس سے فیض
پائے جو بارش دیتا ہے وہ چاہتا ہے اس کی ہر ہر
کھیتی میں غنما ہونے کے باعث مورد الزام نہ ہو یہ
غور کے نہیں بظاہر ہر پتہ کا غریب و غنی و گھمسان و
نہ غریب و غنی والے غنم رکھتے ہیں یا دیرانہ میں
نہیں غنم رکھتے کہ مرچا ہے ہر شہر اپنے بڑے میں مرے
لے قانون مرے کے بعد انہیں اپنے خیالات میں زندہ
رہتے ہیں غنم میں ہلنے والوں کی ادا دلیوں یا درہن

راہیں سبز بھونکنے والے بھی کہیں نہ کہیں کسی کا
قرعہ نہ دے۔ وہاں میں یہ انتظار بھٹکے کوئی دھڑکی
وہ نہ بھٹکے مگر یہ بھی اپنی ہے جو وہوں ہاتھوں
سے آہ کو بڑھانے کی تمنا رکھتے ہیں جو اپنی امت میں
سے غنم کر کے والوں پر محبت کی نظر رکھتے ہیں دنیا
انہیں میں کہ بھائی انہیں قواعد دیتی ہے وہ ان کی ایمان
اپنی ادا دلی محبت کے سلوک پر ہر ایک پر ان کا
نہ تھا نہ کہ بڑا رہتے ہر ایک گریہ اس وقت ہر ایک
نہیں پڑھے تھے غنم کو غنم دینے والے کی رونا کا فرق
فرق کر کے اتر اتر کا شکار نہ ہو۔

اگر شخص بھائی کی بات نہ پڑھا ان کے لیے کوئی
انہیں پڑھی ہوتی تھا انہیں تھا کہ انہیں تھا کہ انہیں
پڑھی اس کی محبت کے اتنا لینے دینے چاہیں تو؟
انہیں اتنا اتنا مالی کو اتنا رہنے سے کوئی ایسے روزانہ

وہ بھی آج اسی میں پڑھا تھا بہت سالوں پہلے



لے کر چھوڑیں۔ بھولائی حقیقت یہ تھی کہ اس نے اپنی اور
اپنے بچوں کے لیے اٹھا کر رکھیں کہ جس کو سستی ایسا وہ ان کا
بھائی ہے اس لیے پہلا ان کا حق بننا ہے۔ "یوہنہ
مکھو نے انہیں دیکھ کر کہا اس نے تو ایک پالان کے تحت
کھانا کھا رہا ہے۔ تھنوں کی تڑپنی صبیحہ نو کے لیے گولڈن
ہارن پر ہے گی۔ کمر اسے تھنوں کی زندگی کے اس رخ کی
توجہ نہیں دیتی۔

خیر مسجد بیکر کی کوئی بھی پل سڑ کر نہیں: و بکیتی گھر سبیل
نیم ایت کیا تھا۔

”آپ نے اپنی تکلیف دہ نہیں بنائے ہیں تو سمجھتا ہوں آئیے تو سہل میں بندہ کسی گئی پر اپنی پر قبضہ کر لے تو اصل بالکل تک کو زمین چھوڑا لی، خشک ہو جاتی ہے یہی آپ اپنی زمین کو چھوڑتے ہیں جیسا کہیں۔“

آسمان نے اسے بڑھاتا چھڑا کر رکھے ایک جس بولیں۔
 ان ظالموں میری قدر کرنے والے ہیں لیکن صبیحہ
 بڑا بھی تھے بچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے
 نہیں دیتیں ظالم کہتے ہیں صبر کرو! ہنسی بھر اس بچہ
 سے صبر نہیں ہو گا، تمہیں پتا ہے کل سے عید کی کتنی
 مروت مند کر دکھا ہے اپنے نوائے پارسل مانگنے کی میں
 اب اسے کیا ہوا لیکن بچہ گلوں کی آوازیں کو بہت برا لگے
 گئے! ایسا خاموشی سے کر رہی تھی کہ اس نے تو کیا چھڑا چھڑا کر
 سے برا لگتا۔

”اے کراہیں ہیں۔“ ”اے کراہیں ہیں۔“ ”اے کراہیں ہیں۔“

”پلیز عجیبی المان سے کچھ مست تمناؤں پہا نہیں
نہایت بارے میں کیا ہو چکے۔“

ایک منٹ یہ تمہارا پتہ دوں آپ سے مجھے ذرا
 سی ڈاڑھی بالکل اچھی نہیں لگتیں بے فکر رہیں
 آپ پر آج نہیں آنے والا مجھ کو نہ بچن سے شکا چاہا
 تمہارا پہلے پہلے یہ کام سادہ دنیا اس کے ساتھ کہو
 کئی نہیں ہوتی رہو تم کو ہزار کھڑے کھڑا تھا۔ جلد
 بیٹے ات بڑھتے رہتا تھا لیکن ابھی اس طرح ثابت
 نہیں کرتا تھا۔ نہ دوس کھڑا تھا جب ماں اپنے سرے

اور ہے۔ اتنی ہی دولت چار بجے گھر آیا تھا اس لیے اس وقت چار بجے انہو قتلہ انہی دن سے شمس پور کی ماہی گھر آئیے سے گفت کر تاہو میٹر میں انہو تائیے آیا ہمارے ہوا نہیں سمجھا تھا ہمیں نا انہی تائیے سے ہلی لائے اگا تھا کہ انہی میں کشت بنے کی فوازن کر ہوا کی جان میں بنے تائیے۔

[illegible]

دانی بانی ہو کر آتا تھا جس کی تلاوت نہ نہیں۔ اس
 کے شعور نے اسے نوٹا کر ان اسے سب کو اجاگر کیا
 لگ رہا تھا کہ کئی بھی بات اس میں لڑکتی تھی
 بہت سی غلطیاں چائے کے کپ اور کھانسی پر بھی کیا
 چہرہ نکھڑا ہوا پھر سے ٹوٹ گیا کھانسی اس کی بات کا
 جواب دینے کی بجائے اسے تھپتھپاتا رہا جس
 آخر ہو گیا کیا ہے آپ کو آپ میری بات کا جواب
 نہیں دیتے ہیں۔ "اس نے انہیں گھنڈھے
 سے تھم کر کھینچا اور کھانسی کی آغوش سے آغوش
 چمک کر ہمارے دل کی دیر سے نکلنے سے دیکھتی
 رہاں پھر سے رہاں۔

”آپ نے اچھی سیکی ڈنک بنایا اب میں ڈال
 دیتا۔“
 ”ابھی مطلب کیا کیا؟“ وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گیا اور نہ
 چوتھے میں کچھ ٹپکی میں مسالہ بخوسنے
 ہوئے۔ یہاں غصے میں وہ کہتا۔

طافی باہر رہتے ہیں لیکن مسجد کو اگر کسی نے دیکھا
تو اسے حیرانی نہ ہوگی ہمارے گھر کے مکانے آج بھی
میں انہی شمار کرتا ہوں کی شاہی نہیں بیٹھے کسی بھی
گھر کا حصہ لینے نہیں رہے وہی ہیں کہ یہ حق صرف
میں کا ہے مجھے باطافی نے جو میرے اور بھائی کے

سے فری نہیں ہوتا تھا آج اسے اپنے وقت کے متعلق
جاننے والے نہیں ہوئے تھا تھا۔

”حیرتی آنکھیں اتنی مسخ کیوں ہو رہی ہیں کہ وہ چہرہ
بھی اتنا اتر آیا ہے۔“
اسے اس نے لائی نہیں اماں کے ہاتھوں کو تمام کر

نہ جسم آواز میں اولا۔

”کوئی خاص بات نہیں ہے اماں اس تمہارا سا بلڈ
پریشور رہنے لگا ہے اس لیے کب اچانک شوٹ کر جائے
چتا نہیں چلا شاید اس لیے ہی آنکھیں مسخ ہو رہی
ہوں گی۔“ اماں نے پیار سے رخسار چھوا تو اسے لگا تمام
ترو کھڑے پن کے باوجود اس کے اندر محبت آج بھی
عام سی حالت میں موجود ہے وہی چاہے جانے کی تمنا
وہی توجہ کی دیکھ اس نے لب اپنا سر اماں کی گود میں
رکھ دیا تھا پھر آہستگی سے بولا تھا۔

”آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کیا واقعی

میں آپ کا اچھا بیٹا نہیں بن سکا؟“

”ایسا کیسے ہوا ہے میرا بیٹا برا کہتے ہو سنا ہے مجھے تو لگتا
ہے میرا یہ والا بیٹا سب سے اچھا والا بیٹا ہے میں کچھ
تجربہ نہ اپنی کچھ ہے مجھے نہ اپنے دل کی اور اپنے
آپ سے بھاگے پھر آئے آج سنا ہے پر اندر سے لگتا
ہے بہت برا اور کیا ہے۔“

”اماں میں آپ کو اب بھی اتنا سنا ہی لگتا ہوں۔“

اس نے سر اٹھا کر سوال کیا۔ اماں کے چہرے پر وہی

مسکراہٹ، بھرپور معنوں نے پٹنے کی طرح اس کے

باہوں میں اٹھائیں پھر شروع کر دیں۔

”جس بولے تھے نہ رتہ نہ رتہ کہ وہ خود اپنی زندگی سے بھاگنا پھر

بہا تھا۔“

”ایسا خیال رکھنا کہ پھر وہ کبھی سب سے تھکنے

نکر رہا کر حیرتی بات ہم لوگ بھٹے بھٹے کے قابل نہ

سی رہا تھیں انہی زندگی نہیں زندگی تو اپنیوں سے ہوتی

ہے مجھے پتا ہے مجھے اپنی ٹکسی کہ پھر والا قسط نہیں

بھولا ہو گا وہ کہتا ہیں جو تیرے ابا نے وہی میں نیکی

تھیں یہی ہو بھی لا سب تو ایک خوف زندہ باپ کی

کو شش بھی اس لگتا تھا کہیں تو بگڑ نہ جائے پس اس

نے اہی جس سے اس طرح کھرا دیکھ کر ہنسنے لگی

”جہر مٹی تمہاری منج۔۔۔ تو بڑا تو تمہارا کو کب

لگے تھے ویسے ابھی تک یہ مٹی ہر قرار ہے یا نہ لگنے

لگنے ہم تمہاری زندگی سے بالکل لکھ گئی تھی۔“

اس نے اماں کے ہاتھ کو اپنی ہڈیوں سے دیکھا ہمیشہ

مست ہوا پھر اسے لگتا تھا کہ میں اس کو کوئی

مجھے لگا نہیں ہے اسے لگتا تھا بتاؤ وہ چاہے جتنا غم

رہتا ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے الگ ہو کر سوچتے

بابت ہر قسم کے کمر الگ سوچتے سوچتے سب

سے الگ اور دیکھنا سچے لےنا خود کو تیرے اوروں میں

نہ اسی صحیح اور غلط کے فیصلے کرتا بلکہ بچت رہا تھا آج

اسے اس بات کی بھی پوری بات الگ الگ دہی تھیں وہ

نہم قدم۔۔۔ ان کے قریب آگیا تھا پھر کندھوں پر ہلا

بھی ہے اماں کیا میں ابھی تک آپ کا اچھا بیٹا نہیں

بن سکا۔“ اس نے جھپٹ کر اسے دیکھا ہے نہیں اور

چہرہ میں کوئی احساس تھا سرور جو خود بخود گرج رہا تھا۔

اسے لگا وہ ماضی میں چلا گیا تھا اماں نے اس کے چہرے

کی سنجیدگی سے گھبرا کر اس کو تیرے سے دیکھا پھر غم

اس کے اپنے کندھوں پر رکھے ہاتھوں پر اپنا دایا ہاتھ

لگا کر چپک کر رہ گیا۔

”کیا ہوا ہے؟ مجھے غبار ہو رہا ہے کیا۔۔۔“ اس نے

دیکھ کر کہا اس طرح آہستہ بھانپتی کو بھی اس نے

تھک گیا تھا لیکن اس نے اس نے بات نوٹ نہیں کی

تھی۔ واقعی یہ سچ ہے کیا، اس ہی اولاد کی سانس سے

اس کے اندر کا وہ سم جاتی لگتی ہے۔

”جیتا نا غبار ہو رہا ہے مجھے۔“ وہ پریشان ہو گئی

تھیں سو عدد بول اٹھا نہیں تھکن میں رکھے تخت پر

لے جا کر اٹھاتے ہوئے آہستگی اولا۔

”بچو اب اس خاص نہیں ہے۔ کل وہ اس کی مٹی

لگا رہا ہے میں پھر وقت لگا رہا ہے۔“

اس نے اپنی ہڈیوں سے غور سے دیکھا غور سے دیکھنے

اپنی تو تمنا کب سے تھی یہی اور بچوں کی طرح ان



میرا سکہ تصویر کی بجائے چھاپا ہوا تھا۔
 وہ چھٹی کر کے کچھ میں تھا سو اس کے سارے نظریں
 کھلے اٹھا اور اس نے منہ کھولے مسیحا کو بوجھ رہی تھیں
 آخر کچھ سناغت بعد انہوں نے کہا تھا کہ
 "مسیحہ بچے یہ تمہیں میں بات کرنے کمال اور
 ہوں گا کہ اس طرح کرتے ہیں۔" کچھ توقف کیا پھر
 حیرت سے بولیں۔

"اگر تم راز دہیہ ایسا ہی ہے، ان سے تو مجھے حیرت
 ہوتی ہے انہوں نے میری وہ سرنی بھی کو ماننے کی امت
 کیے کر لی ان کا دل تو تم سے ہی ادب کیا ہو گا۔"
 انہیں جانتی ہوں یہ سب انہوں نے کیوں کیا
 ہے۔ "مسیحہ میں فون کرنے نہیں اس نے زمان سے
 پر بچا۔"

"کیوں کیا ہے چاہے بھی تو اب۔"
 "سید صاحبی بات ہے اس ناشی کی یہاں شادی کر
 کے وہ جس طرح میں مرغی کی غلام ہوتی تھیں اس
 کے لیے انہوں نے یہ حل نکالا کہ شاہزادہ کو لے کر وہاں
 یا بھاری رکھنا چاہتی ہیں وہ مجھے بتانا چاہتی ہیں۔"
 اب اسے بولنا پڑا کہ نہ پر نظر میں بنے گا اور نہ کرنے
 کے لیے جو باتیں اس نے ناشہ خاں سے کہا وہی
 تھیں وہ کھل کر سامنے آجائیں اشعار، بکیتی ٹکڑی کی
 طرح تھیں کم لہجوں کو آسانی سے اپنے رنگ، جسک
 میں بے حد اہاس تھا، ناشہ خاں نے اسے تھیں بکر، نقل
 منہ تھیں اور اس کا خیال تھا مسیحا جو کچھ اور آؤسے کے
 لیے یہ ضروری تھا سو کر گزرتا تھا۔ اس نے کا
 افسانہ راتھا پھر بدلتا ہوا تھا۔

"ابھی بھر شہزادہ سے ملے ان لوگوں میں سے ہیں جو
 ایک پوچھتے اور تاریک پتلا دیکھنے ہی کو دیکھنا سمجھتی
 ہیں ابھی بھی یہ بھی تو سمجھتی ہیں کہ شاہزادہ کی بہن
 ان کے کمرے میں نہ کر آئے لی تو ان کے کچھ سکھ میں ان
 کا ساتھ دینے میں چلے گئے کی بھی کبھی ان کی بات
 سننے کے لیے کسی اپنے کی طلب ہو گی تو شاہزادہ انہیں
 دستاویز ہو گی۔"

مسیحہ جو مختارک نظر میں سے اسے دیکھنے لگیں

لجے انہوں نے اور میں نے تجھ پر بھی رکھی مگر مینا ہم
 میں سے کئی تجھ سے غرت نہیں کرتے نہ بہت ابا بھی
 تجھ سے ہونے سے پہلے آخر میں سوالی کرتے ہیں میرا
 جی بھی آگیا کہہ اور میں پیش کرتی ہوں نہیں اسے
 بہت قسم ہے وہ بھی نہیں کیا اور تیرے لبا تیرے آئے
 ہی امید کیے وہ جانتے ہیں نامق تا جب فون آئے ہے
 جی تو پتا ہے شہزادہ جب ہر سے کھڑا ہے سب سے
 ملے تیرے ابا کر کے تیرے لبا ہے لبا بھی تو رہا مشہور ہو
 کر ہے اتنا کمر آج بھی لگتا ہے کہ مجھے تو کچھ ہو آئے ہے
 اسے سچی رہا ہے کھرتے کئی آئی باپ کے لیے
 پھر تو رہا ہے سر نہ ہارے ہوتی ہے ایسی اور اور اس
 خوش قسمت اور کب نہ ہوا کرتا ہے میرا دل تو خوشی
 سے بھر جاتا ہے سچے سچے مسرے دل میں تیری درد
 رہنے کی خوشی تیری محبت اور یہ بھی ہے مٹی بارہل
 چاہا جیتے اور چھوٹی کی مگر زیادہ کھول بھی تو جی ان کی
 طرح میں گور میں سر نہ کھڑے اور کھڑے مگر موع ہی
 نہیں آتا دیکھتے۔"

اسے اب ہی آپ شرمندگی دوسنے لگی ابھرتی ہو
 تھائی میں وہ کچھ مگر خوشی سے مسرہ ہوتی تھی۔ سو
 کچھ ہاں اسے میں مسکینہ دانتے نہیں۔ اس
 نے مٹی دیکھ کر ایک نے لہجے سے بات چھینا
 تھی اس گراں کے سونے پر حیرت نے دیا تھا۔

"تم کمر میں اور ناشہ میں سے بھر بھی خبر مہر بگھتا
 جب یہ مسیحا ہے تو ہر کے لیے ناشہ نے دشت ناہو
 سبہ مگر میں نے کبھی کچھ ہائی نہیں بھری وہی بھی
 شہزادہ کے بعد پہلے ہی کر لی کی پھر میں شہزادہ کی
 پوری آسکی۔"

اس نے زان سے میں ان کے پھر جھٹکتی ہے ہوا
 تھری ہونے میں اب جب مقدمہ اور کمرے کا تہی
 میں وہ دشت کی اب شاہزادہ کی بہت گور۔"

مسیحہ کو اس سلسلے میں خبر ہوئی تو اب وہ اس سے
 فون بھگت رہی۔

"مرد اور ناشہ خاں نے کھان میں خبر نہیں لگنے
 لگا میں جانتی ہوں بہت پاناک غور ہے جس ان سے

کے آتے یہ رسم ملے کرنی مچی رسم کے دن سرے دن طارق بھائی نے سب کے گفت و گو کے شریک کر دیے۔

طارق بھائی نے کچھ تھکے خصوصاً طور پر تاشقین کے لیے خریدے تھے ایک لپ کٹ سونے کا سیٹ تین چار جوڑے مسیحا نے جانتے بوجھتے کچھ مہینے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

"اماں یہ اپنی شازدہ کی شادی کے لیے رکھ دیں۔" شازدہ نے بچہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا پھر نرمی سے بولا۔

"طارق بھائی یہ تاشقین بھائی کے لیے لائے ہیں اس کی پسند پر ان کا تعلق حق ب میری قسمت میں جو ہو گا مجھے مل جائے گا۔"

وہ جتانے کو مسکرا کر تاشقین کی طرف دیکھنے لگا مسیحا بچہ کو ہنسنے لگا کچھ ہیٹھ اندر نے وہ سرور کی محنت کا پھل کھایا تھا وہ سرور کے لفظوں سے دل بہا کر کے تھے مگر آج وہ ہانگی اکلی کٹری تھیں الگ سوچنے والے ہی نہیں صرف اپنے بارے میں سوچنے والے تھے ابھی اکیس وہ باتے ہیں مگر مسیحا بچہ نے ہانگی سے بارے والی کہاں تھیں پچھلے سے اسی سے یہ باتے رکھ دیا جو

ہانگی کی آنکھوں میں معاملہ واضح ہو چکا تھا تھا اسے لگتا تھا اب وہ نیم میں پھرتا رہا تھا تاشقین نے خیال سنا تو تیس ہو گئی تھیں اس نے ہمیشگی نہیں سمجھا پھر بھی نہیں مانیں تو فکری سے بولا۔

اپنے عجیبی پر غور سے نہیں ہے نہ سنی مگر اپنے اپنی چون پر تو غور سے کر وہ آپ کے اس گھر میں رہنے کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔ انہوں نے اب اتنے بھی کئے گزرے نہیں کہ اپنی بیوی کے حق کی بات نہ کر سکیں۔" انہوں نے غصہ سا اس

پھر ہستی سے بولیں۔ "مجھے صرف اسی کی فکر ہے بچہ نے انہیں جس طرح حق کر دیکھا مجھے دیکھا ہے کہ شازدہ بھی مسیحا کے ساتھ چالی تو میری ماں کی جگہ فرما رہی ہیں نہیں رہے گی۔"

"تاشقین بچہ آپ بھی نہ تارکیک پہلو کے سوا کچھ نہیں دیکھتیں۔" انہوں نے پھر گورنگا پھر اپنا کارنامہ جتانے لگا تاشقین منہ کھولے استہجاری رہیں۔

"مسیحا جی تم نے اتنا بڑا رسک کیا نہ صرف لیے تم نے مسیحا کا ساتھ نہیں دیا مگر کیا ضروری ہے شازدہ کی کی خدمت گزار ہو کر رہے۔"

اس نے کچھ بھر کو وقف کیا پھر نرمی سے بولا۔

"زندگی میں کچھ بڑا کرنے کے لیے سیدھی سی بات ہے تاشقین بچہ رسک تو لیتا ہی پڑتا ہے، امریکہ ہی میں زندگی ہے امریکہ زندگی میں جیو نہیں آنے دیتا پھر مسیحا کے مقابلے میں اس کی تربیت کا سارا وقت آپ کے ساتھ گزارا ہے سو بچہ جو عمر ہر پہ کی زندگی میں تعلیمی حیثیت رکھتی ہے بننے بگڑنے سیکھنے کا سارا وقت اس کا آپ کے ساتھ بڑا ہے اس لیے آپ کا دوستی اس میں اتنا رچ بس کیا ہے نہ مسیحا بچہ کی طرف سے ایکٹ کرنا چاہتا ہے ابھی تو اس کا اندر بے اطمینانی غم ہی کرے گا اور اندر میں چاہنے والا روزیہ بہت کم دیا لانا ہے آپ نفرت کی طرح کا بار جن دے دے سکتی ہیں اسے پھر یہ تو آتی ہیں امید پر دنیا کا گھر ہے۔"

تاشقین نے ہنسنے سے انکار کیا تھا طارق بھائی

خواجہ تاشقین ڈائجسٹ

بہنوں کے لیے ایک اور ناول

اماوس کا چاند

بشری سعید

قیمت - - - 150/- روپے

مکتبہ سرائے ڈائجسٹ

37- اردو بازار گوالیہ

چڑھتا ہے اور بہت کم لوگ یہ نکتہ سمجھتے ہیں میں خبر
میں نے بھی تو کتنا وقت ضائع کیا ہے مجھ پر تو
انسانوں کا اور اپنے اللہ کا قرض بہت چیز کیا ہے
کو خوش کرتا ہوں اتر جائے دیکھئے کب کامیابی ملتی
ہے۔

”تمہیں کامیابی پانے کے لیے زبان خست کی
ضرورت نہیں پڑے گی تم مانو یا نہ مانو یہ سچ ہے
تمہیں اللہ نے تمہاری نند کے باوجود تہناتیں کیا تھیں
ہوئے نہیں بڑا ہر راستے میں تمہاری بات سننے اور
تبخنے والوں کا جہم غنیر کا کرر کما بس تم مجھے دیر سے۔“

اس نے سرخوشی جھپا کر کہا۔
”آپ ٹھیک تبخیں واقعی میں دیر سے سمجھا اس
کی محبت کو پہلے میری ضد تھی میں یہ جانوں نہ مجھ سے
کتنی محبت کرتا ہے مگر آج اس کی محبت سے دامن بھرا
رکھا ہوں تو نظریں چرائی پڑتی ہیں کہ جولا“ اس نے
بوجھ لیا اب بتاؤ تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو حساب
دو تو اپنا حساب تو اور — ہو گیا ہے مگر آج سے
کو شش کرنے کی تمنا ہے۔“

”بالکل! کو شش زندگی ہے جیسے امرکان زندگی اور
بھگی بھگی سحر کی امید کرنا خود خست عظیم تر ہو جاتا ہے
عجیبی —۔“ تاشفین نے کندھا تھپتھپایا اور رو دھنر
کرنے کے خیال سے اپنے کمرے کی سمت بڑھتا چلا
گیا اور کوئی تھا جس کا ہاتھ لستا اپنے ہاتھ پر محسوس ہوتا
تھا۔

خوابوں کی نلمبائی کرنا آسان نہیں۔

خواب: یکجنا بھی آسان نہیں۔

حکم مشکل راہ تو محبت کی سرشت میں شامل ہے۔

اور ہر مشکل میں اس کا ساتھ راستہ آسان کرنے
کے لیے کافی تھا۔

طارق بھائی نے اماں کو دکھانے کے لیے حنفیوں میں
رکھا تھا اور جو صرف تاشفین کے لیے تھا۔

”اماں مجھے یہ رنگ اپنا نہیں رک رہا میں تو یہ پنک
سوٹ ہی لوں گی۔“ تاشفین نے طارق کی طرف
دیکھا۔ طارق نے اس کی طرف اور یکدم اماں نے کہا۔

”خود تو خفہ دینے والے کی مرضی کا ہوتا ہے منجھ
جو بھائی نے دیا ہے تو رکھ لو ایسی اپنی بات ہے۔“
منجھ بھوتن فن کرتی ہواں سے اٹھے کٹنیں اور اس
نے تنہا کر تاشفین کو دیکھ کر کہا۔

”آپ نے دیکھا میری خدمت —۔“ پھر ہنس کے
بولی۔

”میلے مجھے نہیں سمجھ آتا تھا سوچنے والے لوگ
ہمیشہ پائیل خانے کیوں آباد کرتے ہیں دنیا میں کوئی بھول

کھلانے کا سبب ان سے سرزد کیوں نہیں ہوتا لیکن
اپنی زندگی کو دیکھتا ہوں تو سمجھ آتا ہے سوچنے سمجھنے
والے لوگ تنہائی کی سزا خود بھگتے ہیں وہ جو انسان
کے بارے میں جاننے کا علم سیکھتے ہیں وہی علم ان کو
انسان سے دور کر دیتا ہے۔ زمانے کے سینے میں ہم
دھڑکتے ہیں کائنات ہم جیسے لوگوں کے اندر میز پر پیدا کر
دیتا ہے زمانے کے سینے کی بجائے کسی ایک دل میں
دھڑک جانا آسان بھی ہے اور پُر اظف کیفیت بھی
سوچنے والے لوگ بہت کم خوش ہوتے ہیں یہ سچ ہے
مگر خوش رکھنے کا سبق تو یاد رکھا جاسکتا ہے۔

ہم بگ بھٹے دھڑک تشدد نہیں لیکن ہم ہی لوگوں
کے دم سے تو زمانہ ہے کوئی بھی نظریہ سوچ ہی سے تو
پروان چڑھتا ہے پھر کیا ہوا جو ہم لوگ سڑاٹے یا
نشتہ ہوئے خوابوں کا راستہ ہمیشہ خار زار اور مشکل
سے بھر کر گزرتا ہے خواب: یکجنا آسان کام نہیں۔

ہر نیا خواب ایک نیا راستہ ہے اور کسی بھی نئے
راستے پر چلنے کے لیے انسان کو پہلے تھاپلے زنا پڑتا
ہے نلتے چلتے تھکا۔ خود بخود بین چلا کرتا ہے۔ انسان
خود کو رو کر دے تب وہ سڑوں کو چننے کی پہلی سیڑھی

سنگینہ عکس اثریاتی

محبت و دل

"تم جس راستے پر جا رہی ہو کسی منزل پر شمع نہیں
 آگس جس طرف ہیں اور آپ بھی ایک آپ کر کے
 جاتی ہیں۔ اس نے ٹون بدل کر سولہ گانے گایا۔
 "میرا سیکہ آپ ترغیب دیجئے، میرا دل دیکھ کر کہیں
 اس لمحے میں باہر سے آئی آئے، مگر دل کا خاتمہ ہو گیا
 ہے۔"

نادر

میں لے رہا تھا۔

"ناشتہ نہیں کرو گی؟" انہوں نے بیگ کی طرف اس کے بڑھتے ہاتھ دیکھ کر ہلکی سی عمتا سے پوچھا اور وہ بھی میں سر ہا کر بولی۔

"آپ نے بہت اچھا ناشتہ کروا دیا ہے خدیکہ بڑی کباب۔" وہ باب میر جیساں اتر رہی تھی۔ اس کی ہر میزگی کے ساتھ ان کا ہل ایک سانس کم لے رہا تھا۔

"ہاں! کی زندگی میں ساری ذمہ داری ان کے کندھوں پر تھی کیونکہ وہ اہل کے لیے ایک ڈھارس بھرا کندھا تھے۔ شوہر انی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے تھکے نشہ نہیں کرتے تھے مگر انہیں آکسی آتی تھی کہ ایک نوکری ایک ہفتے سے زائد نہیں چلتی تھی پھر پڑھے لکھے بھی نہیں تھے یہاں تک کہ کسی فیکٹری کسی کمپنی میں چوکیدار کی نوکری بھی ملنے کا امکان ختم ہو گیا۔ آپ ان کی ماں نے انہیں اپنا دست اپنا میاں اور جانے کیا کیا مان لیا تھا اور وہ بھی ان کی زندگی تک اس معیار سے کم ثابت نہیں ہوئی تھیں مگر عفت جاتگیر کی یہ تیز تیز چلنے کی عادت۔ وہ بہت افسردہ ہو کر وہاں بہنوں کو ناشتہ کروانے لگی تھیں پھر ابا کے لیے قہر موم میں چائے اور قوس رکھ کر وہ ابا کو دگاتی ہوئی باہر نکل آتی تھیں۔ آج انہیں پانچ مندر ہوئی تھی پھر وہ آس چینی توان کی آنکھ میں لکھ بھر پلے والا زور اور نمایاں ہو گیا تھا۔ عفت جاتگیر کی ابا اس اور سب عزت کی آنکھوں کی بے حجابی انہیں درج تک سے کچکا پانے پر مجبور کر رہی تھی۔

عفت جاتگیر نے چائے میں چینی ڈالی قہر اور سب عزت سے لکھنوی سانس بھری تھی۔ "مکس سے غنی اگر تم چینی نہ بھی ملاؤ تب بھی چائے کا ذائقہ منسا ہوتا ہے۔"

"بس بلا وجہ کی قہر نہیں۔" وہ چائے کے کپ کے ساتھ خود ان اس کے۔ قہر۔

"تب ہی تو پندرہ سال سے آپ اسی پوسٹ پر ہیں۔ مجھے دیکھے مہینوں کی کامیابیوں میں حاصل کرنا میں اون کی پرست سیکرٹری ہوں۔"

"تم ابھی کم عمر ہو تمہیں زندگی کی سمجھ نہیں۔" انہوں نے پھر سے کوشش کی لیکن وہ پھر ان سے کوسوں دور تھی۔

"صبا! آپ زندگی کو خود سمجھیں۔ مجھے مت سمجھائیں۔ آپ کو پتا بھی ہے آپ کی عمر 35 برس ہو چکی ہے اور اس عمر میں لڑکیوں اپنے گھر میں رہ چکی ہو چکی ہیں۔"

"تمہیں منگلو ہے میری نوکری میری ضرورت ہے اگر ابا ٹھیک ہوتے یا ہمارا کوئی بھائی ہوتا تو میں بھی اپنے گھر میں ہی چکی ہوتی۔"

"کیا اصل بات یہی ہے صبا! آپ؟" وہ سناکی سے بولی۔

صبا جاتگیر کی آنکھ میں غمی آنکھوں کی تھی من کی انہوں میں وہ بہت سی خواتین گھوم گئی تھیں مہینوں نے انہیں بڑی عمر اور معمولی صورت ہونے کی وجہ سے مستور کر دیا تھا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے میں اس قابل نہیں ہوں کہ کوئی مجھے پسند کر سکے؟"

"یہ سوال آپ کو مجھ سے نہیں آتا دیکھتے ہوئے خود سے کرنا چاہیے۔" وہ آج ہر حد پھلانگ لگتی تھی ہیکو کا۔ وہ چاہتی تھی صبا! اس سے قطع تعلق کر لیں تاکہ وہ ان کی جاوے جاوے نوک سے بچ سکے مگر وہ اپنی تیز بہنوں سے بہت محبت کرتی تھیں ہائی وہ بھی اسکو تک میں تھیں اور ان کی باتوں کو حرف آخر خاتمی تھیں مگر۔

"غنی! میں تمہاری دشمن نہیں ہوں۔" انہوں نے پھر سے خود کو مجتمع کر کے اس کی طرف پیش قدمی کی اور وہ عجیب سی سرو موئی سے اس پر تکی رہی۔

"بہوئے بہت جس کے۔" وہ لگتا ہے ہوسے استعارہ بیٹے کی صبا جاتگیر کا دل کی لے

باتوں میں ذرا غلطی نہ لگاتی۔

”آخر آپ جیسے لوگ، ہمارے آتے ہی کہیں ہیں جن کے اندر زندگی کی اسنگ ہے اور ہمارے طرح کی ہوتی نکلتی ہے۔“ وہ کام کر دے تھے، یہ ہم چاہتے تھے کہ اس ہستی کو دیکھنے لگے تھے جو ان کی پہلی ضرورت تھی۔ سامنے نہیں بن پائی تھی۔

”اب ایسے محو کے کیا دیکھ رہے ہیں؟“

”میں صاف اہم سمجھتا ہوں۔“

”خدا کا شکر ہے۔ آپ نے انکار کیا؟“

”میں نے تو ابھی تک جڑ سے ہوتے ہوئے اور انہوں نے منہ کر کے کہا۔“

”میں نے تم سے یہ تو کب کہا۔“

”یہیں کاش آپ جھوٹ بولنا سیکھ جاتے تو میری زندگی سنی آسان گزرتی۔“ وہ اگلے لمحے اپنی بات کو بہت ادا نہیں سوانہوں نے فوج نہیں دی تھی۔ اس وقت اسے کچھ نہیں کر رہے تھے۔

”اب کو لگتا ہے۔ میں یہ جڑ سے آپ نے زندگی بہت تکلیف میں گزار دی۔“

”لگتا ہے صرف لگتا ہے، حید صاحب! میں نے ایک ایک لمحہ آپ کے ساتھ کسی سزا کی طرح گزارا ہے۔“

”میں نے ہمیشہ آپ کی باتیں سنیں۔“

”میں نے ہمیشہ آپ کی باتیں سنیں۔“

”میں نے ہمیشہ آپ کی باتیں سنیں۔“

”یہ زندگی ہے اور یہ زندگی کی سبابت۔“ وہ کہیں کا گھر ایک مکینٹھ چٹائی دی، فرخ اس گھر کی ہر چیز کے بارے میں حید صاحب۔“

”میں نے ایمان داری سے اپنے عہدے سے روز داری جاتی ہے۔“

”ایمان داری یا وفا داری! کہنے پرانے لوگوں کی باتیں ہیں مگر آپ کی تربیت ہمیشہ میرے لیے سوا ہے۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

”میں نے تم سے کبھی تمہاری تعریف نہیں سنی تھی۔“

وہ اپنی بیوی سے۔ چنانچہ یہ لڑکھوڑا خود مرنے لگا۔
پس لڑکھوڑا اہل کاغذاب دنیا میں پھونڈا جاتے ہیں
اور کسی کی زندگی بگاڑنے کے لیے۔"

"صافیہ۔" "نہیہ الدین صادیق نے غصے سے ہلکی
پار آواز اور پی کی تھی۔ غصیہ پر ان کے غصے کا کوئی اثر
نہیں ہوا تھا۔
"ہو لوگ کچھ نہیں کر سکتے اور سے میرا تو ازلیں بیٹھا
کرتے ہیں۔ مگر سکتے ہیں ان کا رعبان کا دم ہان کا دم
خود ہارنا۔"

"اللہ کا شکر ہے میرا معاشرے میں بہت نام۔"
عزت ہے۔"

"عزت کیا ہوتی ہے حیدر صاحب۔ آپ کے امانے
یہ گھر بنایا ہوا تو میں دیکھتی اس دس ہزار کی شہزاد
میں آپ خرچے سب کیسے منجیل سکتے تھے پنا
نہیں میرے ابا نے کیا کیا کیا تھا آپ میں۔" وہ غصت پر
بندہ کر دیا کرتے تھے۔

"سب کہتے ہیں۔ آپ دنیا کی خوش قسمت خاتون
ہیں مگر یہ اچھا شو بہت اونچے اٹا انارم پانت ہیں مگر
آپ کے بچے۔"

"دنیا کو نہیں پتا میں کیسے جی رہی ہوں صبح شام مس
طرح مسرے میں اسلندہ چرائی ہیں زندگی میں نیچے اچھا
کھا ڈینا خوب شایانگ کرنا پسند تھا۔ آزادی سے گھومنا
میرنا اچھا لگتا تھا مگر گھر میں ابا ابا کے اصول روک
لوک اور سفید پوشی کے مجرم زندگی وہ بھر بھی۔ جب
آپ کو رشتہ آیا۔ بڑے لکھے تھے ایک پہنٹی میں انا
عمر سے پرستے۔ مجھے لگا میرے سارے خواب شرمندہ
تعبیر ہونے لگتے تھے کیا پتا تھا۔ میں اپنے بلیک
دارت پر دستخط کر رہی ہوں۔"

"آپ کو فحش اتنی شگاف ہیں مگر آپ کی خفگی کو
میں اتنا گرا نہیں سمجھا تھا مجھے لگا تھا آپ ظاہر "نہ
سے خفا رہتی ہیں مگر میں میرے لیے یہ نرم گوشہ
دیکھتی ہیں۔"

سب کی ان سے ہے جس عزت کی تھی وہی

شک کا فائدہ دے کر انہیں اتنی ساری غلطیوں سے
باز کرتی رہی گورنر۔

"آپ کو میں کبھی معاف نہیں کر سکتی تھی اسے
میرے سارے خواب چین / مٹی میں ملا دیے۔ سوئی
ظاہری مٹی تو بس۔ مجھے ایک لڑکتہ ہو میرا اندر
بلبلے بنا رہا ہے اچھی یاد آکر رہا ہے۔ مگر ادا اس لیے
پہننے نہیں پاتا کہ میرا گھر قائم رہے بچوں میں آپ کا
بھرم قائم رہے۔"

"میرا بھرم تھا۔" خالی لفظ تھی سے اٹھے تھے پھر غرا کر
انکے تو چہرے کے نیچے گویں سے لڑکھوڑے پنا اٹھیں۔ اس سے
ہزار کی تو بات ہے یونیورسٹی کے سب لڑکے جارہے
ہیں فور۔"

"مگر تم ان لڑکوں جیسے نہیں۔"۔ کیونکہ ان کے
لیے نہ ہزار روپے جیسے ہیں اور تمہارے لیے نہ ہزار
دلا کر بیٹے۔"

"پتا نہیں اب کو اتنا انا داری کا بھوت کیوں سوار
ہے؟"

"فضول مت دلو وہ تمہارے ابا ہیں۔"

"جاننا ہوں۔ کاش ایسے ابا مجھے نہ ملے ہوتے۔
بندہ کوئی خواہش ہی نہیں کر سکتا ایک تمنا دل میں چٹکی
پااتی ہے اور سرے پل اپنے اور گرد و گرد کر اپنی
حقیقت میں تپا پڑتا ہے۔" وہ باہر کھڑے ہوئے سننے
رہے۔

"بہتر سے نہیں رہا جانا اتنا کلس کلس کر رہی زندگی
صرف آپ اور میرا پسند ہوگی مجھے نہیں میں موصح کی
تلاش میں ہوں جہاں باؤنگا میں تو اس گھر سے نکل
جاؤں گا۔"

"تمہارا باغ ٹھیک ہے افضل؟" صافیہ نے غصہ
کرنے کی بات کرکے کش کی۔

اور وہ سر ہٹک کے ہوا۔ "میرا باغ بالکل ٹھیک
ہے اتے آپ خیر کی طرح حالات کے آگے
دھکیلائے۔" بندہ غصہ لگا۔

وہ ساکت سننے رہے پھر خاموشی سے تیار ہو کر اپنے

پھر میں نے یہ سوچا کہ میں اس شخص کو ایک
ایک شخص کے نام پر لے کر آؤں گا۔ وہ کہہ دے گا
پھر زندگی میں تھکا ہوا ہو گا۔ لیکن ایک شخص
نہی کو دیکھ کر اس نے کہا کہ اس شخص کے پاس
تھے اپنی خواہش اور تمنا میں بہت بہت کر کے
گئے تھے کہ جب وہ موت سے پہلے تو وہیں سے
ساری تمنا میں ایک بار کی ایک سالہ زندگی
گئے اور اب پندرہ سال بعد وہ اپنی زندگی
اور پھر وہ اپنے کا پیش بھی مانتا نہیں ہے۔
بہت زیادہ بہت شکر کر رہی تھی۔

"نیکو آہی میں مرنا تھا۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہے
میرا جس سے میں نے وعدہ نہیں کیا کوئی خواب نہیں
میں نے کروا جاتی ہے کہ اگر میں جاتا ہوں
ساتھ جینا چاہوں گا تو صرف یہی ہے۔
بہل ان کی ہر ادا کی ہر ادا میں سے ایک ایک
روپ و چارہ نے وہ اپنی زندگی سے ہر چور ایک ٹوکی
ان کے دل سے خوش خوش ان کے دل میں آج بھی یہ نالی
نہی۔ ان کی محبت کو گھر کر ان کی ان کے اپنے
شوہر کے ساتھ مل کر اس نے کوئی ایک ایک
اور اب آپ۔۔۔ یہ وہ ہیں ان کی۔ میں تو گئی تھی
بہت دنوں سے جب اب اس کا ایک ایک کے حل فون پر
ماہو کی نالی آئی۔

"ہیلو ماہو۔۔۔" ان کی توازن کے دل کی تائیدی
سے تو میں نے اس شخص کی دوسری طرف بھی ماہو
کی جان بھری گئی تھی۔
"آپ تھکے تو ہیں؟ آپ کو کچھ اور بھی ہے
آپ نے فون پر ہسپتال جانا تھا اپنی رپ سے لے کر
پھر۔۔۔"

"نور! میں میرا ایکراہل کے پاس ہے۔" وہ دیکھے
میں بولے پھر آہستہ سے سمجھا دئے۔ "میں
تین دن پہلے میں گئے نور! ایک کٹائی بالکل نئی ہے اور
ایک بھاری بھنگو کا کریم کا گھارہ ہے اب تو
میں ہمیں ان خوابوں میں زندہ ہوں میں ہوں۔"

فٹر کے لیے نکل گئے سمت سے وہاں گھر میں پھونکے
ت سے وہاں اپنے ساتھ اٹھائے ہوئے۔

پھر وہاں سے گھر کے گھر سے۔

اپنی لپس کرنا پڑے گی ورنہ اب
تو وہ ہو جائے گی زندگی کی قدر کیجئے

میں نے اسے اٹھ کر باہر آئے پھر چلے ہوئے
میں۔۔۔ اچھا نہیں دیا تھا وہ ایک گاڑی کی صف پریش
سے تھے "زندگی۔"

موت کی طرف انہوں نے ہوائی دوڑتی زندگی کو
دیکھا اور سوچا کہ زندگی سے تعارف کیسا ہوا تھا۔ وہ
میں نے جب زندگی نے کئی کی طرح
ان کی موت برداشت پر سنبھلی تھی۔ ان کے سر پر
میں نے کچھ سا تھا وہ کہ ماہانہ چھپیں لیا گیا تھا۔
تھے کہ اب اب اپنی دکان پر گئے تھے وہ ان کے
میں تھا کہ زندگی ایک دم سے پوٹن لے گئی تھی
اور اس میں عزائم پر ان کو لے لیا کہ ان کی
کی وہ مشکل سے پاس لگے تھے اور تھیں یہ سنا کر
جب انہوں نے موت کو پا کر وہ اپنے سامنے سارے
نیکو ہوئے وہ کیا تھا۔

"سلیپن! تمہارے اب اب اس دنیا میں نہیں
ہے۔" ان کی۔۔۔ کے کہہ تھے۔ اچھا تو نہ کر کہا اور
میں نے فون پر لگے ان سے۔ "نیکو ہو جانے والی ماں
کو دیکھا۔"

ان کا نام ساتھ تو تھا اور وہ مرنے کا تھا۔ وہ ان
سے ہم دوتے اور ظالم ان کے گچ کہیں سے نہیں
تھا۔ وہ ان کے سامنے آسانی سے ایک دوسرے کو
پہنچا کر۔۔۔
آج اس سے بھی آسانی سے کھو دیا تھا۔ کتنے
ساتھ اس کے آکھو۔۔۔ ایک بار گھر کے
آخری سانس کی طرح ڈوب گئے تھے۔

http://

پیشکش 2011 مارچ

"کچھ نہیں برا آپ کو اور اگر وہ انہی ہے تو ہر بیماری فطرت ہے جس آپ تاملید نہیں ہوں۔"

"امید کے لیے کون سا روزن کھلا رہ گیا ہے نور؟"

"یہ روزن جب تک ایک بھی سانس باقی رہتی ہے زندگی کی امید کو مرنے نہیں دیتا چاہیے۔ انسان ایک باری مرنے سے ایک بار ہی جیتا ہے۔ سو ہم موت اور زندگی کے بیچ کا یہ وقت نامیدتی کی نذر کیوں کرتے ہیں۔"

"مگر نور! میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا میری ساری زندگی ذمہ داریوں میں جسی گئی میں اب کچھ بیٹا چاہتا تھا اپنے لیے اور ایک دم سے زندگی نے کہا حبل خنجر ہوا۔"

"فطرت! آپ سوچیں اگر یہ سب دس سال پہلے برا ہوتا تو آپ کی اماں یہ ذمہ داریاں کیسے اٹھا پائیں وقت نے آپ کا کتنا ساتھ دیا ہے۔ آپ کو صحت سنبھل کر رکھا اور اب اگر کچھ تکلیف دی ہے تو بھی آپ کے گرد سستی تھکتی ہیں جو آپ کا حوصلہ ہیں۔ آپ کی ہمت ہیں۔ آپ کے ساتھ میں ہوں سلمان! اور میرا اور آپ کا ساتھ صرف زندگی تک کا نہیں ہے۔"

سلمان احمد کی فنی میں ہلکی سی ہنسی شامل ہوئی تھی۔

"نہیں نکس سلمان سائنس کتنی ہے بیماری اتنی بڑی یا خطرناک نہیں ہوتی جتنا ہماری سوچ ہماری طرز زندگی ہماری باہمی اسے خطرناک مقام پر لے جا کر کھڑا کرتی ہے اور کب کبھی جیسے سناک مرض سے بھی ہوتے ہیں جیسے میں ہیں تو بھی طویل قیامتوں میں جھین کر جی لیتے ہیں اور زندگی مکمل ہے اگر اس میں کوئی

آپ کا دل سے ہے۔ آپ کو کسی بھی حالت میں شہا چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا سمجھ رہے ہیں نا آپ؟"

ہاں۔ آج میری ہمت میرا حوصلہ ہو نور! اور آپ میرے لیے زندگی کا دسرا نام ہیں

سلمان "اگر کی تو آواز میں محبت ہی محبت تھی۔ اچھا میں اب چٹا ہوں۔" انہوں نے آسمان سے کہا تھا۔

"کہاں جائیں گے؟"

"گھر جاؤں گا۔ اماں کو بھی تھوڑا بریف کرنا ہے اپنی بیماری کے بارے"

"اگے میں اماں کے ساتھ گھر آؤں گی تیرا رات"

"اچھا ٹھیک ہے"

انہوں نے سیل آف کیا اور اپنے گھر کی سمت جاسنوالی بس کے روٹ پر چلنے لگے۔



"تم نے مجھ سے پوچھے بغیر اٹھو کیوں دیا اسفندیار؟" یکدم ہمت غائب ہوئی آواز اس کے قریب گونجی اور اس کی کپڑوں پر تھری انگلیاں یکدم رک گئیں۔

"اماں! میں نے پاپا سے پوچھ لیا تھا۔" اس نے رسلان سے کہا۔

"بھیا تم صرف اپنے پاپا کے بیٹے ہو؟ میرا تم پر کوئی حق نہیں؟" اماں کا غصہ پہلے سے سوا ہو گیا تھا نور۔ کپڑوں آف کر کے۔ شرتہ ہوا۔

"آپ کو آخر میرے فون میں جاسنے پر کیا اعتراض ہے نا؟"

"مجھے نہیں پتا لیکن میں اتنا جانتی ہوں۔ تم فون میں نہیں جاؤ گے۔ تم اپنی پہلی کی طرح بزنس میں نہ گے۔"

"مگر میرا انٹرنسٹ نہیں ہے بزنس میں۔ مجھے بچپن سے آرٹ ڈیزائنر بننا ہے۔"

"کیا تمہارے لیے صرف تمہاری پسند اور مرضی ہی اہم ہے؟ تو سخت خفا تھیں۔"

تب اس نے دلار سے اماں کو کندھوں سے ختم لیا تھا۔ آپ صرف اس لیے ڈرتی ہیں کہ کسی عداوت کا پتہ نہ ملے جائے۔

"اماں! موت کا ایک دن معین ہے جب موت آ

"اور تم پھر بھی اپنی مرضی کرنا چاہتے ہو۔"
"جی ہاں، میں باپا، دول میں ملا نہیں

ہوں۔"

اس نے ان کی طرف سے پشت کر لی تھی۔ ملا اپنے
سر جلی گئی تھیں۔ جب اچانک انہوں نے تل کی اپنی اور
شرین کی ملاقات کو یاد کیا تھا۔ اس نے ابھی ملا کے وہی
ہی تھی کہ بڑی بڑی ستارہ آنکھیں غصے سے اس پر جم
گئی تھیں۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ نہیں رکھا اس فیلاڈ
میں۔"

"میں جب الوغنی کے جذبے سے رہا ہوں شرین!
کوئی برنس کرنے نہیں جارا میرے لیے۔ فیلاڈ نہیں
زندگی کو ٹھیک طرح سے جینے کا ایک ہی راستہ ہے۔"
"میں نے ایک مہینہ پہلے تھا اب۔" وہ بڑی
پڑھا تھا۔ "اس نے چکی کی تھی تھیلی بھری یکدم
اسے وہ مہینہ یاد آ گیا تھا۔" ایک فوجی کی دائری کا
صوف۔ وہ ایسے جھٹکا رہتا تھا کہ شرین اسے پھر سے
سنانے لگی تھی۔

"میری عمر کے بہت سے نوجوان کلچ اور یونیورسٹی
میں پڑھ رہے۔ دول کے گھر میں پہلی بار بڑے دول بھائی
کوئی بھی گولی میری زندگی ختم کر دے گی اور یہ زندگی
میں ان لوگوں کے لیے تم دو تھے وہ کیوں گاہ۔ جنہیں
سکر اور بڑی ملک کے اراکاروں کو دیکھنا ان فوجیوں کی
کمانی تھیں۔ وہ خود ہی لگتا ہے جو صرف مل کے
لیے اپنی جان کی بازی لگاتے ہیں تاکہ وہ سکون سے سو
سکیں۔"

"ہیں ہو چکا۔" وہ چپ ہوئی تو اس نے ہارنے لگی
ہے کہا۔

"تو تمہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟"
"پہلی بات تو یہ ہے اگر میں ایک لے کے لیے یہ
ہوں تو اس کی ایک فوجی انسان ہے۔ تمہیں نہیں مل
سکتا۔" وہ بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
پشیمان نہیں ہو سکتا ہے وہ عادی غصہ نہ ہوں حالتوں

نہیں۔ ان کی برنس میں دونا میری پہلی نہیں ہے گا۔
پہلی اتنی ہی وقت کے گاؤں رہے گا۔"

"تمہیں پتا ہے فوج میں سیاست کا کیا عمل دخل
ہوتا ہے اور ان وقت فوج کی عزت بھی بھوج
نہ لے ہے۔"

"اپنی طرف سے صرف اپنے ملک کی سرحد کی
حفاظت کے لیے فوج میں جانا چاہتا ہوں مجھے اقتدار اور
تینوں کی نیوس نہیں۔"

"صرف تم ہی کہیں اور بھی لوگ ہیں وہ فوج میں
ہوں نہیں جاسکتے۔"

وہ بڑی پرف "اگر سب کی باتیں کسی اور کے فوج
میں شامل ہونے کا سوچتی رہیں تو ہماری فوج جو ویسے ہی
سے ہی ترقی میں کم ہے" صرف زبردہ جا سکتے کیا
جاسکتے اور گناہوں کا فرض ہے اس ملک کے لیے
"اسے اگر میں اور حنا سے کہنے کے لیے فوجی بھی
ہوں۔" مار کول کی سرکوں پر جانے والے امریکن
آرٹھریک گزاردے والے بہت اچھا دست برایا نہ سنا
اور سنا نہ ملے زندگی جینے والوں کا کوئی فرض نہیں بننا ہم
صرف اس بات کا دعویٰ کہ جب تک کہ وہ ہیں کہ ہم
ملک کی انکوائری کو صفر سے ہزار تک لے جا رہے ہیں تو
ہم یہ چیز سے ہمارے ہیں۔"

"تم فوج میں نہیں جاؤ گے۔"
"اس مہینے کی ہندو تک ٹیسٹ کے لیے جانا ہے

تمہیں پتا ہے۔" وہ غصے سے بتاتی تھیں۔
"اب تمہیں پتا ہے۔" وہ بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
"میں اس وقت کے کوئل لیں اور پھر سرحد۔
ملا سکتے ہیں تاہم انہیں سنبھالنے کے لیے۔"

"تم نے شرین کو بتایا ہے اپنے اس فیصلے کا۔"
"میں نے آخری اور کا نام لیا۔ دول کی بھانجی تھی اور
ان کی بھرتی ہونے کے تحت مخالف۔
"میں نے یہ بات کہی ہے۔"

"میں تو بھلی۔" وہ شرمندہ ہوا اور وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "یہ سہری تو بھر بھی اچھا لگتا ہے، کبھی کبھی رشتوں کو باتم جوڑتے رکھنے کے لیے مگر یہ خلیک ہو مجھے راکلف بھرا انداز لگتا ہے۔ اجمل میں تو محبت کے بدلے بس محبت چلتی ہے شکر یہ نہیں ملتا میں اچھا لگتا ہے۔"

"تھک ہے بھائی۔" وہ ان کے ساتھ اٹھا تا پھر ان کے کمرے میں ٹانگہ بٹھا بھی جاسے بنا کر لائی تحسین اور وہ ناراض بھائی کی الماری کھولے بغیر اٹھا۔

ناراض بند پر بیٹھے لیپ ٹاپ پر کسی ازم میں مصروف ہو گئے تھے۔

"چائے۔" ناراض بھائی مسکرائے اور جھوٹی خیل کے سامنے بڑی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"چائے اتنی بد مزاق مت کرو بارہ۔" وہ بس کربلے پھر لہو پھر کر کے اور اس کی طرف منت۔

"اسٹنڈ کیا وضو بند ہے ہولاماری میں۔"

"سرد بھائی نے کہا تھا آپ برسوں چار شرٹس لائے ہیں بڑی کلاسی سی۔ دیکھ رہا تھا۔"

"ارے۔۔۔" وہ سرسہ جیسے میں ٹانگہ نے استری کر کے چنگ کر رکھی ہیں۔

اس نے دوسرا پٹ بھی کھول لیا تھا پھر راستہ اور میرین شرٹ کے پیچھے اٹھائے تھے۔

"یہ مجھے اچھی لگ رہی ہیں، بہت بھیا ایہ میں لے رہا ہوں۔"

ٹانگہ نے فٹ سے دیکھا اور وہ مسکرایا۔ "لے لو۔ فندہ، میں اوپر لے آؤں گا۔"

"اوکے میری رات سنی میں سے کٹ لیجے مجھے۔"

اس نے پیچھے بند پر کھڑکے کر چائے اٹھال اور عارف بس پڑے پایا کے ساتھ ساتھ سرد بھائی سے بھی و اچھا خاصا جب خرچ لیا تھا اور اس وقت اسی عیب خرچ کی بات کرتے ہوئے تھا۔

"چل بکو اس نہ کر سب تیرا ہی تو ہے۔"

میں خود کو دیا کے لیے اپنے دین اور اپنے وطن کے لیے واؤ پر لگائے اور جو چیزیں شرافت میں ہوں ان میں بیچتے ہا اور پیشانی کا عنصر بھی نہیں آتا جب ایک فوجی اپنی ہانہ اللہ کی راہ میں قربان کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ سے توقع ہوتی ہے اس کے بندوں سے نہیں۔ اس پیرسنگ کا آخری حصہ تو اس میں میں کہہ سکتا ہوں یہ ہانہ واقعی کمزور ہے ہم ان کی خدمت کا اتنا حق ادا نہیں کر پاتے جتنا کرنا چاہیے۔"

"اور جنگ میں ایسا سوچ رہے ہو۔" کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور وہ یکدم ہوش میں لوٹ آیا۔

اس کے سامنے ناراض بھائی کھڑے تھے۔

"ارے آج آپ اتنی جلدی کیسے آگئے۔" وہ مسکرا اٹھا۔

"بس ایسے ہی مستقبل کے آئینہ کے ساتھ چائے پینے کا دل چاہ رہا تھا۔" اس نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا وہاں نگلی کا درد ورنک نام نشان نہیں تھا۔

"آپ میرے اس فیصلے سے خفا تو نہیں ماما کی طرح۔"

"نہیں مجھے تو کیا اعتراض ہو گا میرے بھائی! یہ تو خوش فہمی ہی ہے کہ تمہاری وجہ سے میں یہ سادہ طر رہی ہے ماما اور ٹانگہ سخت خلاف ہیں مگر میں نے انہیں بھی یہی کہا ہے کہ فوج میں جانا کوئی برائی نہیں رہا موت اور تو اس کا ایک بن ضرور ہے۔ ماما نے کچھ کہا تو نہیں سمجھتے لگتا ہے وہ اب بھی دل سے راضی نہیں ہیں اور شاید تمہیں سمجھانے کی ایک اور نشست دے دیں گی۔"

"آہ سرد یہ معرکہ لڑ کر جا چکی ہیں بڑے بھیا۔"

"تم یہ بیان مت ہو میں سرد اور پاپا تمہارے ساتھ ہیں۔"

"تو یہ کس بھائی۔"

"پاپا! انہی سے غیبت نہ کر رہا ہے۔" وہ بس پڑے۔

سے بھی فکر نہ کریں اچھا ٹاسنا ٹانڈا منہ ہوں ان کے لیے تو مجھے کسی بھی صورت میں لور نہیں کرنا چاہی گی۔"

"ایسا نہیں کہتے خالہ جہاں تم سے بہت محبت کرتی ہیں فرخ۔"

"وہ آپ کی خالہ جہاں سسی عمر میری ای چلی ہیں اس لیے میں جانتا ہوں ان کی محبت کی حقیقت۔"

"بہت بد تیز بچے ہو تم۔" صبا آپا نے مصنوعی غصگی سے کہا۔

اور وہ ہنس برا "بس کبھی غور نہیں کیا۔" پھر وہ فون رکھ کر اپنا آر جیکل کھل کرنے لگا اور وقت دھیرے دھیرے گزرنے لگا۔



وہ اس وقت گمن ہو کر کام میں مصروف تھا کہ اچانک ایک فون بیل پر دوچونکا پھر فون کئی دن تک آتا رہا یہاں تک کہ آج وہ اس فون کل سے کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گیا تھا۔ کافی نئی خبریں سمجھیں اس کے پاس وہ خود کو کیوز نہیں کر رہا تھا کہ اچانک عفت جہاںگیر آگئی تو اس نے اپنی ہیریٹھیل کو خود سے جھٹک دیا تھا مگر عفت جہاںگیر چلا گئی تھی فوراً "بھانپ گئی۔"

"کیا ہوا ہے؟ آپ آج بہت پریشان لگ رہے ہیں۔"

"نہیں کچھ خاص نہیں۔ بس ایک فون کال تھی کوئی مجھے ہلک سا مل کر رہا تھا پتا نہیں اتنی خلیہ معلومات اسے کیسے ہو گئیں؟"

"آج کل دنیا بہت تیزی سے دامن سے دامن ہو رہی ہے سب اچھاری نیب۔ میں کی گئی باتیں فون سے مل فون ہر طرح کی باتیں چلتی ہیں سے گزر کر ہم تک آتی ہیں تو جو لوگ ان معلومات سے متعلق ہوتے ہیں وہ کسی کی بھی معلومات کو اچھی قیمت پر بیچ دیتے۔"

سے بڑھتی کر لی رہتی ہے اور آپ تو اتنے خاصے مشہور انسان ہیں بزنس میں ہیں مگر کڑ بھی۔"

کبھی مردود نہ ہوتا کیا مجھے پتا ہے غنی صرف سبج عزت کی دولت ہتھیانے کے لیے یہ محبت کا ذرا سا کر رہی ہے۔ سوئی آیا میری ذہن ذرا بچ ہو گئی ہے مگر آپ جانتی ہیں باتیں اپنی اور اس کی کا کر رہی پر اس طرح نصرت کر سکتا ہوں۔"

"نہیں کچھ کر رہی۔"

"آپ بے فکر ہیں وہ خود کہہ گیا کرے گا کہ غنی دوتے ہوئے آپ سے اگر معافی مانگے گی۔ اپنی غلطی کی لور تو سیکھے مزارق کے بچے ہوتے ہیں نا۔" وہ روتے ہوئے بہت سارے کہتے ہیں۔"

"تیری باتیں کبھی میری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"بس پراختیاجر آگئی سے بولا تھا۔" شکر کریں

آپ کو میری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں وہ نہ آپ اپنی ذہن ہیں کہ میری جگہ لے جتی ہو تم۔" راکھ پھر دم بولا۔

"آپ ذہین ہیں اور میں کمینگی کی حد تک چلا گ۔ اس لیے آپ کے سرے اسکیل میں فرق ہے آپ تو جانتی ہیں ٹائمر جو قابل ہے وہ ملازم اور جو چلا گ ہے وہ حاکم انٹا میرا عمدے ملے نہیں خریدے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے میں اپنی ٹیلنس شیٹ میں زبرد لگا تا جا رہا ہوں مستقبل میں بھی ایک ڈسٹ بنانے اور کسی آفیشلی عمدے تک جانے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ اپنے باپ کی وائٹ کالر کر سکوں اور ٹرسٹ میرے سارے گناہوں کو دھو سکے۔"

"تم کتنا سوچتے ہو نافرمان احمد۔"

"بس صبا آپا اسی کی ٹو گناہا ہوں۔" وہ رکا اور نرمی سے بولا۔

"آپ غنی کی فکر مت کیا کریں بس سمجھیے وہ میری ذمہ داری ہے۔"

"فرخ احمد۔" صبا آپا کی آواز میں واضح لرزش تھی۔

پھر وہ بولی۔ ایک شیطان کے ماتھے ایک شیطان ہی جلتا سکتا ہے وہی اہل کی خرابی طبیعت تو اس طرف

کو ساتھ لے کر آیا۔ اس کا تھا اس کی فرمائش۔

اگلے دنوں کے سارے آنسو بہے۔ تو انی جس تک پہنچنے سے بچ گئے تھے بھرے آنسوؤں میں پھرتے تھے، کنیز، آفس ملازمین کے لیے اللہ کی قسم! مگر آج صبا آپ نے جنک سے ہو کر گئے، کاکا تھا وہ سیدھی مگر کچھ تھی۔ آپ نے حیرت سے دیکھا تھا۔ پھول پیسوں نے بھی آج اس کی جلدی آگیا، اس لیے لیا تھا آپ سے بھی کچھ کے بغیر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

پھر کچھ دن بعد اس نے شمالی، تنگ آنسو کا فہرہ لے لیا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جو اس سے اس کا دوست تھا مگر جس سے کسی اس کی نہیں تھی مگر جس سے وہ بہت ساری باتیں سیکھ کر لے لیا تھی۔ انہوں نے اس کی آواز میں ایک کڑواہٹ لے لی۔

اور وہ کچھ بولنے کے بجائے دے گئی تھی۔ وہ انی کو دیکھ کر اس کی آنسوؤں میں سے ایک آنسو ہوتا ہوا پھر پڑ گیا۔

"یہ رو کر تونا معدوم لوگوں پر اپنا لگاؤ ہے جیسے اور جگہ جیسے ایک دوست ہیں تو بڑی شرمندگی ہوتی ہے کیونکہ ہم جسے لوگوں کو ہر تکلیف دیتی ہے ہمارے ناقابل اعتدال کی وجہ سے ملتی ہے اس لیے ہمیں رو کر موت نہیں کرتا۔"

"تم اسے کیوں دے؟" وہ چڑھ گئی تھی۔

اور وہ اس کے بولا تھا۔ اس لیے کہ میں بھی خود تو سی کا شکار نہیں ہوتا تھا، نہ کرتا ہوں تو اسے مانتا ہوں اس غلطی پر مظلومیت کی فہم سمجھت کی کل ڈاری کر کے خود کو مولا نہیں ثابت کرتا۔"

"تم بہت سفاک ہو۔" انی چینی ٹوٹا اور وہ مری سے بولا تھا۔

وہ غصہ نہیں کر دیا یہ تو ایسی افکار کیا فلاح کہ تم جتنی لڑکی رونے لگی۔"

انہی اس صحت کو دیکھ کر اسے تمہیں سمجھ عزت کا تو بتایا ہو گا۔"

مجھے تو انہوں نے کچھ نہیں بولا، چینی یہ ہے اس

میں مجھے بھی لبا ہی لگتا ہے مگر فکر مت کرو۔ میں بدل کر لیا، اسے گورنر سے بہت دھمکیاں مل رہی تھیں۔

"میں نہیں۔" شہناز بوقت نے ناگواری سے کہا تھا کہ وہ انہی کچھ وقت غصت جھانگیر کی کہانی سے غصہ اندوز ہوا تھا۔ آقا اور کسی آنے والے نے یہ نام نہادیا تھا مگر وہ انہی کھلا تھا اور سمجھ عزت کی اس سے تہنیت ہو گئی تھیں۔

انے والی ایک درد لڑکی تھی جس نے تنگ موری کی صحت تیز ضرورت چھوٹا ہونے رکھا تھا۔

پھر اس سے کہتے تھے "غصت جھانگیر نے سمجھ عزت سے ملنے کی۔" لڑکی اس بات پر کھرا گئی۔

سمجھ عزت کے چہرے اب ناگواری تھی۔

"غصت آپ میرے لیے لڑکی بنا کر لایا۔" غصت جھانگیر نے اپنی زولی باہر ملنے کی اور جب وہ کافی باہر رہا تو اس نے تنگ اس کے پیروں سے زمین چھیننے کی بجائے لڑکی سمجھ عزت کے بہت تہنیت چھین لیا۔

"یہ اہلی ہے۔" ان سے میری پرسل بیکر ٹری ہے۔" اس کے ہاتھ سے چائے کی آگے پھونکنے پھونکنے لگی تھی۔

"یہ ناخوش میں آیا ہے۔" نازن ڈیلی گیشہ کے سامنے میرے لیے گزارا اچھے طے سے کھینچ کر لے گئی۔

گھر کے صحنے میں اس کی کم تعلیمی قابلیت کو جھکا دیا تھا۔ اس کی چارہ تھا زمین جیسے اور وہ اس میں جا بڑے مگر اس نے پھر بھی اپنے آنسو بہنے نہیں دیے تھے جھانگیر نے بھرا انہی کے دیکھا تھا مگر وہ اس کی طرف براحتی جلی لگی تھی بلکہ انہی اس نے مارل کر لیا تھا۔

بہت سارے دن اسی طرح ہے کیف گزرے تھے انہی انسلٹ برداشت کر کے اپنی جگہ بڑے ہوئے مگر انہی انسلٹ کی کلوش پر وہ پوری طرح سمجھ عزت کو باری تھی۔ اس نے آج سنا کر گئے کو کہا تھا اور وہ اپنی

ہوا ہے۔ پر خاص دوستوں سے ایسی گفتگو میں جو مزہ ہے وہ کہیں اور نہیں۔ رہا وہ انوکھ بھرے ڈانڈا لگ تو تم جانتی ہو! میں کتنا سفاکی کی حد تک سنبھل گیا ہوں۔"

وہ جب بوسنے کے سوڑ میں نہیں تھا تب اس نے فون بند کر دیا تھا۔ ذرا مٹی گردو گھٹے بعد تک بوسہ کیا گھر نہ تھیں اور فون پر بھی وہ اپنا سیل فون نہ اٹھا رہی تھیں تو اس نے بھر فون اچھڑا کر فون کیا تھا۔

"تجسس جا رہا ہوں اسی طرف ایک کام ہے۔ جہاں آپ کے بیٹے کا چکر بھی لگا ہوا گا۔"

اس نے ہوا "گناہ تھا۔"

تو اسے کھنکھارے بعد وہ کہا آپ کے سامنے تھا اور اذیوارچ میں نے ہی کھولا تھا اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کے ساتھ چپکے کھنکھارے کی سیم میں ناموزونیت۔ یہ چوڑا پیرا اندر داخل ہو گیا تھا۔ مراسیمہ سا تھا۔

"جہاں آپ! آج اتنی دیر کیوں ہو مٹی آپ کو تنخواہ نکالوانے میں۔ نئی بارگاہ ہے اسے لی ایم کارڈ لے لیں مگر آپ بھی نا۔"

جہاں آپ! آج اتنی دیر کیوں ہو مٹی آپ کو تنخواہ نکالوانے میں۔ نئی بارگاہ ہے اسے لی ایم کارڈ لے لیں مگر آپ بھی نا۔

"جی! ام! آپ کا اکاؤنٹ زائرسفر کروا دیا ہے جی ابھی دفتر کے کمرے سے لگا ہوں بس میں منٹ میں گھر ہوں گا۔ مگر جب اس سے سیل فون چماتا تب اس کو علم ہوا وہ بیٹے کی محصور ہو چکا ہے۔ وہ اسفندیار ہو آئندہ کو میں شامل ہونے کا خواہش مند تھا۔

"چپ کر کے بیٹو جاؤ۔ اور کسی نے چون بھی کی تو جان سے ماروں گا۔"

شکل سا فحش بیٹا تھا مگر وہ بہت لڑا لگ رہا تھا۔ ایک اوجڑ عمر کے ویدھ فحش تھے ایک خاتون تھیں

کوئی۔

"میں جان ہی نہیں سکتی کہ آیا جو تم سے ہر بات اسکس کرتی ہیں یہ بات نہیں اسکس کریں گی۔"

"جہاں! ہاں کی جی انہوں نے یہ بات مجھ سے۔ میں نے گناہ کیا، پتھن مت ہو! اوت کے بدحوالہ کوئی آئیں گے۔"

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو۔" وہ چپکی تھی اور اس نے جی انہیں ان سے کہا تھا۔

"ظاہر ہے اپنی برائیوں کی وہ بھی غصہ کر رہی مشورے تو ایسے ہڈے سے کی تو بھ کی جاسکتی ہے کہ وہ جلد کسی اور کی طرف گھر کا سیر ہو جائے گا۔"

"مگر میرا دل۔" وہ تو بلی تھی تو جس کرنا تھا۔

"پتھن رہیں دے میرے ساتھ یہ دل کی بات نہ کیا کہ تو بھی جانتی ہے۔ میں بھی جانتا ہوں کہ۔ میں کبھی کسی سے محبت نہیں کر سکتی۔ ہم دونوں فائدہ اور نقصان کی طرف ہٹا گئے والے نام سے لوگ ہیں محبت تو بڑا لٹا اور وہ ہے زندگی کا۔"

وہ کچھ نہیں بولی تھی کیونکہ وہ بھوت نہیں بول رہا تھا اور وہ اس کی خاصہ شی کو محسوس کر کے بولا۔

"جہاں آپ کی محسوس کر رہی ہو نا۔ مجھے پتا ہے ایسے غصے کے بعد دل کو مٹا بھی کر دیا جاتا ہے۔ میری ماں کو تو یہ لگا چھو کر بھی نہیں گزرا مگر جہاں آپ ہیں نا۔ جب آئیں تو ان کی کو میں سرور کہ کر خوب۔ وہ نا معافی نا تھا اور پھر بھی ماں سے اختلاف مت کرنا کیونکہ۔

میں نہیں چاہتا میری بیوی میری ماں جیسی بڑی۔ ان کی تاثراتی کرے۔"

"تمہارا داغ نیک ہے۔؟" وہ یکدم بدک گئی تھی۔

"ہاں میرا داغ بالکل نیک ہے کیونکہ۔ میں جانتا ہوں تو اس سے زندگی گزارنے کا صحیح چوڑ۔"

"مجھے اتنی بدتمیزی سے بات کرنے والے آدمی سے رشتہ نہیں ہو نا۔"

وہ روکھی ہو کر بولی تھی اور وہ بھی برا تھا۔

"تو کچھو کچھ اے جرنلزم ہوں۔ انگلیں میں باسٹر کیا

ایسا غصہ! اگر تم اپنی بہن کے جذبات میں ڈوبے ہوئے ایک بل میں باکر سانس بھی لے لو تو تمہارا دم گھٹ جائے گا اور اپنے گھر لپٹے جیون ساتھی کے خیال سے ملنے ایسے بزاروں بل انہوں نے لاکھوں دلوں میں سیٹ گرد زندگی کو خالی کر ڈالے ہیں۔

"وہ آجائیں گی تو میں ان سے معافی مانگ لوں گی۔"

"اور مجھ سے کیا مانگو گی؟ ابھی سے بتاؤ، تاکہ ساتھ لیتا آؤں، سب اچھا۔"

"اب اس صحت کرو، اس نے غصہ نہ کیا یا خیر اور اس نے کہا تھا۔"

"آج کچھ صحت پکانا ہو گا۔ آج تم جو کھانا پکاؤ گی نمکیں ہی دو، تمہارے روئے دھوئے گی وہ سب سے۔"

وہ بڑا اور بچھڑا۔

"میں کھانا میلوورنٹ سے لے آؤں، کھانا اچھا بند کر آؤں، سٹیل کھل گیا ہے۔"

یہ فون اس نے گھر کے راستے میں کیا تھا، گھما تھا اور اب وہ خود کھانا محسوس کر رہی تھی، صرف وہی جانتی تھی۔ اپنے پہلی پارلیپ کی محبت سے صبا آیا کے لیے ہاتھ پھیلا کر دعا کی تھی اور وہ تو وہ بس ان کے لیے کھانے بیٹے اور سیکرٹ کی فراہمی کے ایک ذریعے کے ساتھ کچھ نہیں تھیں، وہ فون پہنچی، ہمیشہ وہ ٹوک رہی تھیں، فریخ احمد کا پتا چاہا تو خالہ کا پورا گھر اند بھی ان کے گھر گیا تھا۔



"مجھے آج سے پہلے پانی نہیں تھا کہ حید الدین کی اہمیت میرے لیے ضرور گنتے ساتھ اور رشتہ کی طرح ہے۔ ایک عورت دنیا فتح کر لے، مگر وہ اپنے شوہر کے ہونے سے ہی ایک معتبر عورت بنتی ہے اور میں ہمیشہ اس بات سے بھانکتی اور اس خیال کو ٹھکراتی آ رہی تھی، وہ جوان بچوں کی ماں ہونے کی آزمائش مجھے ہیر منہ پر رکھنے میں مدد دیتی تھی، میرا گھر اور بچے جس دھوکا کا اندکاس سنہ میں نے اسے ہمیشہ خیر میں کسی اجنبی سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ دونوں بچوں کے اندر میں نے

ابرا تریختہ کر کے اسے دیکھا اور اس نے نرمی سے کہا۔

"ابھی جو کچھ تھا عارضی طور پر برقرار رکھتے رہو سب۔ لیکن حید اور پولیس کی شمولیت سے معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے، سزا کر کسی کی بہن چلی جاتی تو۔"

"تو کیا حکومت ہے، ٹالیکہ، دولاکھ انعام دے ہی دے گی، چیک ہائوس، دو چائے تب بھی حکومت بہت جلد تک وائٹ بال کر دے گی، پھر اگر یہ کوئی اور خبر بریک کرے تو کیا یہ سب پتہ سوچنا، پھر میں کیوں سوچوں اپنے گھر بیکر کے لیے کوئی تھمک خیز خبر چاہیے۔"

فریخ ایک وہ چکی تھی اور سب اپنے اپنے گھروں کے مختلف ماحول اور کلاس کے باوجود ایک ہی طرح کی سراسیمگی میں آ گئے تھے، پھر مگر ان کراہوں سے جڑے لوگ سب سے زیادہ ہراساں ہو گئے تھے۔ غصہ ہمارے فون کر رہی تھی، مگر فریخ احمد کا نمبر بڑی بنا رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے تمہاری بہن تم سے کتنی محبت کرتی ہے۔" فریخ فریخ احمد نے اس کے دماغ کی اور ہانگ کی تھی۔ "میری، مگر ایسی کوئی بہن، وہی تو شاید میں ایسا نہیں ہوتا، سب اب بول رہا۔"

"تمہیں پتا ہے اہل! صرف اسی بچے کو بہت زیادہ اہمیت دیتی تھیں، جوان کے لیے گھر کے لیے بہت اچھا معاون، دودھ دار، بہت ہوتا تھا، پہلے میں نے ان باتوں کو اہمیت نہیں دی، مگر پھر جب یہ حکمت سمجھ میں آیا، محبت کا تو ہم نے کس بہن ہی کمانے کو ضروری سمجھا، پھر کبھی لپٹ کر محبت کے جذبے کو نہیں چکھا، سوائے صبا آیا کے میرے لیے محبت اور کس نہیں ہے۔ تمہیں پتا ہے صبا آئی، منگنی کتنے عرصے رہی تھی؟"

"منگنی وہ بھی صبا آئی؟ کب؟ مجھے تو کسی نے کچھ نہیں بتایا۔" وہ حیران ہوئی تھی۔

"بہت کم دوسری میں دوسری تھیں تب، وہی تھی صبا آئی، منگنی۔ مگر اصل کی گھر کی طرف سے ہے تو جی

پر مجبور کیا۔ انظر بھائی سات سال تک ان کا انتظار کر کے اپنا گھر بنانے پر مجبور ہوئے تھے کوئی کرتا ہے

"جی ہاں! میں آپ کے سامنے قسم کھا کر کہتا ہوں! اللہ کے نام سے کسی شخص کو جان نہیں سنا ہے گا۔ میں میرے بھائی کو دوا نہیں کرتا۔"

"میں فکرت کرو! سب لوگ بوجھ میں ہیں اور پولیس سے رابطے میں ہوں۔ ابھی تک پولیس نے کارروائی نہیں شروع کی ہے۔ صرف بات چیت سے معاملہ حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

وہ آنسو صاف کرنے لگا تھا۔ آج اسے لگا تھا ایک واقعہ کہتے زندگی بدل سکتا ہے، لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس ایک واقعہ نے کتنے لوگوں کی ہوج کا زوہ بدل دیا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم آپ کس سے بات کریں۔ مجھے میرا اسفند بار چاہیے۔"

"اسے کچھ نہیں ہوگا۔ وہ ابھی واپس آئی، جی ہاں! ریح ہے اس کی حفاظت اللہ بہر طور کرے گا۔"

"مجھے نہیں۔ آپ کیا ہو گاتے؟ میرا کچھ میرا بیٹا چاہیے۔ اس کو کوئی صلہ دے دینا میں نہیں جائے گا۔"

"ابھی جو بچہ ہوا وہ فوج میں دے دیں۔ وہ اس سے ہوا ہے؟ وہ ایک عام شہری ہے اس وقت فکرت کو دیکھو! یہ تو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا چاہتے ہیں کہ وہ جب چاہیں زندگی کو دامن سے بائیں اور سے بچے کر سکتے ہیں اس نقطہ کو سمجھو۔"

"ایک دم کسی چالی کے کھانے کی طرح رک گئی تھیں۔ انہیں ڈانٹا۔ میرا امتحان ہے یا میرے ممبر کو تقویت دینے کا ایک بہانہ؟ اللہ تعالیٰ ہے۔"

"ہو لوگ اپنی جان انسانی سب اس امر کو سونپ دیتے ہیں وہ کبھی ہاوس ہو کر نہیں ہرستہ بناتے ان کی بہتر خبر گیری کرتا ہے۔ ان کے دکھ میں ان کو دوا دیتا ہے جیسے ایک ہی ایسے دکھی اور آزار دہنے کو اس سے ہے جیسے کہتی ہے 'تم بھی اس کا داران تھا' اس سے کچھ بھی پتا نہیں ہو کر نہیں چلو گی۔"

یہ ان کے ان کے جملے تھے جو اچانک اس حالت جانکاہ میں اندر سے نکل کر دل کے اندر مگر کرنے لگے تھے۔

نہی اپنے شوہر کی محبت کی تلاش نہیں ملا۔ یہ ہمارے دل کے دونوں بچے جیسے اپنے باپ سے ایک

میں رہتے۔ میں سننے کی کیفیت سے ایک زندگی میں لڑائی۔ کڑے اور دشمنی کے سوا کچھ

میں نے اپنے لیے نہیں بنایا۔ میں دقت کو داپس دے گا۔ اور اپنی ساری تالیفوں اپنی ساری کتابوں کو

محبت کے احاس سے ملا سکوں، شریک کا ساتھ دے گا۔ وہی وہی نہیں ضروری اور زبان مختار، بھرا

میں بن جاتا ہے۔ مگر میں ایسا نہیں کر سکتی۔ مجھے پتا ہے کہ فکرت کو دے والے ہیٹ ایسے ہی راندہ درگاہ

رہتے ہیں۔ مگر اک خوش گمانی ہے کہ شاید شرفیہ قبولیت اور توبہ کا دروازہ کھلا ہو۔"

نہیہ جاسے کہ ہر جگہ میں اور حمید الدین صاحب کا توبہ پناہ گاہ کے ساتھ چل رہا تھا۔

"مجھے آج سے پہلے جانی نہیں چلا تھا۔ اس پر اسٹ پر کسی طرف کھڑے شخص کی جان کتنی

غوری ہے میں نے تو صرف شارٹ کٹ مارا تھا۔ تمہارے اور اپنی آہٹ، نئی کو اخلاقی طور پر سہارا دینے کے

لیجے اسٹریٹ کو اٹھ کاہر نہ بنا تھا۔ مگر یہ توجہ لیا اور تھا۔ اس کا یہ عمل اس کی طرف اونڈیا گیا تھا۔ ایک لوگوں

کی طرح اس کے عمل پر کاہر اور اس حساب کھول دیا گیا تھا۔ وہ بے قرار پھر رہا تھا، پھر ایک دم صافہ شکم کی کود

میں صدمہ کر رہے تھے۔

"اللہ تعالیٰ ہے جو کہ اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کہ اس نے کیا۔ اگر آج بابا کو

جو کہ اس نے کیا۔ اگر آج بابا کو جو کہ اس نے کیا۔ اگر آج بابا کو

نہیہ شکم سمجھتی ہیں یا میں اور وہ سہیلی انداز میں اپنی سرگرمیوں کی بات بولتا چلا گیا۔

"نہیہ۔ تم نے اپنی راہ خود کوئی کی، کسی دیکھی کے راستے پر چلنے میں پہل کرنے کی عادت ڈالی ہوئی تو میں

یہ توبہ اس چیز کی وضاحت قدم نہیں دھرتا۔"

"ابا کہہ کر نہیں ہوگا۔ اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تم نے برائی کو برائی مان لیا ہے تو توبہ بھی کر لو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

تھی جب فرخ احمد کے ساتھ کھڑا وہ ان ایک نہیں نہ نہیں پورے سات قدم آگے کھڑا ہو گیا تھا۔
"نہیں ہوں فرخ احمد اب تو کیا کرو گے؟" اس نے اس کی طرف رہو اور کہن لیا تھا۔

"ایک کوہار نے کی سزا بھی موت اور پندرہ کوہار نے کی سزا بھی موت۔ مگر میں تمہیں مایوں کا نہیں۔ تمہیں اپنے لیے استہلال کروں گا ہم رقم سمیت یہاں سے زندہ جاؤں گے۔"

"خوش خیال ہے تمہاری۔" اسفند یار نے نڈر بہ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور کہا۔
فرخ احمد کے دل کو اچانک کچھ بہا تھا۔

"کیا زندگی صرف پیسہ؟ صرف نام نمود اور شہرت؟ اگر آج میں ان لوگوں کے ساتھ مرجاؤں تو میرا بیوہ جیل بھی سیاست ضرور کرے گا۔ وہ سکتا ہے کوئی بینیفٹ بھی دیا دے حکومت سے مگر کیا وہ میرے نامہ العمل میں ایک ناکام اور کربت انسان کی شہرت کو آپ زم زم سے دھو سکے گا؟ میں اپنے ساتھ کیا لے کر چل رہا ہوں؟ خال خال ہاتھ "صرف خالی ہاتھ۔"
وہ ایک دم ہراساں ہو گیا تھا۔

"یہ لاکھا اسے کوئی ڈر نہیں ہے اسے پتا نہیں کیا چیز ہے جو ایسا ڈر بنا رہی ہے۔ اسے کس کا آسرا ہے؟ کس بات کا تکیہ ہے۔"

"تم نہیں جانتے ہو مگر مجھے اپنی جان سمجھی بھی اپنے اصولوں سے زیادہ پیاری نہیں دینی ہے۔"

میں وردی کے بغیر بھی ایک مجاہد ہوں اور وردی کے ساتھ تو میرے عزائم موت سے بھی شکست نہیں کھا سکتے تھو کہ۔ ہم جمن کی بازی بار بھی جیتا ہے تو بہت سی آنکھیں ان خواتین کو لپٹے اندر جگا دے کر ان کی تکمیل میں آگے بڑھ جاتی ہیں۔"

"ذالائقی بھارتیہ" "سائے کھٹے شخص نے وردی قہقہے سے تھپک رہا تھا۔ وہ لا تھا مگر اسی مشہور طبع سے اوستا تھا۔

اور کو نے میں سے پہلے سداہن احمد نے سوچا تھا۔
"وہ نور نے ان کے اندر کتنی توجہ کشی چاہت ہے"

"میں یا ایک خبر کیسے پہنچ؟ یہ بارش ذرا کون ہے؟" ان کے لیڈر نے پولیس کے سائین سننے کے باوجود اطمینان سے پوچھا تھا۔ فرخ احمد نے بہت خاموشی سے اپنے آس کا را کو دھست بن کی نذر کیا تھا۔ مگر اسی وقت اسی سوالی کرتے شخص کا مہاکل بجا تھا۔ وہ منتار با تھا اور بہت اٹھیل سے کن گھسے سے بچنا کر رہا تھا۔

"تم میں سے فرخ احمد کون ہے؟ اس کے چیلے نے یہ خبر سب سے پہلے بریک کی تے اور اتنی مہارت کے بعد یہ کیسے ہوا تم پہلے صرف دیکھتی کے بعد چلے جاتے مگر اب اس فنکار کو سات سام کرنا ہم پر فرض ہو چکا ہے۔" اس نے آس کے سارے عملے کو داخلی دروازے کی سمت دینی ہوئی انتظار گا میں جمع کروا تھا۔

"سارے با امڈ : ہٹاؤ" تاکہ پولیس کو پتا چلے کہ اگر اس نے کوئی کارروائی کی تو یہاں کوئی نہیں پہنچے گا۔ "فرخ احمد نے گنا۔ ایک "دو تین چار پانچ" چہ پورے چھ افراد تھے باہر کھڑا راج مین کو لے کر اندر آ گیا تھا۔ سب کے ہاتھوں میں رہو اور تھے لوڈ۔"

"ہم اگر کوئی کارروائی کریں تو ہم جبراً افراد ہیں پھر بھی فوج میں ان سے زیادہ ہیں۔" اسفند یار نے فوج میں شخص کر کا اور دھمکے کے باوجود اسے سمجھ کر کے رو کیا۔

"افراد پندرہ سی مگر ہر رہو اور میں چھ گولیوں ہیں اور ہندے سات۔"

"گولیاں ختم نہیں : اور گی۔ ہم ختم ہو جائیں گے۔"

"ہو ڈر کیا : دمر گیا۔"

"ایک میں نے بھی دیکھی تھی یہ فلم ایک دم بکواس بھی تمہارے تیزی کی طرح۔"

"میرے نے بچا ہے۔ تمہیں بہت قرخ احمد کہہ ہے؟"

سنا تے سر ہٹا دیا تھا کہ ان کی نظر کا زاویہ اس کے لیے پراگم نہ کھڑی کر دے مگر انہیں جیت ہوئی

"بابا کئی لوگوں کو بہت قریب سے پہچانتا تھا۔ انہوں نے دیکھا۔ یہ ان کا بڑا چاہنا تھا۔ انہوں نے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔ زندگی میں پہلی بار محبت کا اظہار ہوا۔ اور کچھ دیر بعد کہہ گئے۔

اور ایک سائبر پر ملنے لگے۔ بہت دیر سے کہہ رہے تھے۔ "زندگی کی قدر رموت کی قدرت کے احساس سے پہلے بھی نہیں ہو پاتی۔ مجھے تمہارے ساتھ بہت سارا جینا ہے اب۔"

"مجھے بھی آپ کے ساتھ بہت سارا جینا ہے۔" اور فریخ احمد گاڑی میں بیٹھا سائبر کی پروا کیے بغیر بولا تھا۔ "آپ ابوں تمہاری تمام تر بددعاؤں کے باوجود زندگی کر لو رہی تمہاری تمام سائنس ہیں۔ سنو! استقبال و ذرا شن وار کرنا۔ آخر کو تمہارا ہونے والا مجازی خدا ہوں۔"

دوسری طرف کچھ نہیں لگا۔ انہوں نے شرکیہ میں کے مولوی کچھ سال قبل دیکھا تھا۔ فریخ احمد نے کہا تھا کہ جہاں آپ نے بیٹھا تھا۔ "انہوں نے کچھ کیسے آگیا؟" انہوں نے آپ کا حکم تھا۔ مولوی دم و دم رک گئے۔ پھر پلان کیا اور بی ایک ساتھ شروع کیا تھا۔ مجھے پتا تھا۔ ٹھیک ٹھیک آوی بہت تھوڑا سی بھی اس لیے بلک بلکتا ہے شاید بات نہ سہتہ۔ سو میں نے پلان کا بھی پتا نہ دے دیا تھا۔ استعفیٰ کیا۔ اس ٹھیک کو نوکر کی تلاش تھی۔ اس کا تازہ تازہ ہر ایک آپ بوا تھا تو اسے اسے CHIT کرنے کے لیے سنی عرفات کا پتہ دیا۔ پتا تھا۔ اور پتہ پتا پتہ پتہ پتہ بہت جلدی سے۔

مجھے ہمارے حق میں پتا تھا۔

صاف تباہ کرانے لگیں اور زندگی اسی مسکراہٹ محبت کے قالب میں ڈھاتی آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا راستہ بائیں صائب شطاب اور آتش گاہوں۔

بہر حال۔ خوش گمانوں جو کبھی کبھی جیج بھی ثابت ہو جاتا تھا۔

طرح سمجھ جائیں گے۔"

وہ خیر نہیں سمجھ لیا تھا کہ وہ کیا جانتا ہے۔ مگر جب اس کو پتا چلا کہ وہ کتنے ہی لوگوں کو پورا کر رہا تھا۔ جو کبھی کبھی پتا تھا۔ یہ بہت بہت اہم تھے۔ گاڑی اور توڑا جاتا تھا۔ یہ سارے سو روپوں پر فائرنگ کے شکار اور مڑا ہوا۔ کرتے ہوئے سارے ڈاکو قتل کیے کے بعد گرفتار کیے جاتے تھے۔

"سٹر فریخ احمد! یہ سب آپ کی کمال بہادری ہے۔" وہ دیکھتا تھا۔ شہادت مشکل ہو گیا تھا۔ میں ان افراد کو "سینٹ" دے دے گا اور کرنے ہی والا تھا۔ مجھے حکم تھا انہیں راستے میں مار گرانے کی کوشش کی جائے۔ انہیں جو کچھ بھی پتا تھا۔ جانی تھی اس میں ٹیکہ سسٹم ان تھا مگر سب انہیں واقعی کھلی ہیں۔"

"جی! مجھے سب اس انداز کی وجہ سے ہے جس نے انہیں سب سے درست کی۔ مجھے خالی ہاتھ مرانے سے بچایا۔"

"جی سب! میں سمجھا نہیں سکتا۔" انہوں نے کمر ہنی سے دیکھا اور سکرابا۔ "آپ سب کچھ سمجھتے ہو تو ابراہام کیسے چلے گا۔"

"جی! انہیں سب کا پتا تھا۔ کسی نے اسے یاد دلا دیا کہ اسے لگایا تھا۔" تم فون میں ہی بات کرے۔ اس نے نہ دیکھا تھا۔

"جی! انہیں سب کا پتا تھا۔ اس کی طرف دیکھا تھا۔" انہوں نے کمر ہنی سے دیکھا تھا۔

انہوں نے کمر ہنی سے دیکھا تھا۔

جہاں انہوں نے کمر ہنی سے دیکھا تھا۔

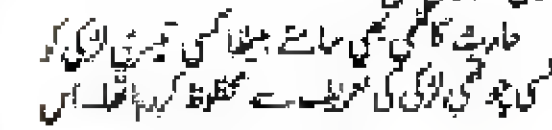
جہاں انہوں نے کمر ہنی سے دیکھا تھا۔

"خدا کا شکر ہے۔ آپ ٹھیک ہیں حیدر! مجھے توجہ احساس دوا ہے۔ آپ میرے لیے کتنے اہم اور ضروری ہیں۔"

"لانا! آپ کب وہی ہیں۔ پتا آپ واقعی ہماری زندگی کا ڈانٹو ہیں۔ سب کچھ آپ کے دم سے ہے۔"

”تمہیں کیا ہے لڑکی! آگاہی میرے دل سے
 باغ و فتنہ ہو گا! میرا دل میرے دل سے نکلتے چائے گتے اور
 اگر کوئی میری ^{ہو} تو اسے علم ہو جو جو ہے ایسی
 تو دل سے رہی ہو کہ یہی حقیقت ہے اس وجود کو
 سب کچھ ہے **Photo.com**
 سے آئی ہے اس کے بعد کیا ہے کیا ہے
 ہم نے اپر کے دو حصے سے اندر چوری کی گوری چوری
 ہوا مارا ہر اس مال پر نکلا تھا نہیں انسان کا اپر جو ہے
 (الاندلس)

”تم نے کبھی کسی جیل میں چل پکاراں کو سنا؟“



”سچو سچلی باسوفت چالہ میں جلد آنے کی
کو شش کر رہی۔“ جھلے بونٹوں میں میں کو کر رہ
ہوئے سنے کے اندر وہ تڑپائی فکرت صبح میں آئے تھے
کی۔

نے عشق پہنچان کی کئی پہلی سے ایک دھڑکنے بھرے
 اظہار نفس ایک بھوٹ جیسے اظہار نفس کو سوچتے
 ہوئے خاموش ستون سے ٹک کر مانتے دکھا اور پھر
 سوچا۔

”ابھی شخص نے پہلی بار میرا دل کب چھوا تھا؟“
 اور اندر میں مانی رہنے لگا ہوا چلا آیا تھا۔
 ”جو چیز اندر سے خالی ہو اس میں ایک سنگ بھی
 گرے یا مٹی کا ڈبہ بھی خوب کھلنا آتا ہے۔“
 بعد کے سفر سے پھر چھوڑا گیا ہے شاید تمہارا دل
 بھی اندر سے ایسا ہی خالی تھا جب اس کی توازن پہنچی
 یا نہ پہنچی۔ چھوڑا گیا۔
 ”خدا کی بات سنو“
 ”خدا کی بات سنو“
 ”خدا کی بات سنو“
 ”خدا کی بات سنو“

یہ ایک دفعہ میں خاموش کھڑی تھی اب ساتھ
 بیٹھے شخص نے اس کا حلیہ اور نفسی کیفیت دیکھ کر کہا
 تھا۔

”اب ہم تم نہیں ڈنڈی کی مثل جو کر سیکھ رہی تھی
 جناب کے لیے پالی کر رہی ہو۔“
 ”نقلی حیرت تھی شاید اتنی ہی حیرت تھی ہر روز خود کو
 پیش کیے میں دیکھ کر اسے ہوتی تھی گورنہ سوچا کرتی
 تھی۔“

”میں اپنی ٹیمیل ہوں یا صرف ٹیمیل ڈنڈی؟“
 جانی ہوتی لوگ حیرت سے ہنسم جاتے ہیں۔ وہ سوچتے
 ہیں میرا راستہ وہوں سے بھرا ہوا ہے تو مجھے کچھ کرنے
 کی ضرورت تھی نہیں ہے اور مجھے صرف اپنی پہلی
 کے سوا کسی سے شہر نہیں کھڑکی کہ جس کی ٹیمیل
 سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن خالی ہو چکا ہے۔ اگر خالی خالی
 ہو کسی رات کی ٹیمیل کا حوالہ صرف حیرت کے ساتھ
 نہیں کرتا۔

”کی ہوتی حیرت گورنہ ٹیمیل ہوتی حیرت میں درست اور
 محنت کا فرق ہے کہ کبھی گورنہ ہو جاتا ہے حیرت
 پوشہ اپنا کب خود منوایا کرتا ہے۔ حیرت کرنے والے
 ہاتھ کر کے دھرتے ہیں مگر ان کا مانی خالی

سب تحریک شغالب پالی کی طرح تھکا تار جاتا ہے۔
 مستقبل پر انسان کے لیے بلوریں ہیں ہر جگہ کے
 سوا کچھ نہیں مگر محنت کے لیے سستہ پہلی سانس لیتے
 دل کی طرح ہے زندہ متحرک اور پھر نہیں اور وہ
 اسی صحن سے زندہ ہوتا جاتی تھی۔

”میں جینا چاہتی ہوں۔“
 ”جیسا کہ کسی پرستار کر سکا
 بار اپنی ذات کی اختیار کے تحت اس نے کہا تھا۔ مگر
 ساتھ وہ اس کی بات میں کرشمہ ڈالنا چاہتا تھا۔
 ”ہر کی بات میں کرشمہ ہی ہوتا ہے۔ میں نہیں دیتے ہیں۔“
 ”اے حضور گورنہ تھی اور وہ اسی دیا کر بات
 پہنچانے کی غرض سے بھیجی تھی۔“
 ”مجھے ایسا کہیں ملک یہاں ہے جیسے آپ بھوتے کوئی
 ڈرامہ پیش دیتی ہیں۔“

”مجھے گورنہ تھا ہے میں بہت عرصے سے ایک
 ہی ڈرامہ ایک ہی سبب اور ایک ہی کرکٹر ادا کرتی
 آ رہی ہوں۔“
 ”حققت گورنہ تھا جاتی ہوں۔ میں اپنی ٹیمیل ڈنڈی
 ہوں۔“
 ”جیسے آپ کی ہوں۔“

”آپ کی کیا بات ہے؟“
 ”میں آپ کو یہ چاہ رہی ہوں کہ وہ بھائی ہے آپ
 اپنی ٹیمیل میں دیکھیں۔“

”اس نے پہلی فرصت میں یہ چاہا تھا کہ وہ اپنی
 اور اپنے اسے لکھا تو حقائق
 ”تم اتنے دیر لے لو گورنہ کی بی بی کر سیکھ رہی ہو؟“
 ”میں شرمیل نہیں ہوگی۔“
 ”اس نے اپنی گورنہ کر
 دیکھا کہ وہ کبھی نہ لے لے اپنے کسی کلام کو اٹھواتے
 ہوئے اس کی گورنہ کر کے استعمال پر شرمیل
 ہو گئی۔“

”اس نے گورنہ کر کے ہوا ہے۔“
 ”گورنہ کر کے ہوا ہے۔“
 ”گورنہ کر کے ہوا ہے۔“
 ”گورنہ کر کے ہوا ہے۔“

”جی۔“
 ”جی۔“
 ”جی۔“
 ”جی۔“

”آپ نے سوچا پوری زندگی صرف آپ ہیں اور
 میں۔“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”جی۔“
 ”جی۔“
 ”جی۔“
 ”جی۔“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“
 ”آپ نے سوچا ہے؟“

ہو نہیں ہے۔ لہجے والے متارہ ہی جاتے ہیں اور
حق پر پہنچ جانے والے خاکسب فرقی دوڑتی اور
سیاہی کا ہے جو بھٹکتے ہیں وہ اوروں کے لیے آگے
جانے کا راستہ بناتے ہیں۔ رنگ بدل جاتے ہیں اور
جو حیل پر چڑھ جاتے ہیں ان کا کسی غمت کے من کے لیے
میں غلطی نہ تھی۔ غلطی ہو رہی کی موت ہے
تو مٹی موت = پوری موت انسان کو ہر اوجہ سے
چھکارا دے دیتی ہے مگر تو مٹی موت ہرل جھری کی طرح
جلیں میں پیوست رہتی ہے۔ جانتے کو نہ جانتے میں
تھمر ہوا تو چھوڑا دیا جائے گا یا نہ ہے اور اس نے
اپنے اندر اس بھوڑے کی دھجک کو دیکھتے عجوبوں کیا

منزل ہے ہر ایک کی
مٹی کی سب مٹی
ہر خوشی جانی رہی

محبت رنگ ہے خوشی ہے اس کی انگلیوں کی
ہو دلائے بھی ہر رنگ۔ مجھے تھے۔ اس کی آنکھوں سے
پہلی غوٹھوئی تھی۔ مٹی ہر سر لٹکوں سے خواب
تراشے تھے اور سوچا تھا دنیا میں اگر کسی کو اپنا ہے تو
صرف یہی حوالہ ہے مگر یہ حوالہ کتنا بڑا لٹکا تھا۔ وہ
کسی سے کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔

"جسوت تھی اس کی محبت۔ سچ تھا میرا دل۔ پھر کیا
ہوا جو وقت کی قنوت سے جسوت کا رنگ گہرا ہوا اور
دل سا بڑا لٹکا پڑا۔"

"جسوت لٹکا اس سے ملنے والی ہے میری مٹی کو ایک!
ہم بہت اچھے دوست ہیں۔" اس بیلے چرک کر اندر
سے باہر آکر اسے دکھا کہ اس نے نئے نئے گستاخوں

جس کر سوجھا۔
"میری مٹی میں سے جس کی بدن میں اپنے کے
خواب دیکھتے تھے تو ان کے لیے ان کی اندر لٹکا
کو سول دور سے غوی محبت نے اسے جھکا دیا تھا۔
ہمارا عشق لانا کھلے ہندی تک بھی پہنچا تھا
کوثر کے پوں کے ساتھ ہم نے ملے گا یا نہ جانتا تھا۔"

وہ پتھر تھا نہیں شیشے تھا! انہی کپیا نہیں تھو
اسے تھو کر لگا تھی اچھے بھی ٹوٹ جاتا تھا
وہ تھو کر لگا تھی تھو بھی ٹوٹ جاتا تھا۔ مگر
تھو کر دلا سے کراہیں تو تھو بھی نہیں اور ٹوٹ کر بکھرا
نہیں تھا اس کی اس کے خود کی حقیقت تھی۔
پتھر بائیں لٹکوں میں دکھ کی طرح محسوس ہو رہی
ہیں مگر حقیقت میں پتھر ایک ہوتا ہے تو لٹکا ہے سب
پتھر اختلاف ہیں۔ کوئی کسی کے بغیر نہ رہتا ہے نہ ہی
کسی کے دھن سے دے کر نکال دیتے جلتے پر ساکن
دست سوال پھیلاتا چھوڑ دیتا ہے۔

بلکے لے کر کو تو عار ہے ہوتی ہے۔ تیرا دست سوال
نہیں تو کسی اور کا دست سوال کسی کی کچھ تو کھلا
خیرات لینے کی عادت ہوئی ہے اور کچھ لوگوں کو خیرات
دینے کی اور دیا نہیں ہے۔ افراد کے گرد ہی محسوس رہا ہے
مگر جان نہیں پائی تھی کہ وہ کس لیے کی گئی تھی۔
اور محبت تھی کہ اس کے خلی راجن پر منہ بھر کر تھپتھپ
لگاتے جاتی تھی۔

"جان! تم مجھ کو لپ بھٹکتی ہو اور حیرت محسوس
زہر نیم ہیں ان کی پروا کٹ کر کل بار کٹ میں آگیا
ان سے آج کل ان کے ساتھ جاری ایک ڈیل تھا
رہی ہے انہیں ایک لپا چھو جاتا ہے وہ تو بھروسہ لگا
ہو اور محسوس و اچھا ہوتا تھی۔ وہ باقی تمام کر مسرور
نیم کے ساتھ لے کر آتا اور ایک غلطی کی عادت
ہوتی ہے پوری تھی۔"

"سب جانتے ہیں۔ تم میری کتنی اچھی دوست
ہو۔ میں اپنی زندگی کی ہر بات کسی سے شہر نہیں کرتا
صرف تم سے شہر کرتا ہوں تم میری دوست محبت
ہو کی سب کچھ ہو مگر یہ حوالے میرے لیے ہیں۔
دیا کے لیے اور خود دیا کے لیے دیا ہے۔
میں اپنے دل کا کھل بھی پندہ حوالہ نہیں نہیں
خاموشی سے مسرور سر نیم کی چکی چپڑی ہاتھ میں رہی
تھی۔
وہ جان جان کر اسے جس طرح چھو لینے کے قتل

تھے ایک ہی سانس میں چکے کینے کے شہر لگی تھی۔ اس
سے اس کا دل کھتا ہو رہا تھا۔ لپا کچھ بھی تھے اس اندر
نیچے اترنے نہیں دیتے تھے۔ گلا کٹ کو صرف
نواہر دیتے تھے۔ جانے ہو چکے اور سر تفریق اور مستند
من انگر مارٹ کا مٹی کام کے لیے کھل جاتا ہے نہیں رکھتا
تھا۔

"تمہیں یہ کائنات ہر روز ایڈور ہاؤسک سمجھتی کو
دلتا ہے۔" ان حکم روا اور پھری ہوتا جو اس پرش کو
عادل کرنے کے لیے خود ہی خیالی کیا جاتا ہے۔
حالت کا مٹی کی آنکھوں میں چمک ہوئی مگر کائنات پر
پر زار تھا نہیں۔

"تمہیں اپنے غم نے پھر دیوں مانتی ہے مٹی میں
مٹی تھی تو سمجھتی ہو تھی کب کس وقت کسی
دلپ میں جس میں دیکھنے کی تمنا ہے اور کیا قن ہے
صرف قن میں ہی ہو سکتی تھی صرف مجھے ملتی ہو۔
قن تک میں نے خود کو بھی پورا کیا۔ کسی کو نہیں
پہنچا۔" اور وہ بات رہ جاتی۔ مٹی کی کڑواہٹ کے ساتھ
لو جو دیا میں اس نے قن میں رہنے کے لیے کی طرح بھٹکتے
تھے۔

تھوڑا سا کا ہو تھا جس میں کیا کرتا تھا۔
"تمہیں کب کو سانس کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔" وہ کہاں سے کہاں جا سکتی تھی
جس کو کب کی بات ہے ایک فیصلہ ایک متعلق فیصلہ
اور انہوں میں نے کسنا کر لیا تھا۔

"مسرور سر نیم نے آج سے پہلے کسی بلا لگ
نہیں کیا۔ میری فیملی نہیں ہے۔ شہر میں کام کی نہ تو
تھوڑے اس کام میں ان کی ضائع کرنے کا شوق ہے۔
"تمہیں کب سے تمہیں کی فکر مت کرو۔" افرام
ہو اسے ہم کا ایک کھال توئی ہے۔ وہ پتھر سے بھی
لاگتی کر کے تمہیں پھر بھی ایک گرم آرت سے ہونے
تھوڑے آرت سے۔ تمہیں ان سے کہتے کہ تم افرام
تو ان کی جیسے چھوڑ دیا۔ مت انکار کرو۔ یہ تمہاری
ایک ہی سمت ہے۔ دیکھو اور سوچو جس میں لپا بیل بنا
شیا مرگ لپا۔ جس نے مرگ لپا وہ لپا بیل کے
ناتکے کو چھوڑ کر کمر سے نکلی تھی باپ نے کہا تھا۔

تھوڑا سا ہوا۔ کون کمر سے ہر کھل جانے والی لڑکی
کا حوالہ دیتا ہے کون تمہارا ہاتھ لٹکتا ہے کون تمہیں
لپا بیل سے پیسہ کرہم دے سکتا ہے مٹی تو صرف
لپا بیل کے نام کے ساتھ مخلوق ہو کر رہے ہیں۔
مگر لڑکیوں کا آخری مقام کھلا ہوا ہے یا خود لپا۔
اس سے بات کر بھی نہیں دیکھا اور کتنے تھا۔

وہ لپا بیل سے صرف لپا بیل تھے کا رہا نہ کر
ملنے والی تھی۔ یہ وقت لڑکی مٹی چھوڑی ہوا بچہ چھوڑ
کر نکلی تھی۔ لڑکی لپا بیل میں لپا بیل کی طرح رہی
تھی۔ ایک چوری چھپے کا حوالہ لپا بیل حارث ہی تو چھوڑ
بھی صرف خاموشی۔ لپا بیل کو خفیہ رو لپا کا دست تھا۔
اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اور لپا بیل ہی
تھوڑے دن کی تھی۔

اس نے کتنی مشکل سے خود کو اس کام کے لیے
مجبور کیا تھا۔ اور خاموشی سے اس کام کو ٹھانے میں
لگ گئی تھی اور لپا کی مسرور پھر آتھیں اسے جلیں
جس فضل میں دیکھتے تھے۔ پتھر نہیں ہو سکتے۔
تھوڑے دن سا کام تھا کہ کس کمر میں رہتی ہو لپا بیل
دہاں لپا کو پہنچانے والا خفیہ پیدا ہوا بھی یا ابھی تک
چھوٹے کھٹکوں کو وہ دانی آتے وہ پتھر ہی چھوڑی اور
لوگ کہتے۔

"ایڈیٹ سوسائٹی کی ایک نو سر لڑکی نے باپ
سے تنگ آکر اس کے اصولوں سے جان بڑا کر اٹھ
تھیں میں ان کی اختیار کر لی ہے۔ اس کے اپنے
دوست اپنی لگ بھگ ہے اور باپ کوئی اتنا اچھا اور
نیا بھی نہیں تھا کہ سب جو تک اچھے سب سے اس کو
تار لپا کارروائی سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔ لیکن وہ اس
زندگی کو سوشل کے ہاں نہ توئی نہیں کہ سکتی تھی۔
اب بھی بلانے کے پھر جانا لپا تھی اور ان دہاں تو اس
کے چکر لپا رہے تھے۔

"تھوڑے دن کاٹ ہے انہی شہر لپا بیل ہوئی اور لپا
اس کے قریب۔ ساری شہر لپا بیل ہر جگہ کر لپا
پڑی ہے۔ لیکن اس بڑا کٹ کی ہو نہیں سکتی لپا
ہو رہی ہیں۔ جیسے اس کی پلہیں ہو رہی ہے وہ دست
خونگاہ ہے۔ مجھے نہیں اچھا لگ رہا ہے۔ ٹوٹ لگا

خوبصورت مچانے ہیں مگر یہ صرف ہماری تفریح
 ہے۔ صرف ہمارے اندر سے نہیں باہر لا کر فحاشی
 سے ٹھوکر مارنے کی سازش ہے کہ تم یہ ہو، صرف اتنی
 نام ہی لڑکی! اس برے پر تم اڑتی پھرتی تھیں۔ کون
 سے شخص کے لیے بولاتی پھرتی تھیں۔ مگر مجھے
 صرف گھر چاہیے۔ نام نہیں صرف گھر چاہیے۔
 بشیرک ہو کر وہاں لوٹ آئی تھی اور بہت سی ایس
 شاموں کے بعد آج گھر سے باہر نکل گئی تو ذلت سہلی
 ساتھ تھی اس لیے وہ مطمئن تھی۔ ہر لمحے کو وہ اسی
 طرح جی رہی تھی جیسا اس کے جینے کا حق تھا پھر ایک
 سڑک پر اس کی گاڑی رک ہی گئی۔

”یہ بچہ بھوکا ہے یا صرف دھوکا ہے اور بھوکا لگنے
 کی اس کو عادت ہے۔“

اس نے ذلت سہلی کی طرف دیکھا اس نے پرس
 سے نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائے مگر وہ بچہ وہ
 غور اٹھ کے پار سے جھکا جا رہا تھا۔

”میں حق لہاں گا۔ خیرات نہیں۔“ وہ گھر سے باہر
 آئی تھی۔

”تم پر رحم لکھے ہو شاید۔“ اس نے اپنی دیانت
 سے کام لیا اور وہ بولا۔

”اس باجی کی اپنا بچہ نکلا اس پر رحم ہوں سب کام کر لیتا
 ہوں اگر کام دو تو بھی مایوس نہیں کروں گا۔“ اس نے
 سوچا اور اس دس برس کے بچے کو گھر لے آئی۔ اس
 کے لیے کپڑے کھانے پینے کا ہر سب مل گیا تھا اور وہ اس کے
 گھر کے کام کاج میں جتا رہتا تھا۔ حادث کا بھی ایک
 دیکر اینڈ پر لیا تو بلا وجہ جھنجھلا گئے۔

”یہ کیا نئی بی بی لگاتی ہے نہیں نے تم سے کہا بھی تھا
 مجھے تو کرپنڈ نہیں یہ اوھر کی اوھر ایک کی دس لگتے
 ہیں۔“

اس کے ذہن میں اس نے آنکھیں مٹی۔

”اب کیا ہو گا؟“ اس نے کہا۔ ”اب کیا ہو گا؟“ اس نے
 نہیں رہتا ہے۔ نہیں نہیں آنا جانا نہیں پتا ہے
 حادث کا یہ بڑھتے ہیں بھی تیز ہے میں فرست میں
 اسے بڑھا بھی رہی ہوں۔“

”بہت خوب اچھی جا رہی ہوں۔ مجھے لگا ہے یہ

سو شل ورک کی کوئی شکل ہے۔ سنو تمہارے غور
 کھلب خواہن کرلو۔ نہیں کسی پارٹی میں ایڈجسٹ کرلو
 ۔ اجتماعات گزرتے گا تمہارا بھی اور میرا بھی۔“

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی جانتی جو کچھ
 لفظوں سے لپیٹے ہوئے کا وقت پر آگے کیسے مل گیا
 اس کے پاس رہنے بھی ڈھیر سارے تھے اور اصرار
 نبھانے کی سرشاری بھی، بھول جانے کے خطے کی
 چار دیواری اور وضاحت کرنے کا حوصلہ بھی۔ برے وقت
 میں تو وہ آن بچھنی تھی۔ مگر انکی بار اس خیر
 شب کو توڑنے کا حدیہ دے کر عباس رضا کی بات
 سے پوچھ چکی تھیں۔

عباس رضا اس کے ماموں کا بیٹا تھا۔ اس کے
 کا دوست جیلا کی دولت غور اور ماما کی زندگی کی
 زندگی سے چڑھ کر اس سے بچھڑ گیا تھا۔ اور آج
 ہے اس کی زندگی کو سنوارنے کی قسمیں کھانے کا
 کبھی کبھی اس کا راستہ بھی ہو کر لیتا تھا۔

تم جو بھی ہو۔ کوئی بھی شہرت یا مذہب ہو تمہارے
 ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہوں۔ پہلے تمہارے
 دولت“ اس کا غور راستہ روکتا تھا۔ لیکن اب
 خود مختار ہوں اور تمہاری زندگی کو سنوار سکتا ہوں
 میں پھر بچو کے سوا کوئی نہیں۔ کیا تم نے پچھلے
 حوالے سے من موڑ کر ہمارے گھر نہیں آسکتی؟
 قدموں کو جانے کی ہوک سے مچھتا دیکھتی مگر
 جاتی۔

اس کی محبت، جھوٹ سنی لیکن خود اس کی محبت
 سچ تھی نا، وہ کیسے من موڑ کر بے وفائی کا طوق
 ڈال کر آگے بڑھ جاتی۔

یلا کے پاس تو وہ تھی۔ حادث کا ظمی کے
 جھوٹے قہرے مٹانے کے لئے کوئی نہ ہو گا تو یہ شکل
 یا گل ہی نہیں ہو جائے گا۔ وہ ان میں سے تھی
 قافل کا بھی بھرم رہنے دیتے ہیں۔ سو نہیں
 کسی کو بھی نہ دل کو نہ دل کو بہم کرنے والی
 لیکن آج کل جس طرح المیہ حادث کا بھی
 ساتھ اس کے قلب میں آئے گی تھی جیسے ہمارے
 دور چلتے تھے جو کچھ وہی ٹھنڈی ہوتی تھی۔

عالم کو باوجود رکھا تھا۔ یہ لوگ جس کے آگے پہچانے گئے
اب تم کے نام ہو۔ نعلوں کے نام۔" اس نے

پورے باغیچے ہوش تیار ہے۔ اب
نہیں رہو گی کہ ہم میرے ساتھ میرے گھر میں
میں جا رہا تھا ہمیں مارنے کی سازش جاری ہے

اور خا اور وہ تھوڑی سی سے دروازے کی لوٹ میں
 ایک بخت خان نے سوئے کے قریب میں اس کی
 ایک تصویر میں لے لی تھی۔

—

سچے دوست کی بات

سکنا تھا کہ وہ ان کی بیٹی پر کمر و لا رہا تھا۔ ان کے قریب
 پہنچے۔ وہ شہن کے سحر سے بگی رہ گئی۔ اس کی کمر و لا اور
 شام اپنے پہلے سے بچا کے نام سے اور چہرے سے
 ہی متوجہ ہوا کرتا۔

یہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقت تھی کہ اس
 کے پایا ہزاروں عین نہیں تو انکوں عین ہزار ایک تھے۔
 وہ جسے بھر بھر اپنے انسانی و ترکہ من کا سفر کو لیتا تھا وہ
 خود ٹیکسٹا۔ کشتی سے کھینچا چلا جاتا چہرہ کیسے ہو



کیا ہوا اس میں؟
 وہ میرے پاس آیا اور ناراض ہو کر کہنے لگا
 "اچھا حال ہے؟" میں نے اس سے کہا کہ میں
 بخیر ہوں۔ اس نے کہا "میں بھی بخیر ہوں۔"
 گھر لوٹ کر اپنے گھر کے کچھ آدمی
 سے مل کر ان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے
 کہا کہ ان کے گھر کے آدمی بھی بخیر ہیں۔
 وہ میرے پاس آیا اور ناراض ہو کر کہنے لگا
 "اچھا حال ہے؟" میں نے اس سے کہا کہ میں
 بخیر ہوں۔ اس نے کہا "میں بھی بخیر ہوں۔"
 گھر لوٹ کر اپنے گھر کے کچھ آدمی
 سے مل کر ان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے
 کہا کہ ان کے گھر کے آدمی بھی بخیر ہیں۔

میں کیا کروں؟
 وہ میرے پاس آیا اور ناراض ہو کر کہنے لگا
 "اچھا حال ہے؟" میں نے اس سے کہا کہ میں
 بخیر ہوں۔ اس نے کہا "میں بھی بخیر ہوں۔"
 گھر لوٹ کر اپنے گھر کے کچھ آدمی
 سے مل کر ان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے
 کہا کہ ان کے گھر کے آدمی بھی بخیر ہیں۔

وہ میرے پاس آیا اور ناراض ہو کر کہنے لگا
 "اچھا حال ہے؟" میں نے اس سے کہا کہ میں
 بخیر ہوں۔ اس نے کہا "میں بھی بخیر ہوں۔"
 گھر لوٹ کر اپنے گھر کے کچھ آدمی
 سے مل کر ان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے
 کہا کہ ان کے گھر کے آدمی بھی بخیر ہیں۔

وہ میرے پاس آیا اور ناراض ہو کر کہنے لگا
 "اچھا حال ہے؟" میں نے اس سے کہا کہ میں
 بخیر ہوں۔ اس نے کہا "میں بھی بخیر ہوں۔"
 گھر لوٹ کر اپنے گھر کے کچھ آدمی
 سے مل کر ان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے
 کہا کہ ان کے گھر کے آدمی بھی بخیر ہیں۔

سچائی۔
 ۱۔ انہیں بل۔ انہیں بل۔ دروازہ کھولو۔
 اُسے پاپا کی تیر جھڑکی کی تار بٹائی دی وہ
 یکدم ہول بھونکی اس وقت وہ دھڑکی دھڑکی رہی
 مچھ پاپا دیکھیں گے اس حالت میں تو کیا سوچیں گے؟
 اس نے سوچا پھر چلائی۔
 ۲۔ پندرہ منٹ پاپا: ابھی کھولتی ہوں؟
 ۳۔ پندرہ منٹ نہیں اس وقت تھیں نہیں پتا
 میں کس قدر لڑ رہی ہوں پاپا میں کس کس کے تیر سے
 ساتھ چلوں گا میں گھر میں گئے بہت ساری
 اس کے سیاہ و سفید کے اختیار تقویٰ کر
 دیتے پر وہ بچے چلے ہو کر چلائے تو اسے مرنے
 پونے انداز میں سر جھکا کر دروازہ کھولنا ہی پڑا
 پاپا کی "اوہ" کی صدا گونجی مگر کچھ نہیں اس نے
 سمجھا غصا ہو گئے تھے۔ جھٹ سے کان پکڑ کر سوتی
 کرتے لگی۔

۴۔ آنی ایم ساری پاپا: پتا نہیں میں کیوں پاگل
 ہو گئی تھی۔
 کھٹک کھٹک ریشمی چوڑیاں زچ اٹھیں۔ پاپا نے
 چٹک کر مٹی کی طرف دیکھا جو نظر لگ جانے کی حد
 تک پیار ہی لگ رہی تھی۔ انہوں نے دل ہی دل
 میں اس پر آپت پڑا کہ بھڑکی۔ کھج کر بیٹے سے
 نکالنا پھر لوگے۔
 وہ ہمیشہ ایسے ہی کپڑوں میں رہا کروا کتنی پیاری
 لگ رہی ہو بالکل انہیں کی طرح۔ نازک جملہ تبدیل
 کپڑوں اور سر پر آئینہ اور بڑھے کٹر لگ جانے کی
 حد تک جملہ لگتی ہو۔

۵۔ بی پاپا: ۱۰ سال چوں میرا مگر خلاصی پر شکر
 کرتی وہاں کے ساتھ گورائیک گورم میں آئی تھی پھر
 باتوں کا دور شروع ہوا تو وہ بے تکان ہوئے تھے
 اور کچھ باتوں میں آنی پاپا ان کے دل کے
 عین سچ کو سمجھاں سے سن رہے تھے لیکن اگر وہ
 غور کریں تو یہاں ایسی کہ پاپا اسے سننے سے زیادہ
 اسے دیکھ رہے تھے۔ ہر سون بعد اتنی تو جہاں ہوا

سکے کہ ہوتے ہوتے اُسے سکت ہو گیا۔
 ۱۔ پاپا: آپ ٹھیک تو ہیں؟
 ۲۔ ہوں ہاں۔ ٹھیک ہوں۔ تم ایسا کرنا
 لیجے کافی بنا کر ڈالو ابھی کی۔
 وہ تیزی سے کھٹ کر کچن کی طرف دوڑ گئی۔
 ۳۔ سر صوفے کی پشت سے ٹھیک کر اس نے
 میں سوچا جسے کرے گئے آج انہوں نے
 رب سے درصت فیصلہ کرنے کی جنت مانی تھی
 انہیں کامیاب چہرہ ان کی نظروں میں تھا۔ جب
 نے غلطی تو ان اپنی طرف کھٹا کر ریسپورڈ تھا ایسا
 ٹانگی کیا۔ والیہ جواب لو کہ لے۔

۴۔ عادلہ: انہیں بل۔ ہی امانت
 چنا ہوئے جاؤں میرے دروازہ سے ہمیشہ تھا
 بیٹے کھٹے میں گئے۔

۵۔ کھٹک لڑ۔ اسکان بھائی! ہمدم سا کت
 لڑک بھی نہیں تھیں سڑ پڑ بھی کچھ کہنا چاہتی تھی
 سے یا جو۔ کی صدا بلند ہوئی۔ اسکان ابلد ہوئے
 دیات تو ہم دونوں کے درمیان چوری
 عادلہ نے تیسری آنی دیکس کی مچھ ڈا ریسپورڈ
 دھڑکے ہوئے تھیں سے پوچھ ہی ڈالا تو عادلہ
 کی مسکراہٹ وہ چہرہ ہو گئی۔
 ۶۔ میل تھا ایکسٹنشن میں بھول گیا تھا کت
 کروا سے ایکٹیشن پر کال وصول کر۔ ما سب
 جرح پڑا۔ اچھا خدا خدا۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے
 جلدی آؤں گی۔ ابھی تو مجھے اس شیطان سے بھی
 بہت شرماتی ہو گیا ہے۔

۷۔ عادلہ: انی نے ریسپورڈ رکھ دیا تو ان کے
 سے کسی کی شرمی چوڑیوں کی چٹک چٹائی
 کے پردے سے کچھ کھڑی وہ بھی گلاب لہری
 آسودگی چار رہی تھی۔ پاپا اس معلوم چور کی چوری
 نہیں پڑے اور اسے پاپا کا سنا کر سے کی صحت
 شرمی وہ دھڑکے والی سے گئی اور پاپا نے
 پوچھے پہلی بار آسودگی سے آنکھیں بند کر کے
 کی خوشگوار صحت پر اپنے دل کو اپنی راستے دی۔

میں ایسے میں اسے صرف فراموشی سے دیکھتی ہوں۔ مجھے ایک لمحے کے لیے بھی انجمنِ باپِ ربانی محسوس نہیں ہوتی۔ وہ بیٹے ایسی ہی کسی اطلاع پر میری برائتوں کی شہادتیں بھی ان کے سامنے نہیں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ میں پھر گورنمنٹ ٹرنکے پر ہر زاویے سے غور کر چھوڑ کر آتی تھی۔ آخر کیا وہ ہے جو کسی نے مجھے رہائی کے لیے گورنمنٹ ٹرنکے میں رکھا۔

[illegible]

یہ سب تو جانورے پاتھر و گم کر کے ہیں اور۔۔۔ کبھی کبھی تاریکی لڑائی قسم جو چاہی ہے اس پانی کے عوٹن کر کے۔۔۔ سب تم ہے کیا کہتے تھیں تو تمہارے لیے اس

میں نے اس شخص کو دیکھا تھا وہ ایک اچھے شخص تھا مگر آج اس نے
میرے ساتھ کھڑی ہو کر میرے ساتھ بیٹھنے کے لیے میری
جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس کی شخصیت اور تعلیم کی سطح



یعنی مقلد کلاس میں ہر طرف ایک ہی بات مچ رہی تھی۔
محروم و تنہا رہی تاکہ لوگ آپ کے گھر اور آپ کے
رہنے سے آپ کی بات کو یاد رکھیں۔
Phenomenon
کے مرنے پر آپ کے اظہار کے بعد کے تصور
و احساس۔ خلیفہ کا ایک کلمہ پر جس تو فائدہ ہوں تب بھی ان
کلموں سے کافر کی ہوی آئی ہے۔ یہ سچ ہے۔ عارفین و عارفین
میں سے تھے۔ مگر جس سبب عارفین سے ہی لوگوں میں سے

انہوں نے مجھے اپنے اگلے بار است میں سرائی ریل
وہاں گیا اور میں نے یہ اجازت کے اس آفر کو قبول
لیا تھا۔ مگر میں نے جب یہ خبر سرائی ریل سے مجھے

یاد رہے کہ اس موقع پر کام کرنا چھوڑ دینا چاہیے۔

میں سناں لینے کو رلی تو وہ جس کو رلی۔
 مہار نے لب بلوایا اور تم مجھے تو حیرت ہے کہ
 بھی نہیں۔ کچھ وقت کال لیا بھی۔
 انکوں پر میری خواہ کا کہ ہے کیا میں نہیں
 کرتی؟ چاہ نہیں مجھے نہیں چاہوئے گی۔ میں آقا
 کی سچائی اور غور بصورت بھی اور نہ ہوگی۔ اب بھی
 کی بھی نہیں دے سکتا ہے۔
 اس وقت کو تم بھی نہیں کر رہا تھا۔

وہ محتاطانہ جبران مجھے خوش یاد رہتا ہے۔ اسی شدت سے
 بھی وہ مجھے اپنا دوست لگتا ہے۔ کچھ لگا اچھا کہ
 پھر میرے لیے یہ حقیقت بھی اہمیت کھو رہی ہے کہ وہ
 مرد کا ہے مگر میری یہ کہانی جبران مجھے نہیں اس لیے
 دیر فریضہ میں تمہیں اس صحت کے آئی ہوں جبکہ وہ
 لمحہ آخر کھیرا تھا تب بھی کا ایک سسزائے لہجہ گونجا
 تھا یہی کہ۔

"شور ہو رہے تھے میرے ہاتھ تپا رہا تھا۔" لے۔
 تب میں نے بڑی کو پائی لیا تھا۔ مجھے اس سوچ نے
 بہت اذیت لگتا تھا کہ کن کون اس کی بنا داری تو صریح
 اذیت ہے مگر شوہر۔ میں نے قوت سے اس کے
 سہا تھا اس لیے۔

نہیں!۔۔۔ تپتے تپتے پر وہ چونک گئی۔ وہ لڑکی پر
 کھینچا تھا۔

"ابو کو کون۔۔۔ اوہ شہزاد خان تمہیں نہیں نہیں میں
 ان کیس نہیں جانتی۔"

"ارے مجھے کیا عہد لے رہی ہو تمہیں پتا ہے جو مجھے
 پتا ہے۔"

"نہیں۔۔۔ تم مجھے یہ کہیں بتا رہے ہو۔ تم سونے کی
 عمر ہو کہ میرے کی تمہاری رنگ سے مجھے کیا غرض۔"

"تم رات گواڑے مارے مجھ پر۔ مجھ پر پانی
 سال سے ایک چھوٹے سے پھوڑے ہو مگر تمہارا ہاتھ۔"

"اکی تک مل رہا ہے۔"

"نہیں مجھے تمہارے ساتھ نہیں میں جاتا۔ میں
 یہ سب خیالی ہے تمہارا۔ مجھے تمہارا کچھ پتا ہے۔"

"نہیں مجھے پتا ہے انہی انہی نہیں انہی۔ چاند
 رات کا صبح اچھا اس سے کیا غرض۔"

"بے رقبہ ہے۔"

تمہاری مرضی۔۔۔

دیکھو یہ وہ کہانیاں ہیں اور اس رنگ بھلی پریشانی
 تو داستان ہو اور آگے جو بھی لگا رہے ہے مجھے نہیں
 نہیں آتا ہے وہ لڑکی کے میں دیکھ رہی ہوں۔

میں کی خبر بھی وہ میرے لیے اتنا اچھا نہیں کہ میں
 ہے۔ آج مجھے پتا چلا کہ وہ اس اچھا ہے کہ اس اچھا ہے
 ان تو ہمیں میرے گندے انسانوں کو صاف تھوڑا اچھا
 کر کے سے نکال رہا ہے۔ وہ ہم سے کہیں نہیں کھاتا۔
 داری ہے تو مجھ کے جواب میں پلٹ کر بھی داری
 طس! ہمارا ہاتھ نہیں جھٹکا۔ ہم اسب جانتے ہیں کہ
 ہمیں قبول کر لیتا ہے۔ واقعی وہ خدا ہے ہمارا۔ سب
 سے زیادہ مٹتی۔ ان مجھے پتا چلا عبادت کی کوئی عمر
 نہیں بتولی۔ یہ حقیقت کی طرح ہر لڑکی کی جانتی ہے کہ
 ہم سب سے بہترین وقتے کیا رہتے ہیں کہ وہ اپنی کی
 محبت میں ملے۔ وہ طوطی بھی ٹھوٹائی محبت ہوئی ہے۔
 میرے اللہ میں ہمیشہ آپ کی محبت ہوں! آپ
 سے محبت کرتا ہوں کی۔"

پتا نہیں یہ تقریباً کچھ سے کہیں نے لکھا ہے مگر آج بھی
 چاہتا ہے وہ میرے ساتھ ہو تو میں ہر کے قدر سے
 اس کے سامنے کر جاؤں اور پھر وہ میرا ہی ہو رہے۔

یہی لب میں اس کی ہوں۔ نہیں فریضہ اور محبت نہیں
 شاید اب بھی نہ کر سکوں جس میں دنیا سے جانی ہے مگر
 مقدور بھرا اب بھی وہ میرے دل میں ہی رہے گا کہانی
 کی محبت ہے مجھے جھٹکا کھینچا ہے۔

یہی بیشمار دار اللہ ہوا کہ ان کرنا چاہتا ہے مگر
 ہم جڑا تمہاری میں اسے نہیں دیتے ہیں آج وہ دل
 خود سر جھٹکتی ہے مجھ میں یہاں تک کہ بہت شام
 ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے رکھے رکھے اہل
 میں تاک رہی ہے۔ ہم تھے سرسٹ فاک ہونے لگا
 خود مجھ پر لے کر وہ آید بہت آید تو پھر لڑکی ہم
 چاہتی ہو مجھ کو ابھی مجھ کے ساتھ چاہتا ہے شاید ہم
 میں ہی ہے۔

سب اور کچھ لڑکی بھی سو گرتے میرے قدموں سے تو میرے
 نکال رہی تھی کہ وہ گایا ہو مجھے میرے اس کی طرف
 پہلی طرف کے ساتھ توئی کر کے۔ تم سے کچھ نہیں
 جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

جانتی ہوں شہزاد خان بھی ایک رات ہی میں کی طرح

آگے چل کر ہو سکتا ہے مجھے چار ہفتے پہلو دوسرے طرف
 وہ ایک تھوڑا اور وہ محسوس گوارہ مجھے یہ رنگ لہجہ ہوا
 کھینچ کر مجھ کو رہی ہے۔

سوری بڑی۔ اب میں بے زبان محبت اور وار فکلی
 نہیں لفظ لفظ محبت نکالتے جھٹکا جاتا ہوں۔

میرے ہاتھوں پر وہ مائیکرو ہاتھ ہے ابھی سے تو لگا
 ہے۔ "اما چلتا نہیں ہے؟" اور اس میں اس جھٹکا اس
 ہاتھ میں پر آنکھیں بند کر کے جھٹکا چلتی ہوں شاید اگر
 میری آنکھ محبت بند میں ہو سکتی ہے کہ ایک میری
 یہ دائری پڑھ میں ہوں اس دائری سمیت مجھے اس دور میں
 میں ہاتھ لڑکے چاہی تم لڑکیوں یا شاید واقعی ایک میں
 پیچھا لگ رہی کہ عورت کی امانیت اور اس کی موانعت کی
 نسبت پر شاید کوئی بھی خوش نہ ہو سکے گا کہ وہ ایک لفظ
 "اما" اور اس خلعت کو سب سے بڑی گوارہ ہے۔

اوہ تم نے شاید نہیں سنا یا ہر نقل بن کر رہی ہے۔
 شہزاد آئیے مجھے تھوڑا سا پتہ ہو کہ مجھ کو بھی ملے
 ہے ابھی تو چاند رات اچھا ہے کہوں گی۔ نہیں اس کے
 دن سے لڑکی انہارے کہوں گی اور اس کے بعد اس
 کے بعد محبت ہے۔ نہیں اس کے نہیں کہوں گی کہ اب
 صرف کہنے کا وقت ہے۔ میرے پاس بہت سادے
 لفظ ہیں اور زندگی وہ میری غلط ہے۔

وہ ایک دم "تھو کھن" ہوئی۔ ہوش ہوش کے لیے
 لڑکی اپنی رات تک نہیں کی وہ لڑکی "تھو کھن" کی کہ آج
 کے بعد بے جان لفظ نہیں چاند اور محبت سے زندگی
 بھاری تھی۔

تمہارا۔۔۔ سارا کہیں ہو تم۔" تو انہی قہقہے
 آئے لکھیں اور وہ تیزی سے میک اپ میں مصروف
 رہی۔ وہ ساعت بعد شہزاد خان اس کے ڈرنگ
 ہار کی بلینز پر غور رہا تھا۔

مجھ کو تو میک اپ کے شیر بھی ملے بصورت لگتی
 کہ۔ "تو نہیں پڑی۔"

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے

وہ قہقہے چلا آئے مجھ سے تمہارا کہ اس کے سامنے
 اس نے ہوئے سے دیکھا تھا آگے کہ وہ۔ رنگ پر ہوا کہ
 اس نے نہایت استغنائی سے اس نے دیکھا تھا مجھ کو
 بعد وہ چاند رات کے حسن سے آنکھیں خوب کرتے
 ایک چوڑیوں کے اسٹیل کے ساتھ آنکھ رہے ہوئے
 تھے۔ "تو کی چوڑیاں۔"

"حسن! اور میری چوڑیاں۔" وہ سکر لائی اور ایک ہر
 کھینچ کر۔

"مجھے چوڑیاں نہیں اچھی لگتی۔" لگتا ہے
 چوڑیاں ہیں۔"

اور آج یہ چوڑیاں۔۔۔ یہ پھر سے سکر لے
 گئی۔

"تم معافی طور پر منسوب ہو! تمہیں شاید
 پہچانتا ہے کی کیا ضرورت ہے۔ تم آرام سے تو کی
 دیکھ رہے کرو۔" اسی نے ہی کہا کہ وہ لڑکی۔

"اما اما!" ہندو صحت اتنی شہادت پتا دے کہ سر
 ہر دھبہ اب ہی آپ کتاب میں ہوں اس کے ذہن
 مجھے۔ "لوگ رات میں بدلتے ہوئے کرتے کے لیے
 میدان میں اتارے میں طمس۔ میں تو صرف ایک
 محسوس سکر لے چاہتی ہوں! صرف ایک دلہن سا
 محسوس نہیں کیا تھے قرآن میں لب بھی ایسے تھے
 لکھا ہوتا تھا بھی پائی جاتی ہے۔"

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔

محبت کے دل کے سوئے کا ہوناب ایک خوش فہم
 سمیت دل کو دان کیا تو وہ چاند رات کی خوبصورتیوں
 میں اپنے آپ کو شہل کر کے "تھو کھن" اور اس کے
 آگے بڑھتی تھی۔ آگے کا رات یہاں اس کے لیے
 خوشیوں میں محبت تھی۔



شہرِ کج

میرا خیال تھا "سارے ماں باپ لپے بچاں ہے" اتنی ہی بہت کرتے ہیں جتنی میں لیکن میرے ہم سفر عامر مرہسی کا خیال تھا میں بچوں کی محبت میں اپنا آپ تک بھلائی جا رہی ہوں مجھے تو کبھی کبھی یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ خود میرا نام نوید عامر ہے جو اس پھولے سے وہ گھروں کے گھر میں رہتی ہوں اب آپ سے کیا پرہہ دراصل ایسا کبھی بھی بھول چوک میں ہوتا ہے اور بہت زیادہ میری صدمہ الفرمی کا شائبہ قرار پاتا ہے میرے تین بچے ہیں۔ عمو "غمر نور علی نور" جو مجھے خود عامر مجھے تو کبھی کبھی وہ بھی لیتے بارہ سال کے عمو کے جیسے ہی لگتے ہیں۔ "لا ابا لی" قدم قدم پر میری توجہ کے متعلق سوچتے مجھے معلوم ہے ایک بچے تک یہ جانوں طوفان میں لے کر لے آئے وہ لے لے ہیں تو خود غلو زمین درمیان اٹھاتے ہی بھول جاتی ہے کہ میں نوید ہوں۔ اب پوری تفصیل میں جانے اپنی بچوں کی خبریں بتانے میں کچھ تو وقت صرف ہو گا ناں! اس لیے پھوٹے ہی کہہ دیتی ہوں۔

"سوری۔ یہاں نوید نہیں رہیں۔" ولایت پریشان "نوید کا گھر سلامت رہے۔" "لوہ میں ان دکانوں کی اتنی لاپٹی کہ چوری ہکڑے جانے پر بھی شرمندہ نہیں ہو کر رہی وہ تھیں۔" "ہیساں تو تھیں جو مجھ سے اچھی طبیعت ہے اچھی طرح جو انکے تھیں یہاں لے ان کے کام کا سا کچھ میں تھا میں بھی کبھی وہ صوفیہ سوسائٹی میں جاتی تھیں۔" "جائے نوید جب تو کبھی بھی یہاں نوید نہیں رہتی تو ہماری کیے اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس

نیچے رہ جاتی تھی کہ اس گھر میں خدا انوار سے نوید نہیں ہے تو یہ کوئی اور مرہسی کو الگ کس کی تھی "کھٹا کست عامر کاٹوں مل کر جھٹ کرتے تب عامر بھائی اس کہہ سکتے "تسواہی نوید کے علاوہ کس دیکھ لیا تو۔"

تسواہی بلاست کے ہاتھوں جان سے نہ چلا جاؤں گا۔ عابد! "مکھ کے سارے بارہ ہوز ہے میں۔" لیکن میں مصروف ہوئی اس لیے یاورداشت کو بھاپ لگ گئی۔

میں جب یہ سب سنتی تو خوب ہنسی اٹھا کر آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی تھیں۔ پھر یوں ہوا ہم سب کو اس روٹھن کی عادت ہوئی بچے بڑے ہونے لگے تو عامر کو ایک ہی سبک چڑھی۔ "نوید! تم بچوں کے چکر میں خود کو بھولنے لگی ہو۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ میں آج بھی صبح ہی صبح اٹھتی تھی شاور لے کر صبح کی شاز "ناشتہ" بچوں کی تیاری کون کا ہوم ورک پھر وہ سر کے کھانے کی تیاری۔ سارے کام میں اسی ترتیب سے کر رہی تھی لیکن عامر کو کچھ کمی لگ رہی تھی۔

میں سوچ سوچ کے پاگل ہوئی جا رہی تھی جب صبح کے برتن بھانڈو کرنے والی رہ گئی تھے بے کہا۔

"سر کا ساماں چاہتا ہے" دن رات اس کی غلامی کروں پر جی گھر ہے سب دیکھتا رہتا ہے۔ بچوں کی روٹی لکڑی کروں تو ان کی سانس کیسے چلے رہی۔ سر کا ساماں نہیں سمجھتا کہتا ہے۔ کچھ نہ کر رہی میری جاگزی کرتی رہے پری ایسا بھی کبھی ہوتا ہے۔"



تو یہاں نہیں
کرتے عامر
تو اس
کے لئے
میں نہیں
میں نہیں

میں نے ہولے سے ان کے ہاتھ سے فاطمیں
چھینیں، انہوں نے مزاحمت نہیں کی، میں فاکٹر سائیڈ
نچیل کر رکھ کر لوٹی۔

وہ مجھ پر اتنی مرکوز تھے میں نے ان کے دونوں ہاتھ
تھام لیے پھر مسکرا کر بولی۔

”آج کے بعد میری توبہ جو میں اپنے آپ کو
بھولوں۔“

ہاتھوں کی نمائش ان کے غصے پر شینم کی طرح
کرنے لگی۔ غصیلی آنکھوں میں شوخی کا بھی اور میں
ہوٹوں تک آلی مسکراہٹ ڈھک سکتی تھی۔

میں نے انہیں آسودگی سے دیکھا اور انہوں نے
میری آنکھوں میں جھانکا میرے جملے میں چھپی آواز

بھری عزیمت کو انہوں نے ایک لمحے میں سمجھ کر لیا تھا پھر
دوسری سچ، بہت پردہ نش تھی۔ عامر مرتضیٰ منگلا تے

ہوئے تیار ہو رہے تھے اور میں بچوں کے ساتھ انہیں
بھی پوری اٹینشن دے رہی تھی۔ ان کی ٹالی جو پہلے

میں رہتے چند برسوں سے مختلف گھروں میں کام
کرتے کرتے انھی خاصی اردو بولنا سیکھ گئی تھی، لیکن
نورج بھی اس کا بھلا تھا، مجھے دس کے بجائے کیا
مجھے تو اس کی بات سے مطلب تھا، کی وجہ تھی کہ
بیب میں بچوں کو رات کا وہ کاکا دس تک دے کر ہر
لحظ سے منت کر عامر کے پاس اگر بیٹھی تو انہیں
صرف بابا۔ وہ کچھ فائلوں میں سرگھسیڑے جانے کیا
ہونے لگی کو شش کر رہے تھے۔

ہنگولی تیسرا جہان ڈھونڈ رہے ہیں کیا؟ اپنا تک
سوال پر وہ جو کئے نیم لینس عینک کے ذریعے جھٹھلائی
آنکھیں صاف مجھ پر لی ہوئی تھیں۔

”کیا سراجیل میرے چہرے کے لہجے سے

UrduPhoto.com

انہوں نے مجھ کو نہیں کہا میں مجھے گھوڑے کر رہے

اور میں جانتی تھی۔ ان کا خراب مزاج کیسے ٹھیک کیا

ہاں۔

میں بیدار ہونے کے ساتھ رکھ کر مری الذیہ ہو جاتی تھی۔ آج ہاتھ میرے کمرے تھی اور ان کی آنکھوں کی چمک۔

”آج تم پر بہت پیار آیا ہے، چلو دفتر نہیں جاتے۔“

انہوں نے پروگرام دیا مگر میرے محبت بھرے شام کے اقرار پر وہ پوری شادی سے دفتر کے لیے تیار ہونے لگے پھر کچن اور عامر میں کب وقت بہت گیا۔ پتا ہی نہ چلا۔ پہلے میں عامر کا خیال رہتی تھی لیکن آج کل عامر میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان دن میں میری کمزور ہونے کا اصلہ لیکن جدوجہد انہیں ہراسوں کیے رہتی۔

”میں تم خوش رہا کرو۔ کچھ بھی مت سوچا کرو۔“ وہ اکثر مجھ سے یہی کہتے مگر سوچنا تو ایسا آسان نہ ہے جو جتنے ہی سوچتے نہیں ہو سکتا تھا مگر میری میں کو شش کرتی میں عامر کو آرزو نہ کرنا کی وجہ سے کہ میں ان سے عمو اور عمر کی ناخوشوں لا عقلی پر بحث نہیں کرتی۔ پھر وقت بیتے جا رہا تھا کہ اچانک عامر میں کے اہم لے کر بیٹھ گئے۔

”ہم نہیں جانتے مستقبل میں ہمارے لیے کیا ہے۔ حال میں تمہاری ہے لیکن ماضی میں تمہاری اچھی یادیں ہیں۔ چلو آج انہیں یاد کریں ان دنوں کو جو ہماری آنکھوں سے سب سے قیمتی سل لے گئے مگر جھولی میں بہت سارے خزانے لٹکے گئے تھے تو اب کہ پھر زواں کا احساس اتنا زیادہ نہیں رہتا۔“

ہم دونوں مل کر جھٹکے تھے عمو کی دہائی کی عمر کی تصویریں نکال دی تھیں۔ آنکھوں میں تم بچنے لگا تھا جس محبت کی بنا کر ہی ان آنکھوں میں پھیلتی ہے یہ صرف مسکراہٹ تھی میں دیتا۔

عامر حضور رکھ کر میں رہے تھے اور میں انہیں ہنستا دیکھ کر ہنسنے لگی تھی۔ میں نے ان کی آنکھوں کی خوشی جگہ کی طرح ہوتی ہے جو میرے تمام اچھے دنوں کی ہے۔ تب کا سفر یاد نہیں نہیں کیا۔ آپ کے بیٹوں سانس کی آنکھوں میں آپ کے بچنے کا وہ آپ

کے ملنے کی خوشی کا ہی وہ سراوہ ہو گیا ہے جو کہتا ہے۔

”تم نے جس طرح مجھ پر زندگی سل رکھی۔ میں حمایت پر حیران بھی نہیں ہو سکتا۔“ اور یاد رکھو جانا کوئی ایسا بھی کم قیمت فلم نہیں کہ جسم و جان میں سرور میں کر دے لے کی جسامت نہ کر سکے۔ اور میرا دل کی جسامت ہمارا وار کر رہا تھا میں نے تھک کر عامر کے زانو پر سر رکھ دیا تھا اور وہ تصویریں رکھ کر مجھ کو دیکھ رہے تھے۔

”یہ ہو گیا۔ تھک گئی ہو۔ طبیعت تو ٹھیک ہے میں تمہاری۔“

انہوں نے مضحکہ کی اور میں مسکرائے گی۔ ”بالکل ٹھیک ہوں“ بے فکر ہے۔ اتنی جلدی میں نہیں بھونکنے لگی۔

وہ پھینکی نہیں گئے میرے چہرے کی زبردنیوں میں وہ لہو کھونچنے لگے جو کیسی قربت تھا شاید کچھ عینوں یا شاید کچھ سالوں کی دوری پر۔ انہوں نے میرا ہاتھ اپنی منہمی میں سمجھ لیا تھا پھر بے قراری سے بولے۔

”کچھ نہیں ہو گا جس میں جب تک میں زندہ ہوں ناں تو جس میں زندگی رہا ہوئے گا اور نہ سخت جھگڑا ہو جائے گا۔“

میں ہنسنے لگی تھی۔ یا شاید روکنے لگی تھی۔ ان سے پچھڑنا اذیت ناک میرے لیے بھی تھا۔ مگر یہ کم بحث ناخوار دل تھا۔ سننے ہی میں کہیں تھا۔ میرا پچھلے حال باقی پاس ہو چکا تھا لیکن طبیعت کی کسلندی دوری نہیں ہوتی تھی۔ ہر صبح بہت ساری گولیاں کھا کر شروع ہوتی اور رات آنکھوں میں کتنی پھر کس امید پر طویل ساتھ کی قسم کھاتی مگر عامر مرخصی کا بھی محبت میں میری طرح فطری تھے۔ اتنے یقین سے جھوٹ بولتے کہ وہ فنی ہو گئے لکنا اور مجھے لگتا میں بہت طویل جیواں کی۔ لیکن آج پتا نہیں ہر روز سے زیادہ دل بھر کر چلا آیا تھا۔ ابھی انہوں نے میرے پاؤں میں انگلیاں پھینکی شروع کر دی تھیں۔

وہاں ہی رہتا ہوا اور۔۔۔ بیکاری تو جتن کا حقدار ہے۔۔۔
 لکھا اور منظر کے علاج سے تم سینوں میں کیا
 اچھی ہو جاؤ گی پھر ہم اپنے قصور کی شاہی
 عریکوں کو دیکھیں گے اور وہ کیڑے پچھلی
 ایک آؤٹ پٹ دیکھیں گے۔۔۔ عجب کے سچے
 اور ہمیں عجب کی طرح ہلکی پھوہ ایک ایک
 ہم ہیں گے۔۔۔ تم آؤ گے آؤ گے ہم پر اسے تمام لوگ
 میں تم نے عجب کو اچھلی کا چھلا بنا کر رکھا ہے
 طرح عجب اور عمر کے پھول کو پالتا زندگی سے
 کرنا انہیں ہر چیز سے پہلی رفتار میں تو آشنا
 لڑائی میں ملے خواب۔۔۔ ایک طرح ترین
 ہونے کا سبب لوچا ہے پتا نہیں زندگی کے اس سچے
 میں کیا نہیں۔۔۔

میں نے سوچا اور ذہن ماضی میں چلا گیا۔۔۔ واقعی
 میں نے پہلی بار مجھے ہمت کی خوشی دی تھی میں
 میں خوشی میں کیسے سرور گرم نہیں جھیلے تھے۔
 وہاں ماضی میں چلی گئی ہوں جہاں صدف میں
 اور تھا عجب کتنا پرستش کہ سوال کر کے سر
 میں رو رہا بھی کہتا۔۔۔

صبح کہاں سے آتا ہے؟
 میں کہتی۔۔۔ مشرق سے۔۔۔

کہ صبح مشرق سے ہی کیوں آتا ہے مغرب
 سے نکلتا نہیں آتا۔۔۔

ماہر ہوتے تو کہتے۔۔۔ آئے گا بیٹا ایک دن مغرب
 سے بھی آئے گا لیکن ہر سوال جواب کی سمجھاؤش نہیں
 ہے کہ۔۔۔

میں گھر کے بھیجی کہ وہ دھاتی سال کے سچے کو
 لگا دیات کے مٹراتے ہیں ابھار ہے ہیں توفہ
 جتنے طے ہوتے ہیں میں تمس کرتے۔۔۔

تم ہر اس ہولی ہو تو لکھا ہے میرا سوچ آج ہی
 ہے نکالت۔۔۔

www.paksociety.com
 لکھا اور منظر کے علاج سے تم سینوں میں کیا
 لکھا اور منظر کے علاج سے تم سینوں میں کیا

سچی ایک طرف لیکن بارہوی اسے توڑے ہے نا
 اسلام میں اپنی دوی سے محبت کے اظہار کو پسند نہیں
 کیا کہ۔۔۔

میں جیسا کہ جانی تو عجب کھل کھلا کر شے لکھ
 ”میرا بالکل لکھا اور لک رہی ہیں۔۔۔ کتنا یہ عجب ہو گیا ہے۔۔۔“
 وہ لکھا اور لک رہا ہوتا ہے۔۔۔

”تو لکھ۔۔۔“ وہ میرے کھن میں لڑا سے کھٹکتا ہے اور
 پھر مسکرا کر بیٹے کو کچھ کہہ کرتے۔۔۔

”تو لکھتے ہیں کتاب کے قریب۔۔۔“
 ”کتاب کا سب۔۔۔“ وہ پھر سے۔۔۔

میں جب بھی اس کی زبان پر یہ غرار سنتی۔۔۔ مجھے لگتا
 اچھی لکھ عام میرے قریب ہی کھڑے کہہ رہے
 ہوتا۔۔۔ ”کتاب وہ تو صرف توفہ ہے۔۔۔“ میں طوفان
 عجب سے لپٹ جاتی۔۔۔ اسے پیار کرتی اور وہ پھر سے
 اپنے سوالوں کی طرف لوٹ آتا۔۔۔

”پتھکا کیسے چلتا ہے؟“
 میں کہتی۔۔۔ ”پتھکی سے۔۔۔“

اور وہ کہتا۔۔۔ ”تو کھلایا چیز ہوتی ہے؟“ میں ہر سوال
 کا جواب دیتی رہتی۔۔۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ تمس
 میں بیٹھا تھا۔۔۔ ”سب ایک تو اکائیں کا نہیں کرنا کرنا کرنا
 بیٹھ گیا۔۔۔“

وہ پہلے کی طرح ہنسا۔۔۔ ”میرا یہ کالی کل چھٹی ہولی چھڑ
 کیا ہے تمس کی آواز سنائی پڑی ہے نا؟“

”میں پہلے اخلاق کی تعلیم دی تھی کسی پر یہ سنا تھا اس
 طرح کھنٹ نہیں پاس کرتے۔۔۔ اچھی پڑی سب
 تو لازمی صورتیں اللہ نے بنائی ہیں۔۔۔“

وہ مجھے دانت انداز میں کر پھر سے بولا۔۔۔ ”مگر ماما
 اس کا نام کیا ہے؟“

”کوا۔۔۔“ میں نے دھجے سے اسے نئی صورت سے
 آٹھا کر لیا۔۔۔

پھر دن بھر جب تک میں گھر کے کام نمٹاتی رہی۔۔۔
 بار بار اس کا نام بھول جاتا اور پٹ کر ہی کہتا۔۔۔ ”میرا۔۔۔“

کالی کل چھٹی ہولی چھڑ کیا تھی؟
 میں بار بار کی کہتی۔۔۔ ”کوا۔۔۔“ تھا بیٹا۔۔۔ پھر شام کو

عاصم آئے تو وہ ان کی کمر میں جا کر سب سے پہلے یہی کہہ دیا۔

پہلے آج ہماری گول پر ایک بڑا آگریٹھا تھا۔
عامر نے پکار کے اسے دکھا پھر بولا۔ "کون سا
بڑا تھا عموں؟"

عمیقو نے ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی۔ میں نے بولنا چاہا مگر غامضے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر مجھے روک دیا۔ وہ اس کی یادداشت کا امتحان لے رہے تھے لیکن ہا ہار مگر پھر متہ بسور لہر چلا۔

کمالا کمالا زینہ کولج سہاگیا

۲۹ کو اب بیٹا کیسے؟ میں نے عامر کی گود سے اسے
لے کر بائیسوں میں بیچ کر دو اب لڑھرایا اور عامر شوخی
کے مجھے دیکھنے لگا۔

42. 1993-2000

میں اس کے بچے کا مطلب خوب سمجھتی تھی۔
میرے رخصتاں پر ہرچی اور رگنی اور وہ لکھنؤ ہی سہا سہا
لے کر شاہراہ پر چلے گئے پھر ہم شام کو باہر گھومنے گئے
تھے بے شمار تصویریں۔

میں واپس لوٹ آئی تھی۔ عامر ہر تصویر کے جڑی

یا وہ ہر ارے پہ تھکے شاید وہ تو شروع سے ایسا کر رہے
تھے لیکن میرے خیالوں کے جزیرے میری سانس
سے زنجیر ہو گئے تھے میں بھی خیالوں میں ہوں کبھی
جان میں کبھی مستحکم میں ایک یاوین جانے ہے

کر لاتی ہوئی کونج کی طرح بے حال رہتی۔ میرے
چہرے پر پستہ آگیا تھا۔ شاید بائیس سے مل میں آنے
میں اتنی ہی تیزی سے سانس پھولتا جاتا ہے۔ عام
سب کچھ بھول کر میری دو آؤں کے بائیس کی طرف
ہانکے تھے۔ پھر وہ سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہ منہ
اڑکی دیں اور اکیلے سمیت میرے سامنے کھڑے تھے۔

www.profc.com

مردان کے لیے باتیں رکھ کر انہوں نے مجھے ترے
 سے اٹھا کر دوا کھلائی اور وہ تین تیکے لے کر

مجھے آرام و راحت میں لٹا کر قریب پہنچا کر ہی رہا ہے۔
 کلائی ان کے مضبوط ہاتھوں میں جمی ہوئی ہے اور
 چہرہ تھا یہ ہاتھ میرے ہاتھوں سے نہ ہوں گے۔

میں نے ایک ایسی سائنس سیکھی اور ہمارے آئینہ
میں ہر اس آئیہ
”کیا ہو گیا ہے؟“ تکلیف دہ انداز میں پوچھا
”کیا اس پر۔“

میں نے لٹی میں سر ہلا دیا۔ "میں ٹھیک ہوں، تمہارا

بہر حال اس نے کہا: "اگر آپ کی مرضی ہے تو میں اسے لے آؤں۔"

”سنتے پیارے ہیں آپ، اتنی محبت ملی ہے مجھے
آپ سے محبت واقف نہیں ہے۔“

دیکھو مت! انصاف سچوں کو چھوڑ دے۔ جس پر سچ

کاشمیر میں نے ماضی کی طرح شوقی سے کہنا

[illegible]

”کیا بلا ایدہ“ اس کے بہت دھمکے سے کہا۔
 ”تو عامر کی پالیٹ میں سالن ڈال رہا ہے؟“

”دروازے پر ابھی کوئی آگیا تھا۔“

اور وہ اس کی توجہ لے کر آیا تھا۔

ہوں گے۔ غم نہ ہو۔ یہ سب ایک ہی سرے کے ہیں۔

لگا تھا ہم نے صرف وقت گواہ ہے اور
 وقت میں بہت سارا ادب ہے کما کر زندگی
 کے لئے ہے اور وہیہ کہانے کے سچے
 ہوتے ہیں اور زندگی کو زخمی نہیں کرتے تھے۔
 ہمارے دل میں ہم نہیں آتے تھے۔
 ہمارے دل میں ہماری ہی طرح غلطی تھا۔ ہر
 لمحے کو گنتے اور ہونے سے آگاہی اور حوری
 ہوتے تھے ہمارے دل میں میری ممتا اور عامر کی
 محبت کی جگہ چاہتا ہوں۔ تمہاریاں تو پہلے اس کے
 لئے تھے۔ صرف میں اور عامر نہیں تھے۔ وہ
 بھی ہمارے دل کی ہر جگہ سے ہر اسلحہ رہتا تھا۔ ایک دن
 میں وہ ہو جاتی تو وہ عامر کے موبائل پر مس کا
 کر لیں ہو جاتا پھر میں اور عامر اسے پیچ
 کر لے کر چلے گئے اور ہر وعدہ کرتا۔
 میں اس سے آ رہا ہوں۔

میں نے اگلے مہینے اور میں وہ آئے کے اندر
 لڑائی بھڑکاؤں میں تھا۔ اس کی محبت اس کی
 باتوں میں آنکھوں میں وہ بتی ابھرتی۔ کامرانی کی
 وہ مجھے کورم سلاٹھے کھڑی رہتی۔ ہر کل قتل پر مجھے
 ملتا ہوا۔
 "جی آگیا ہے بالکل آج کی طرح۔"

میں نے عامر کی طرف دیکھا پھر بے چارگی
 سے بولی۔
 "اب ہر اچھی کال تیل بھی تھی، عہد کون تھا۔"
 وہ اس کے دل سے میری یادداشت میرے حواس سے بہت
 کم رہتے دیتے تھے اس لئے میرے سوال پر عامر کے
 لب کھلے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کہہ پاسکے عہد
 بات میں آج مار کر تھی۔ ٹھہر کر غور ہوا پھر جھٹلا کر
 بولا۔

"اب ہر اچھی کال تیل بھی تھی، عہد کون تھا۔"
 وہ اس کے دل سے میری یادداشت میرے حواس سے بہت
 کم رہتے دیتے تھے اس لئے میرے سوال پر عامر کے
 لب کھلے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کہہ پاسکے عہد
 بات میں آج مار کر تھی۔ ٹھہر کر غور ہوا پھر جھٹلا کر
 بولا۔

تخت سے سنا رہے تھے اور میں کم سے کم بھی تھی۔ بھی
 اس بچے کی سفید سیٹ پر میں نے کوئی مشکل سے
 لفظ لکھے تھے زندگی سے تعارف کروایا تھا۔ اس کی
 وکشن میں زندگی کی ہر پہلی چیز کو ایک سنی لے کر اس
 وکشن میں اب ہر چیز کے معنی تھے، صرف میرا نام
 متروک ہو گیا تھا۔ میری آنکھیں اس پر بھی نہیں اور
 لن میں بہت سارے سالوں میں سے ایک دن اور اس
 جیسے بہت سارے دنوں کا شکوہ تیر رہا تھا مگر اس کی نظر
 کبھی نہیں تھی اور وہ بڑے لطیف لڑکائی کی نظر کی پر کہاں
 ہوئی ہے۔ آج کل پر جیسا کالا کو آجھے بہت یاد آیا تھا۔
 ٹران ٹرن۔ فون ٹیل پر میں تھی۔ عامر لفظ بھونٹ
 رہے تھے جس سے وہ میری دلہن لڑی کر سکیں اور ریسور
 کے "سری طرف میرا بہت پرانی دوست پوچھ رہی
 تھی۔

"جی میں عالیہ بات کر رہی ہوں کیا لویدہ سے بات
 ہو سکتی ہے؟"

"لویدہ اب سو رہی یہاں کوئی لویدہ نہیں رہتی۔"
 آج مجھے کوئی کام نہیں تھا۔ کچن میں وہی سناٹا تھا
 جیسا ہماری زندگیوں میں آکر رک گیا تھا لیکن میں نے
 پھر سے ایک معصوم چوری کی تھی۔ دعا کے لالچ میں!
 شہرہ سنی طرف ریسور رکھ دیا گیا تھا۔ شاید آج کل
 کبھی کے پاس کسی سے بات کرنے کے لئے وقت
 نہیں تھا اور گیل پر جیسا وہ کالا کونے میں ساکت و
 صامت کھڑی تھی۔ جب عامر میرے قریب آن
 کے

"بھول گئی ہوئی! تمہیں اسی بات پر بھائی ملی
 تھی کہ تم خود کو بھی نہیں بھولتی۔ اوٹھو، کھو، لیا میں
 آج تک خود کو بھولا ہوں۔"

اسوں نے پہنچ کر مجھے سینے سے لگا لیا اور میری
 آنکھوں کی جل تھل میں ان سے کہہ بھی نہیں سکی کہ
 وہ کب سے کالا کو آزاریں اس کی آواز بہت بری لگتی
 ہے کانوں میں جھپتی ہے۔ میں بالکل نہیں کہہ سکی۔

صاحب
میں اور
کے میں
وکیل
نام کی
وہیں
وہیں
کروا
اور

سنگینہ سنگریزا خدیجہ

وہ لڑکی

"میں نے جب اسے پہلی بار دیکھا تو مجھے لگا کہ میں اسے کچ سے پہلے بھی دیکھ چکا ہوں۔"

اس نے نظر موڑ کر اپنی کانٹھیل شکل ڈھلڑی کو دیکھا اور وہ سر جھٹکے بیٹھی رہی۔ یہ اس کا معمول تھا۔ وہ جب بھی ریا کرتے کوئی راز شہر کرنا چاہتا تو ایسے ہی لفظ لگا کر اسے داسن کی ہنست کرتا اور دیا عمر ایسے ہی خاموش اس کے سامنے بیٹھی رہتی تھیں وہ ٹیک بے جان نا لڑی ہو جس میں صرف لفظ اور جذبے قید ہوتے تھے۔ دل کی دھڑکن سنائی نہیں دیتی تھی۔ لیکن جب بھی وہ والی مسجد کے پاس سے گزرتی تو اسے لگتا کہ وہ عمر کے بجائے صرف دل ہو، وہ دھڑکنے کی جاتا ہو یا صرف محبت کا منت کاویا ہو، وہ تو دے کر بیٹھی جائے کو اپنا لیجان جانتا ہو۔ اور ایک ساری زندگی بھی کہ اس دے میں شکل کی طرح پپ پپ چلتی چلتی تھی اور اسے خبر بھی نہ پڑا۔

"میں نے میری بہت سنی دیا اور وہ اس دیکھنے اور دیکھنے ہی چلے جانے کی چیز ہے آپ اسے ایک بار نظر کر کے دیکھیں میں تو لگتا ہے اس آپ وہیں رو گئے ہیں اور جو واپس پلٹا ہے وہ صرف مراب ہے۔ دھوکہ ہے۔" دیا عمر نے اپنے تراشیدہ بالوں کو زور سے ہلایا۔

اس نے لڑکے شور کو چپ کر کے خاموشی کے سینے کے گھون کی شہر لائی۔

www.paksociety.com

اسی موت پائی کر پورا محسوس کی گئی۔

سنگریزا کی ہنست پر جتنے پاس کر رہی تھی اس کی پسند اور عمر اور سنی لڑی تو بھی موت کے پور سے محسوس

ہو تو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

”مسلمان بنیاد پرست کے مفروضے پر کھڑے آئے
ستے بار بار قتل کیے جا رہے ہیں اور ہم مسلمان مسکینوں پر ہم
ہونے کے زعم میں اپنے مسلمان بھائیوں پر ہم
برساتے کے لیے اپنی زمینیں دیتے ہیں۔ اپنی توانائی
اپنی خدمات دیتے تاکہ آج کی سپر پاور ہم پر مذہب کا
گھسب پسندی کا پتھر لگا کر افغانی لداوند بند
کر دے۔“

اس کے سامنے سے یکدم داخل معذور عاصم ہو گیا تھا وہ
خود آگئی تھی بچا عمر ایک مسلمان لڑکے میں پیدا ہونے والی
عاصم کی جو ہنسرتی شرم چہن کر خود کو بے سکون محسوس
کرتی تھی۔

”تمہاری زندگی میں ہمارے مذہب کا صرف اتنا عمل
د ظن ہے کہ وہ ہمیں پہچان دیتا ہے۔“

”ہم نے قوم کو سنی سے پیدا کیا پھر قتل اور گردہ
بنائے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان کر سکو
اللہ نے ہمیں قتلے اور گردہوں میں پیدا کیا تاکہ پہچانے
جاسکیں اور ہر غرور باطل کیا کہ قوم کو مٹی سے بنایا تھا
لیکن ہم انسانوں نے اپنے قیلے اور گردہوں کی پہچان کو
اعلا کسی حکم نبی کی حیثیت سے پہچان دی اور ایک
دوسرے کو رد کر دیا۔ اللہ سے کہا ہم نے نہیں مانا اللہ
کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا
”کسی کالے کو کسی گورے پر کسی گورے کو کسی
قفلے پر کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی
کوئی فوقیت نہیں۔ سوائے تقویٰ کے“ لیکن یہاں
رنگ، نسل، قوم پرستی میں تقویٰ کی کسلی نہیں رہی۔

آئے نو کہتی ہے وہ مذہب کا زندگی میں اتنا عمل
عمل سمجھتی ہے کہ مذہب انسان کو پہچان دیتا ہے۔
لیکن ہم ہیں اس پہچانی پر پورا اترتے ہیں
اس نے داخل معذور اور اپنے بھائیوں کی طرف
دیکھا اور کہہ دیا ہم نے کبھی اس کا کہہ کر مصروف نظر
کیا تو یہی دلیل ہے کہ ہر دور سر پرست ہے ہونا
کو پوری طرح دیکھنے کی ہوس میں کو ہم میں کچھ بھی تو

نہیں دیکھ پاتے۔ وہ کھرا آگئی تھی۔ آج پہلی بار بار اس
نے شکار کر لیا پہلی تھی۔ وضو کیا تھا اور قرآن ا
ترجمہ لے کر بیٹھی تھی۔ اس نے حافظہ نور السلام سے
پردے کا حکم کس سورۃ میں ہے، کب بارے میں پوچھا
تھا۔ نور السلام اس کے رُسکی دفتر میں کپیوڈ پریدہ رفسر
تھی۔ تجاہد کی تھی۔ اور اس کے اس سوال پر چہن
تھی پھر سچی سے بولی۔

”یہ حکم قرآن میں جگہ جگہ ہے قرآن میں نماز
زکوٰۃ روزہ کی طرح اس کا حکم بھی بہت جگہ دیا گیا ہے۔
بہت واضح ہے سورۃ الاحزاب میں ملے گا۔“

سورۃ الاحزاب کی آیت چھ کا ترجمہ پڑھ رہی تھی۔
”اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمان کی
عورتوں سے کہہ دو کہ (اپنا پر لگا کریں تو) اپنے
(موصوفوں) پر چادر ڈال کر (گھر نکلت نکلیں) لیا کریں جو
امریک کے لیے موجب شرافت (اعتزاز) ہو گا تو کوئی ان
کو ایذا نہ دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اس کے اندر اہل اکیا تھا۔ آنکھوں کی کئی
مرخصاں پر پھیلتی جا رہی تھی۔ کس قریب ہی وہ سر کا
منظر اس کی آنکھوں میں کھوم رہا تھا جب پردے سے
بارے میں اس کے ہمراہ بیٹھی کو ایک عاصم اپنی جوتی
بیان کر رہی تھی۔

”جواب آتھ کا ہو تو پھر بھی پردے سے مضربری نہیں
ہم جواب لیں۔“ وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور نور
السلام نے اس کے جواب میں ایک آیت پڑھ کر سنا لی
تھی یہ بھی سورۃ الاحزاب کی ہی تھی سورۃ آیت
تھی۔

”اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو حق
نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کوئی امر مقرر کر دے تو وہ اس کام میں اپنی
بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے وہ صریح
مکراہ ہو گیا۔“

اس نے یہ آیت پھر سے پڑھی تھی اور کلب مٹی
تھی کہ وہ آج تک کتنی بڑی بھول میں مٹی رہی تھی۔

اسے نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور اصل ہم آہن کی محبت میں مرتے ہوئے
 محبت کرنے کا صوبہ کرتے ہیں۔ اسے بھی
 ملاجرت یا اسے بھی تھیں پہلے پہل کی تھی۔ اس
 ظاہر کی محبت دیکھیں اور لیکن نور کو وہاں سے لیکن
 قریب بھی تھیں جانتے ہو گئے۔

وہ ایک ہی تھی محبت کی تھی کہ آج سے جتنے
 خود بھی تو کچھ نہیں جانتی تھی۔ اسے نور بھی تو کچھ نور
 مراد ایک کہ نہیں آتا تھا اس نے کبھی اللہ کی محبت
 و دھرم کی تھی۔ اما تھیں وہاں بھی تھیں لیکن
 انعام کی طرح آتی ہیں وہ نہیں مراد آتی تھی۔
 جلا اللہ تعالیٰ اس نام سے ہی پھر کر رہے کرتے ہیں۔
 "یہ تو اللہ تعالیٰ ہے" سمجھ کر ہم اس محبت کو عکس
 نہیں کرتے۔ لیکن نور دیکھیں میں ایک کر رہے ہوں۔

وہ پھر بھی ایسے تھے نہیں پھر پھر۔ وہاں میں
 میں بھی ہوتا تھا۔ اسے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 تعلقات میں یہ وہاں رہتا ہے ہم ان کی تھی
 ولایت میں اسے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 میں چاہیں گے کاغذ اور وہاں کی تعلیم ہم سے
 تھی۔

نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

لیکن اس نے بھی میں خود بخود ہی کو بیایا نہیں تھا۔
 اسے نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی
 جس کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا
 عمل جیسے کہ شریعت اسکالہ شریعت اسلام کے
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے دعا ہے کہ یہی
 قیامت تک بھی اسکالہ صرف اسی میں رہے
 جس نے غلبہ اور پادشہ کی مصلحت سے اس کی
 حیثیت سے ہر سہ ماہی بھی نہیں کیا تھا۔ نور
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

کسی تکلیف میں ہو اور اس سے کیا بھی بچوں کو اسکو
پھر لستے سے بڑی کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ انہوں نے
طوبہ لگ کر ہو گا۔ اس لیے آپ کے ایمان کو بگاڑ
کسی تکلیف میں ہے۔ کان ای نہیں مانیں۔ تم ان
سے بات کرو۔

اصل سجدی آواز کے بعد مری توار گئی۔
"وہاں جانا تم ٹھیک تو ہو۔ خیریت ہے میں ہاں۔"
اسیں ٹھیک ہوں لیکن اس نے جواب دیا کہ
اسی وقت سے اس کے کمرے میں کچھ اور کچھ آئے تھے۔
کی کیا تھی اس کا دھوکہ دیا کہ اس کا دنیا
کسی تکلیف میں ہے تو وہ خدا کی قدرت سے
سہتا ہو گا کہ اس کا دھوکہ اس کی دولت سے ہٹ کر گئے
مسلک سے ہیں۔ یہ وہاں کے رہنے کو ان کے سے تھے
والی تکلیف کے رہتے تھے۔ یہیں تکلیفیں دے کر
مشت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ وہ کسی بھی
پاس سے یہیں نہیں رہنا چاہتا ہے۔ لیکن ہم پھر بھی
خبر کو بکھڑا نہیں چاہتے۔

ہم رافقی تھے۔ خسارے میں ہیں۔ ہمارے سارے
قد کی عزت، شہرت اور دولت کھانے میں صرف
ہو جاتی ہے اور وہ بھی ہمارے دلی میں نہیں گونجتا کہ
"مجھے سب سزاوارتہ؟"

ہمارے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمیں نہیں مانتا۔
اس نے اس وقت تک ہر مفید عمل سے ہاتھ منہ کرنا اور
گالی دینے سڑک کی طرف لے کر اس کو ہر بھی
تک دنیا ہی رہیں تو وہ وہیں ادا ہے کہ نہ خدا بہت
مواہبوں سے کہہ سکتا تھا لیکن ان اس کی گالی دینی
تجلی سے کہ گھٹنے دینے میں ہوا کرتے تھے۔ میں نے
میں اس کا کسی سے بھی تو نہیں کیا تھا۔ تو خدا ہر
بھی چاہتا ہے کہ اس کو اس میں لیتے۔ اسی میں شریک
رہاں چاہتا ہے کہ وہ اس کی کاروائی میں لیا جائے۔
کہ اس کو اس کے لیے دیا گیا ہے۔ یہ وہاں اس کے
زندگی کی سب سے زیادہ اصل ہے کہ وہ ہم پھر بھی زندگی
میں زندگی کو گھر میں کرنا چاہتا ہے کہ موت کی سبیل کی
طرف رہتے جاتے ہیں۔ لیکن غلط بات زندگی کا ہر

قدم موت کی طرف ایک قدم اٹھ جانے کا ہم بتاتے۔
یہ عام ہے۔ شہرت و حصول عزت دولت پر سب کیا
چاہتے؟

وہاں آواز تھی لیکن ہر ٹکڑے میں دھتکتی جیسے ہر ٹکڑے
ہر ایک اصل سحر کیم ہر ایک تھے۔
"یہ کیا کر رہا تم نے؟" وہ اسے قسم کر کہہ رہے
تھے۔ خود اس ہوا میں ہو گئی۔ چھوٹے کوچے چاہتی
تھی۔ سو کر نہ جانتی تھی کے ساتھ مل کر نہ بھی رہتی
ہو۔

ارے کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں۔ معدنی
ایکسی لٹ ہے اللہ۔ "اس نے آج بھی ہوا میں
ہاں ہے۔ اس میں جیتے سے بگاڑا کر نہ خدا کی طرف
اس کی زندگی میں وہ کچھ اور کچھ والی چیزوں میں سب
سے آگے ہیں۔

ہاں کی ہمارے ذہن میں اس کا ہوا انسان کی ہر جی
چاہی میں اس کی طرف سے اسے کچھ بگاڑا کر
تیرے دھوکے میں تھا۔ وہ خدا کو نہیں دیکھتا۔
چھپ کر رہتا تھا۔ ظاہر ہو کر نہ رہتی بہت چھپا ہوا۔
میت ہی کو بھول جاتے ہیں۔ دنیا داری ہمارا اس
تعمیل سے کہ اس کی توجہ ہمیں کر کے بھی کر
جاتے ہیں اور وہ ہمارے دلی کو بھی نظر انداز کر کے
کھٹکے۔ ہم کر کے جتے بھی چاہتے ہیں۔
پھر خود بھی ہر ایک سے نہیں نہیں کہہ سکتے۔ رافقی
کی رہی کو مفید عمل سے خدا کے دھوکے کے ہوا وہ نہیں
ہوئی کہ اس وقت تک جب تک اس نے اپنے ہمارے
نہیں کر رہے۔

وہ بڑے بڑے کہ تھا۔ اصل سحر اس کے ہر جی
کچھ تھے۔ اس کے لیے ہر آرام سے سوچ سکا تھا۔
"اور کچھ وقت تک گھر میں ہوں کہ سب تک
تھے۔ اس کے لیے اس میں کر لیتے۔ یہ وہاں اس کے
ہاں اس میں اس کے لیے تھا کہ وہ لگا تھا۔ اس کی تک
بات تھا کہ اس کے لیے تھا۔ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے
تھا کہ وہ ہم شہرت و دولت میں چھوڑ
دے۔ لیکن اس کا دل چاہتا تھا کہ اللہ کے ہوا اس

کی ہر ایک سب سے لے کر صرف اسے اپنی عزت نکلی
تھی۔ اس کے لیے ہر جی اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
تھا۔

"والا! اور وہ اپنی ہر ایک عزت نکلی
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

خود کو دیکھ لیں۔ چال اور اصل کچھ لگا تھا اس کے
رہت کی رائی پر پھر خدا کی لڑائی کچھ لیکن یہ ہر جی
تھی۔

لیجے میں ہر جی لیلیں چلی اور وہ کچھ تھے کے
تھا کہ صرف کچھ لگا۔ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
بے وقوف کہہ رہا تھا۔ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اسے خوش تھی کہ وہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
بہت اسے اپنی عزت سے سوچ سکا تھا۔

ہو رہا۔ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
تم غلط سمجھیں۔ میں تو اس بات پر خوش ہو رہا
ہوں کہ تم میری کچھ خبر نہ ہو۔ سب ہی تمہارا بدلتا
ہوا ہے۔ اسی طرح اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

وہ کچھ نہیں دیکھتا۔ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ
اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ اس کے لیے تھا کہ

کر لے لگا تو یہ فری اور کل کر اس کے سامنے آ گیا۔
وہ آئے نور سے لب ہستوں نہیں مانگ۔ وہ کہتی
تھی نئی دوستیاں کرتی لیکن غیر مطمئن سی یہاں تک کہ
وہ ایک دن بھٹ پڑی۔

”حقاً داخل مسجد! تم بھی وہی عام مولے عام
مسلمان، تعصب پسند مسلمان“
”مسلمان تو تم بھی ہو آئے نور۔“ اس نے اسے ج
میں ٹوک دیا اور وہ بھٹ گئی۔

”مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ وہ میرا ماضی تھا اور
میں جانی میں جینا چاہتی ہوں۔“

”لیکن میرا ماضی میرے حال اور مستقبل سے جدا
نہیں ہے۔ تم کہتی ہو تم میرے لیے اپنا سب نہیں
چھوڑ سکتیں۔ تو تمہارا سب بھی نہیں ہے لیکن آج
میں کہتا ہوں میں اپنے سب کے لیے تمہیں چھوڑ
سکتا ہوں اور آج اس طرح تمہیں چھوڑنے کا میرے
دل کو کوئی ملال بھی نہیں ہے۔“ آئے نور حیرت سے
منہ کھولے اسے دیکھتی رہی ”آج اس کی خوبصورتی
اس کی ہر ہلک سی چیز نے بھی اسے متاثر نہیں کیا
تھا۔“

وہ سو سوڑ چکا تھا اس کے چلے جانے کا اشارہ
تھا وہ سنبھلی ہوئی انھی انھی اور اس ہونٹ سے نکلتی جلی
گئی تھی۔ پھر شام کو وہ اماں کے سامنے بیٹھا تھا۔

”مجھے ایک عرصے تک ظاہر نے مسحور کیا مگر اماں!
اب مجھے لگتا ہے، جیوان سنا بھی خوبصورت نہ بھی ہو
لیکن آپ سے کئی محبت کرنے، آپ کی پروا کرنے والا
ہو تو تب نے ریاضی میں کچھ اچھا پایا ہے۔“ اماں اس
کی بات سمجھ گئی تھیں۔ ”اس لیے، اس کی تمنا پر دیا عمر
سے لے دیا عمر کو مانگے جا چکی تھیں۔ اس نے سنا تو
روئے گئی تھی بس بیٹے کے صرل اپنی تمنا کا چھپا کر
تھا اس لیے کام رہی تھی لیکن جسکے ہس نے اللہ
کی رسی کو تھا تھا اجرو تھا ہر خور اس کا راستہ ڈھونڈتے

UrduPak.com

اس نے محبت کو ہانے سے انکار نہیں کیا تھا۔ اب
خوش خوش رہی تھیں۔ انہیں لایا عمر ست پسند تھی
لیکن ٹائیپ حیران تھی۔

آئے نور کو چھوڑ کر یہ دیا عمر کیسے بھیا۔
وہ اسے سامنے بٹھا کر سنجیدگی سے بولا۔

”ایک عمر ہوتی ہے اسچور ڈا جس میں ہر چیز
چیز سونا لگتی ہے۔ ظاہری خوبصورتی دل بھاتی ہے لیکن
ایک عمر آتی ہے جب انسان زندگی کو پیچیدگی سے لگا
ہے اور سوچتا ہے زندگی صرف خوبصورتی سے نہیں
مکمل ہوتی چاہی اس کے لیے ایک دوسرے کا ہر
ضروری ہے پروا اور محبت کا ہونا ضروری ہے اور
سب باتیں دیا عمر میں ملتی ہیں۔“

ٹائیپ نے سر ہلا کر اس کی بات سمجھ جائے لی
تقدیر کی۔

دوسرے دن رات کے بعد وہ اس کے دفتر چلا گیا
وہ کام ختم کر کے اس کے سامنے ہی بیٹھی تھی۔ بائیں
خاموشی۔ اس نے گلا کھار کے اماں کی آمد کا پوچھا اور
اس کی آنکھیں منکرا لے لگیں۔ چوڑا حجاب میں رہا
ہوا تھا وہ خوش بھی نیست خوش۔
اور وہ منکھایا تھا۔

عجب چیز ہے یہ وقت جس کو کہتے ہیں
کہ آئے پانا نہیں اور بیت جاتا ہے
دور کا پھر بولا۔

”لیکن مجھے خوشی ہے میں نے اس بیٹے والے
وقت میں ہاتھ نہیں کھویا۔ ایک چھوڑا دست بٹایا تھا اس
ہی اچھے دوست کو شریک زندگی بنا رہا ہوں۔ میرا وقت
پرا نہیں گزرے گا۔“

اس نے نظر جھکا کر محبت اس کی شریک
لگا ہوں سے دیکھیں کاروبار کا قی تو بدنی اسے تنک رہی
تھی۔ سامنے بیٹھا شخص ظاہر پر مرنا تھا لیکن محبت نے
اسے بھی ہر کی طرح سیدھا کر دیا تھا۔ وہ دیکھیں کہ
حجاب ہٹا کر اسے باطن میں بھانکے کی تربیت دی تھی۔
سو وہ لوں نے محبت کی حمایت دیکھ کر آوھا تو حاسر
بانٹ لیا تھا اور اس محبت پر اس کی کھٹنا کیوں
دونوں میں سے کسی کو اعتراض نہیں تھا۔

دونوں کے پاس خوبصورت خواہش انگلیں تھیں
اور محبت کو بھی زور و کالی تھا۔



سائبر سب



حکومت برقی

www.PAKSOCIETY.COM

UrduPhoto.com

الشانہ

مجھے نہیں معلوم میں نے اس پر بھی غور کیا
 یہ کتاب میرے اندر مجھے کی ایک چیز ہے اور اس کا نام
 لاؤں ایک خانہ کلمہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور میں
 اس کے بارے میں سوچا کہ اس کے گرد اور عرض میں سے کیا
 ہے۔

فخر و شامی کا مطلب مجھے میرے دل سے ملتا ہے
 میرے دل ایک بات کہ اس کی اس طرح ہے کہ اس کی اس طرح
 کہ بہت سی باتیں اور لفظ لفظ کی گزرتے ہیں لیکن اس کی
 زندگی میں وہ کبھی میرے کی خواہش ہر وقت کو بھول
 نہ جاتا کہ اس کی زندگی بہت بلند تھا اس کا میرے ساتھ
 تھا اس میں اس کے لیے میں متبادل ہو جاتا تھا۔ اس کی
 دل کو خوش کرنے کے لیے ہر ماں تھا اور اس کی اس کی
 سہولت سہولت کے لیے اس کی اس کی اس کی اس کی
 تھی یہ وہی اس میں اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی

اب میں ایم اے اور اس کے لیے اس پر غور نہیں کرتی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی

اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی
 اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی

اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی

اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی

اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی

میں نے کہا کہ اس کے ساتھ مجھے ایسا ہی
 کتنی کا احساس ہونا چاہیے میں اس میں برقی طور
 سے میں چھاننے کی کو مشق کرتا تھا۔ مگر وہ دیکھا جا
 تو میرا اس کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ "تھام پائی ہوئی
 کو توڑنے والی اسٹیل اور وہ سر سے یہ تھا کہ اس میں
 لڑکی تھی۔ تو کڑی کے لیے "تھام پائی ہوئی" نام کی
 لڑکی اور "تھام پائی ہوئی" لڑکی کی زندگی گزار کر بھی یہ وہ
 نہیں ہوئی۔ اسے ساری زندگی میں کسی قسم کی بہت کم
 اظہار ہوتا ہے مگر جن کی تمام سرگرمیاں مسودہ کی
 طرح لڑکی تھا کہ کسی طرح وہ اس کی دل کو اوجھا دے
 رہی ہے اور اندھا تھا کہ کتنی ہے۔ "تھام پائی ہوئی" نام کی
 لڑکی تھی۔ اسے دے دے ہو۔ "اور اس سے سرگرمی ہو
 پاتا رہتا ہے لیکن اس سرگرمی میں میں نہیں کہیں سے آتا
 تھا۔

میرے سر پر ہاتھ "اس نے میرے پیچھے کی
 سر مشق کر رہی تھی کہ میں صرف نظر کرنا ضروری نہ
 سمجھا اور مجھے خار آئے گی۔
 "یہ دل کا اس لوگ پیچھے سوڈو پوزٹو لوگوں کو دیکھ کر
 جان کر ان سے ہے ظلم ہونے کی کو خوش کرتے
 ہیں تاکہ وہ سہاں پر رعب پرے کے کہ وہ تھے ہائی فائل
 لوگوں میں اچھے تھے ہیں۔ ہم لکھوالے کے کہ ان کے
 یہ "عرب" میں نے انہیں پہنچ کر اس کی جیل کو
 لکھ کر ہے یہ ہے پیچھے کر اواز سے اسے دیکھا ہے۔
 "ہم ہو گئی اور مگر وہ اسی اصرار سے میرے ساتھ کھڑی
 ہو کر میری پہلی اعتراضات جاری کی۔
 "میرا ہاتھ اس پر پہلی سرگرمی کی تکلیف تھی۔
 انہوں نے ہمیں یہ دشمن ملائی کامیابی کے لیے وقف
 کر دی تھی پہلی لڑکی دوست کے پیچھے ہٹنے کی پہلی
 ہے۔ میرے اس سرگرمی کی بدولت اس نے پہلی کی
 پہلی دوست کے ہم مشق کی پہلی پہلی کارروائی کی
 لاکھ میں ہے۔ اگر اسے دیکھ لیتے تو میرا خیال ہے
 آپ انہیں کہیں دیکھ نہیں سکتے۔
 "میرے اس سے مگر ہے میرے اندر کے اپنے
 دیکھ لیتے ہیں کہ کیا لیکن اس وقت دیکھ کی ال

میرے دھرمے میری لڑکی میری لڑکی میری لڑکی
 میں مشق ہو گئی اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 پہلی لڑکی کے اندر میں لڑکی رہا اسے اسے اسے اسے
 کے پہلے والے یہ اس میں لڑکی لڑکی لڑکی لڑکی
 میرے دھرمے کا اعلا کرنے لگیں۔ میرا اظہار کرنے
 لگیں۔

ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک

میں نے کہا کہ اس کے ساتھ مجھے ایسا ہی
 کتنی کا احساس ہونا چاہیے میں اس میں برقی طور
 سے میں چھاننے کی کو مشق کرتا تھا۔ مگر وہ دیکھا جا
 تو میرا اس کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ "تھام پائی ہوئی
 کو توڑنے والی اسٹیل اور وہ سر سے یہ تھا کہ اس میں
 لڑکی تھی۔ تو کڑی کے لیے "تھام پائی ہوئی" نام کی
 لڑکی اور "تھام پائی ہوئی" لڑکی کی زندگی گزار کر بھی یہ وہ
 نہیں ہوئی۔ اسے ساری زندگی میں کسی قسم کی بہت کم
 اظہار ہوتا ہے مگر جن کی تمام سرگرمیاں مسودہ کی
 طرح لڑکی تھا کہ کسی طرح وہ اس کی دل کو اوجھا دے
 رہی ہے اور اندھا تھا کہ کتنی ہے۔ "تھام پائی ہوئی" نام کی
 لڑکی تھی۔ اسے دے دے ہو۔ "اور اس سے سرگرمی ہو
 پاتا رہتا ہے لیکن اس سرگرمی میں میں نہیں کہیں سے آتا
 تھا۔

میرے سر پر ہاتھ "اس نے میرے پیچھے کی
 سر مشق کر رہی تھی کہ میں صرف نظر کرنا ضروری نہ
 سمجھا اور مجھے خار آئے گی۔
 "یہ دل کا اس لوگ پیچھے سوڈو پوزٹو لوگوں کو دیکھ کر
 جان کر ان سے ہے ظلم ہونے کی کو خوش کرتے
 ہیں تاکہ وہ سہاں پر رعب پرے کے کہ وہ تھے ہائی فائل
 لوگوں میں اچھے تھے ہیں۔ ہم لکھوالے کے کہ ان کے
 یہ "عرب" میں نے انہیں پہنچ کر اس کی جیل کو
 لکھ کر ہے یہ ہے پیچھے کر اواز سے اسے دیکھا ہے۔
 "ہم ہو گئی اور مگر وہ اسی اصرار سے میرے ساتھ کھڑی
 ہو کر میری پہلی اعتراضات جاری کی۔
 "میرا ہاتھ اس پر پہلی سرگرمی کی تکلیف تھی۔
 انہوں نے ہمیں یہ دشمن ملائی کامیابی کے لیے وقف
 کر دی تھی پہلی لڑکی دوست کے پیچھے ہٹنے کی پہلی
 ہے۔ میرے اس سرگرمی کی بدولت اس نے پہلی کی
 پہلی دوست کے ہم مشق کی پہلی پہلی کارروائی کی
 لاکھ میں ہے۔ اگر اسے دیکھ لیتے تو میرا خیال ہے
 آپ انہیں کہیں دیکھ نہیں سکتے۔
 "میرے اس سے مگر ہے میرے اندر کے اپنے
 دیکھ لیتے ہیں کہ کیا لیکن اس وقت دیکھ کی ال

میرے دھرمے میری لڑکی میری لڑکی میری لڑکی
 میں مشق ہو گئی اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 پہلی لڑکی کے اندر میں لڑکی رہا اسے اسے اسے اسے
 کے پہلے والے یہ اس میں لڑکی لڑکی لڑکی لڑکی
 میرے دھرمے کا اعلا کرنے لگیں۔ میرا اظہار کرنے
 لگیں۔

ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک

[illegible]

11/22/2011

میں نے ان کے پاس پہنچ کر ان کے ہاتھوں میں سے ان کی لڑکی کو لے لیا۔

۱۔ یہاں سے اسی طرح کے کتبے بھی ملے ہیں جن میں
 ۲۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۳۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۴۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۵۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۶۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۷۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۸۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۹۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں
 ۱۰۔ یہاں سے بھی کتبے ملے ہیں جن میں

[illegible]

محمّد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب
علیہ السلام

میں نے اس کے لئے ایک اور کتب خانہ بنایا ہے جس میں
میں نے اس کے لئے ایک اور کتب خانہ بنایا ہے جس میں

[illegible]

ابن عباسؓ نے لکھ کر پانچ سو روپے
اہلِ باطن کو مل سکے اور اسے بھی اہلِ باطن
کے عقائد کے بارے میں خود کو کیا اور کد مہیا کیا
کہا جی ہاں میں ہوں لگا۔

میں نے ہر ایک قسم کے راز و نیاز کیا مگر
 وہ کہ میں تو اس کی کسی نئی چیز سے مل گیا
 تو مانہ نہ کر سکا۔ کیا میرا خدا اس سے بھی بڑا
 ہے کہ میرے گھر والی اس پر راضی نہیں ہیں۔
 راضی نہ ہو تو اس کے جب میں اور اس سے راضی
 ہوا تو میں نے کہا کہ اس کی جگہ پر اس کے پاس
 کون کیا کرتا ہے میرے دل کے پاس یہ کون ہے

کر آئی تھیں۔ اس وقت میں نے اسے سارا دیکھا اور اس
 کے ساتھ کئی بڑے۔ میں بہت طوالت کیا۔ میں نے اسے
 یہاں لے کر آیا تھا۔ میں اب یہاں سے چلے جا رہا ہوں
 کہنے کا طوالت میں نے اسے اس وقت لے کر آیا تھا
 سے چلے جا رہا تھا۔ میں نے اسے لے کر آیا تھا۔

[illegible]

نہ انجمن کی لڑائی اتنی جلدی ہے کہ اس کے
انہیں کا کھانا سہ ہوتے رہے لڑنے کا جو کچھ ضروری ہے
کے تو انجمن کی لڑائی کی صورت دیکھ کر گئے ہیں ان
کے اب انی ارادے آتے رہتے ہیں تم نے کسی
کے نہ لے کر لے۔

[illegible][illegible]

اس کے اپنی کہتے تھے یکدم مجھے مبارکباد ملنی اور
میں اور آنکھیں بند کر کے اس کی درحضور اور میں رہا تھا
چونکہ میرا چاہی نہیں تھا اس لئے مجھے اس سے کوئی
خبر نہیں پہنچی تھی۔ وہ اپنی جگہ پر صرف ایک لڑکی
جی جیگان الیہا کے لئے لائے گئے۔ میں نے اس سے
یکل بار حضور سے رخصت ہو کر صورت چہرے صرف اور
مجھے ہیں۔ تو صورت میں وہ سواں رنگ کے اندر وہ سواں
کے دلوں کے اندر میرا گلے کا اثر رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا
تھا میں کمال اور اور وہ نقشہ کمال الہی میں ہے
اپنی اصل اپنی اللہ کی یہ صورت کی آفتاب ہے کہ تمام
اپنے آپ کے یہ نصیب ہونے کا یہیل لگا کر ہر دوں
کیا کی چاہی نہیں بلکہ اس کی محبت وہ سواں کی زندگی
سلوار میں ہے۔

اس نے اللہ کا نام لیا اور اسے کی دھڑ سے لٹکی
کیا تھا۔ یہ دھڑ کہہ نہیں سکتی کہ کن کی تھی یہاں اُلی
تھی یہ نہیں تھا نہ جانی تھی۔ یہ دھڑ کہہ سکتی ہے کہ اس
کے اندر کی تھوڑے سے لیا کر لے ہم مجھ پر کیا تھا اور
اُلی نہ مجھ سے کہیں نہ لہو اس کی تھوڑے سے کہہ میں
راکت سے کہیں لہو کر لے دلی نہ تھا نہ لہو لہو کا
ہاں لہو تھا لہو سے لہو لہو لہو لہو

۱۔ اگرچہ اگر کسی کو اس سے کچھ
میل میں کے پھرے اور وہ کسی شخص سے پہلے ہی
بست نہ صورت کے کسی کسی اور سے پہلے نہ کر کے حرام
کر کے باقی مانے نہ ضرور کر دیا جائے۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک
 عورت کے ساتھ تھا۔

چراگی کی روشنی

میں شہر اور رشتہ تو وہاں سے چلا گیا کہ اگر جو مانا گیا ہو تو
 یہاں سے "تلفیق" میں تیساریں ماہ میں ملاقات ہو اور
 بناد میں ہے پھر پڑائی میں سکتیں۔ "یہ من کسا اسے
 چہرے پر سر کی ہو جائی اور ماما کی فریڈر میں
 چلا آئے تھے تو خود کو جاہ کر لیا۔ کتنی باری اور خوب
 صورت ہو کر لی تھیں مگر دس برس میں کتنا بدل گیا ہو
 ماما منکرا کر ایک ایک ڈنک لپی فریڈر کی طرف
 بوجھائے جائیں جب سوال بہت بڑھ جائے تو کہیں
 میں کیا کروں پھر اچھے میں کام کرتے رہتے ہیں سکون
 ملتا ہے۔ تم جانتی ہو ناں میں کچھ سے ہی کام کی عادی
 ہوں۔

"ہاں" میں لے تو سوچے تھے ہم کہ اچھا شوہر ہے
 شاید تم اور تیساریں عادی میں بدل جائیں۔ ممانی جان کی کتنی
 رشتی لڑی ہو رہی تھی سے بھٹکارا لگتے ہی تم بھی ہل کر پالی میں
 تہ پوری کر کے لے تو لٹائی آکر سبھان حسن کو بھی بدل کر
 رکھ دیا۔ اتنا ایکڑ بندہ تھا۔ اب تہناڑ سے بغیر ایک قدم
 نہیں چل سکتا۔

اور وہ سہری کہتی۔ "چچا جتنی سیدھی سیدھی اتنی ہی
 لائیاں ہے۔ خوب اس عادت سے شہر کو قابو کیا ہے۔
 اب کہیں اور جانتے ہے کسے دیکھنے سے پہلے سوچے گا
 ضرور کہ اتنی سہولیات اور آرام کیا کوئی اور دے سکے گی
 اور جواب ہمیشہ صفر لٹا ہوا کا ہے۔"

یہ ہے تو پھر بوائٹ مگر بار اچھ شوہر کی نظر اور دل
 بدل جائے تو آپ کی کوئی اچھائی کام نہیں آئی اور میں میں
 تو میں اتنا چاہتی ہوں کہ مری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔

اور پھر اس کی ماما کی بہت پرانی عادت تھی کہ وہ سارے
 گھر کو لڑ چکا کر رکھیں مگر خود پرانی بھی تو رہے کی
 کو کھینچ کر تھیں۔ پچھلے دن کے بیروں میں چکر رہے تھے وہ
 اور چھائیں اور فریڈر میں بیٹا کو سونے سے بہاوت آرام
 طلب کرنا تھا۔ اتنا آرام طلب کہ وہ کئی میں ہو تھیں تب
 بھی پایا سنا کہ نہیں پرانے کے حک سے پالی نکال کر بیٹے
 بلے تو اڑ رہے۔

"ماما پھر ایک گھان پالی ملا رہا۔" اور مانا تھا ہر کام
 ضرور کر رہی تھی ماما نے ان کے سامنے جن کی طرح آ
 سو رہی تھیں۔ چلے کے سامنے کھڑے کھڑے ان کا چہرہ
 لال چھوٹا ہوا مگر ان کے چہرے پر پھر بھی عادت تھی
 چھائی رہتی تھی ایک شکل تک پہنچا ہوتی اور وہ خود کی کے
 مجھے ہاتھ دیکھ ان کی پھر پھیری کو کھانا شاپ مزار تو مانا سے
 میں کا بھی شاپ شاپ جا رہا تھا کمرہ زیادہ سے زیادہ ماما کھانا
 رکھنا لگے جن کی طرح اسکول سے آکر ایک جگہ پر
 رکھتا ہوا ہم خود مانا ناہوم و رک خود کر مانا سوائے ان
 باتوں یا سوالوں کے پھر اس کی کچھ میں نہیں آتے وہ مانا
 سے رہتا ہوا۔ اتنا بدل اور مروت مانا سے چھپ کر رہا
 خود ہی رہتا تھا مانا تھا ہوتی تو کٹے میں بائیں لال کے
 کہتا۔

مانا کے ہر سارے کام میں میں سہرا کر لیا ہوا ہوں
 کہ ہوتے چھوٹے کام کر کے میں سہرا کی عذر

UrduPhoto.com

لڑیں کراچی وہ کہے تھے۔ "تیسریں لڑیں کہ چار بڑاؤ
 کے پالی میں کھیں کہ اور وہ سہری کی چھوٹی میں" تو مانا
 چھوٹی کی کرسیاں میں مانا کہ کچھ رہتا تھا۔ ماما کو پالی

اور اعلان دونوں ہی میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔
 اور وہ ماما کے اس آخری فقرے کو سن کر چوکے تھے۔
 سنے سے زیادہ بلا کے لیے آرام اور سہولت پیدا
 کرنے کی کوشش کرتا۔ ساتھ ہی ساتھ ماما کو جسے سونے
 کا وقت آ رہا تھا۔ ماما اس کی بھی تو خدمت کرتے تھے۔
 کاجوہا تھوڑی سی تمام کر سکتی تھی۔
 میرا سارا جسم خوب صوفی تسمان کے چہرے میں
 ڈھکیا ہوا تھا۔ خوش و غم میرا ہوا نہیں کوئی
 تو لیکن اُمّ مسکراتے رہے۔ خوش و غم میرا ہوا نہیں کوئی
 تکلیف نہ ہو۔ یہی میری زندگی کا حال تھا۔

میں نے اس سے کہیں نہ کہا۔ بلکہ چاہ کر کھیل کر توئی
 سے بنا۔ ساری عمر کے بچے تو گرتے اور ہسٹوں کے
 سے گرتے ہیں۔
 اور وہ سرگرمی میں ہمارے گناہ میں اور بچوں کی طرح
 میں ہوا میں آپ کا توئی ہوں۔ آپ کا بیٹا اور بچہ
 میں نے کتنے ہی وقت ہی کہاں چتا ہے کہ میں دوست
 میں نے چاہا کی طرح کا سیلاب ہوتا ہے ماما کہ آپ کو
 آرام دوں۔ جو اس خواب کو پورا کرانے کے لیے
 بہت صلاح پرگزشتیں کرتا۔
 اس وقت میں پھر اس کے بال بگاڑ کے کہیں۔

میں باقی کرنے لگے ہو اور میرا کھوپہ جو تم میرے ساتھ
 کھینچتے رہتے ہو۔ میرے کاسوں کے لیے دانتیں
 ہاں میں بچتے ہو تو اس میں دقت پیدا نہیں ہوتی۔
 تو وہ اور اسے مسکراتے تھے۔ ماما کے کھلے کان پر چاہا
 مہلت سے کہتا "میں تو نہیں آپ مجھے سکتیں کہ میں آپ
 کے لیے کیا اور کتنا سوچتا ہوں۔ میں بظاہر کھانا سکیں
 میں اہلی لیکن میرا دہن بہت آگے سوچتا ہے۔ یہ تو ماما
 آپ کے کاسوں میں آپ کا ہاتھ بٹانے سے میرا وقت
 تو بڑی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ تو میری محنت ہے اور اس محنت کا
 اور وہ سخت رہن جو آپ مجھ سے کرتی ہیں۔ میرا اس لیے
 تو آپ کو اس کی پالی بھی نہ پھینکے۔

"اچھا پھر میں چاہتا کیوں نہیں؟"
 میں نے نہیں۔ میں آپ کو ایک شور مچاتا ہوں۔ آپ کو
 جس سے حسن کی مہاسن کھلے لیے کوئی کام نہیں کرتیں بلکہ
 کچھ بھی نہیں کرتیں تو وہ کسی ہو گی ہیں۔
 کسی ہو گی ہیں؟ ماما نے تو جی سے کہیں تو وہ اپنی
 کے کان میں چھلکی جاتا۔
 "ہاں لکھی ہو گی اگلی فٹ ہو گی ہیں۔"
 "توئی اس کی بات یہ کہنے بچوں والا رویہ ہے۔ کسی کی
 مٹی کو ایسے ہی کس کرتے ہیں۔ ماما کا احترام کرتا
 ہے۔ ماما ہے۔"



میں ہمارا سہیلی اچھی ساری نام "وہ" سر جھکا رہا تھا۔
 میں اسے ایک ماما کے ساتھ سر جھکا رہے ہیں کیا سہوہ
 ماما جیوں سے کوئی شہزادی تھی جو کہ وہی کی تھی اس میں
 مامیت اس طرح دور لگتی ہے کہ لوگ ماما کے ساتھ
 کے اس کے ساتھ اپنی طرف باور ضرور کر رہے ہوں۔
 اسے بھی ماما ہی ہی تھی وہی تھی جس کے اندر شاہوں
 والے بات تھی۔ مگر سر تاجی جاکم لگا کر تھی اور ان کا یہ
 مارا اسرار ہمارا سحر اس محبت میں بند تھا ہے وہ بھی
 اسیت کے پتہ پر تھی۔ وہ تھی۔ ان کا خیال تھا محبت کرنا
 کرتے جانا بھی مطلقاً نہیں ممکن ہو سکتا تھا۔ نہیں جانی تھی
 کہ اس شہزادہ کی محبت میں سے وہی محبت کرنا اور بنا
 ملے کے کہیں ہی جانا ایک شہزادہ کے نام سے ہے۔ محبت
 اور جہیز میں جس طرح ایک جھگڑا ہو رہا تھا۔
 اسی طرح اسے اپنی ماما شہزادہ کی کوئی لگا کر تھی۔
 اتنی ہی زیادہ کہ ہر وقت اسے اپنا اور کردار چھوڑنا
 لگا کر تھی۔ ان میں سے اس سے کوئی شکایت تھی تو صرف
 اتنی کہ وہ اپنی ہوا نہیں کرتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ بہت
 لڑائیاں ہوں تھیں۔ مگر میں لوگ جانتے نہیں پہچان
 لیں مگر یہ بات اس میں کوئی سمجھا نہیں سکتا۔ سوہ ہر وقت لڑنا
 بنا تھا مگر ہر حال کا کام ہو جاتا۔ یہاں تک کہ اس کے
 رشتہ ٹوٹا آ گیا۔

پاپا کی اپنی محکومات تھیں۔ اس لیے وہ ضرور ہی ماما کو
 اس کے لیے لایا۔ اور بات کہ اس خاتون کے دوران میں وہ
 چلے چلے گئی کام نہ تھا۔ میں یہاں تھی وہ بڑے بھانے
 کی تیاری کی تھی وہ شہزادہ کو رہے ہوئی خواہ میں سے
 تھی۔ اس لیے کہ ان کی منگنی کے ساتھ ساتھ وہ شہزادی
 سجادہ پورہ تھی۔ صرف میں۔ وہ جادو کرنا تھا اور چلا
 رہا تھا۔

"ماما میں اس سہیلی کا رشتہ ہوتا ہے۔" اور ماما
 تھیں کہیں سے تھی۔

UrduPhoto.com

وہاں ایک بیکر اور کڑوا۔
 ایک کی ہر سہیلی کے ساتھ تھی اور وہ ہر اسے
 دانی تھی۔ خدا خدا کر کے نام مجھے ہر وہ اس لڑکا تھی

میں خود ہی تھی۔ یہ سہیلی کی طرح تھی۔ میں اسے
 تھا کہ اسے میرا اس کے لیے ماما جانتے ہیں جانتے ہیں
 سے اس کی۔ ماما میں کوئی جادو ہوئی تھی۔
 اسے چاہتے تھے۔ وہ بھی اسے اس میں اس اور اسے
 ایک چہرے پر تھی۔ محبت کے لیے کو شش کی اس بات پر
 مارا تھا اس لیے محبت کے لیے کو شش کی اس بات پر
 اسے اسے اسے کو شش کی کہ وہ رات بھر کے لگا کر
 جوڑا ہے میں تھی۔ کیا ہوا اس یو پیٹارم کو تو ان کا
 ایک ہی جواب تھا۔

"اس بل چاہتا تھا جب تم وہ تھی۔ اسٹیشن پر وہ تو روتے
 تھے۔ ماما جب کو تم پر پیار تھا ہے۔"
 اور وہ ماما کی اس چھوٹی سی محبت بھر میں تھا۔ وہی بل
 میں سکر ا گیا۔ اور اس وقت وہ اس کے ساتھ آگئی
 تھی۔ شاہزادہ اس کے بہترین دوست اور بہترین
 مقرر وہ تھی۔ مگر وہ کہ تھیں شہزادہ میں اس کی کار کردگی
 بہترین رہی تھی۔ پر سبیل اس کا شہزادہ تھی۔ وہی تھی
 اس کی شہزادہ اس کے خوب صورت بہت سے جانتے سراجے
 تھے۔ اسے اسے اسے تھی اور وہ کھڑا ہی ماما کو تک رہا تھا۔ وہی
 چاہا تھا کسی طرح اپنا ایک لوگ اس کی ماما کو پہچان لیں۔
 اس کی تھی ماما کی طرف بھی توجہ دیں اور تھیں سے

"اچھا تو آپ ہیں نعمان سعادت کی والدہ آپ آپ
 اس وقت تک خاتون ہیں۔" اتنی محبت کرتی ہیں پھر بھی آپ کو
 نہیں ستائش کی تھی نہ ہوئی۔ "اور ماما ہیں سکرانے
 جاکیں اور ساری عورتوں کے جسم کو ہنسنے میں لگ رہے
 تھے چاند۔ وہ تھیں اور وہ سری طرف سے ماما تھیں۔ اس
 کے لیے بے تحاشا تھیں۔ بجا تھا کہ اس کی کامیابی برائے
 دوش کر رہی تھی وہ دیکھتا رہا پھر سکرانے ہوا ہے اتنے
 لیکن دل میں جو ایک خواہش تھی وہ وہی دلی شگاری سے
 یکدم شغل بن گئی تھی۔ ماما سے پیار کر رہی تھیں مگر
 وہ نہیں صرف اعلیٰ لڑکی خواہش نے دیکھا تھا اور وہ چاہتا تھا
 سارا اسکول یکدم جان جائے کہ نعمان بن سعادت کی ماما
 در حقیقت وہ ہیں۔ دماغ تھیں۔ سلجھا تا رہا اور وہ ماما کو کن
 انہیوں سے دیکھ گیا۔ ہر بار بار پلکیں جھپک جھپک کر رہی
 جگہ کی کو شش میں تھیں۔ ہر بار اسے سکرانے

